ابصار العین فی انصار الحسین ع

ناشران:: مکتبۃ العلوم ٹرسٹ لائبریری ۔ J/3-1 ۔ 2 ناظم آباد کراچی

نمبر (۳۸)

عظم اللہ اجورنا و اجورکم بمصائب الحسین علیہ السلام

نور العین

ترجمہ

ابصار العین فی انصار الحسین ع

(مولفہ)

علامہ شیخ محمد بن شیخ طاہر سماوی نجفی

(مترجمہ)

عمدۃ العلماء الاعلام فقیہ اہل بیت کرام مولانا سید تصدق حسین کنتوری اعلی اللہ مقامہ

ابن حجۃ الاسلام علامہ سید غلام حسنین مشہور بہ علامہ کنتوری طاب ثراہ

(جس میں)

انصار جناب سید الشہداء ع کے تفصیلی حالات درج ہیں

اشاعت ثانی از:- مکتبۃ العلوم ٹرسٹ لائبریری 2-J/3-1 ناظم آباد کراچی

ہدیہ ــــــ ۱۲ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقہ و
سید بریتہ و رسولہ و صفیہ و نجیہ محمد و آلہ الطیبین
الطاھرین المعصومین الی یوم الدین۔

بعد حمد و صلوۃ یہ بندۂ عاصی کثیر المعاصی تصدق حسین بن علامۂ غلام حسنین
موسوی نیسابوری کنتوری خدمت میں موالیان اہل بیت عرض کرتا ہے کہ جب
میں سنہ ۱۳۴۲ ہجری نبوی میں عتبات عالیات عرش درجات حضرات ائمہ علیہم السّلام
مدفونین ارض مقدس عراق کی جبہ سائی سے مشرف ہوا تو وہاں نجف اشرف کے
بازار میں ایک تاجر کتب کی دوکان پر جن کا نام نامی شیخ محمد صادق ہے بغرض
تلاش کتب گیا وہاں یہ کتاب جسکا نام ابصار العین فی انصار الحسینؑ ہے
مجھے ملی۔ جسکو علامۂ محمد بن شیخ طاہر سماوی نے دس سال کی محنت اور تفحص
کتب رجال اور تاریخ اور مقاتل سے جمع کیا ہے اور سنہ ۱۳۴۱ ہجری میں باجازت
مصنف ممدوح نجف اشرف میں چھاپہ ہوئی۔ پس میں نے اسی وقت

سے ارادہ کیا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو میں کر کے توشۂ آخرت مہیا کروں گا چنانچہ
۱۲ محرم ۱۳۴۵ ہجری سے میں نے اسکا ترجمہ شروع کیا جو بعنایت الٰہی و مدد
اسد اللّٰہی بست و چہارم ماہ جمادی الاخریٰ یوم پنجشنبہ سنہ مذکور ختم ہوا۔
واضح ہو کہ جناب مصنف نے اِس کتاب کو ایک فاتحہ اور ۷ مقصد اور
ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے فاتحہ میں تو حضرت امام حسین علیہ السّلام کے مختصر حالات
ابتدا، ولادت سے شہادت تک سب مسلسل لکھے ہیں۔
پہلے مقصد میں آل حضرت ابوطالبؑ اور اُن کے غلام جو معرکہ کربلا میں
شہید ہوئے۔ اُن سب کو ذکر کیا ہے جن میں علاوہ حضرت امام حسینؑ کے اٹھارہ
بنی فاطمہؑ ہیں اور ایک حضرت کے کہلائی کے بیٹے عبد اللہ بن یقطر اور سات
خاندان رسالت کے غلام تھے۔
دوسرے مقصد میں بنی اسد کے جو لوگ حضرت کے ہمراہ شہید ہوئے
اُن کا ذکر ہے اور اُنکی تعداد سترہ ہے جسمیں ایک غلام تھے۔
مقصد سوم میں آل ہمدان کا ذکر ہے اُنکی تعداد ۱۴ لکھی ہے۔ ان میں
دو غلام تھے۔
چوتھے مقصد میں مذحجین کا ذکر ہے وہ سب آٹھ شخص تھے اُن میں
ایک غلام بھی تھے۔
پانچویں مقصد میں جو شہدا انصار سے ہیں اُنکا ذکر ہے اور وہ سات
شخص ہیں۔
چھٹے مقصد میں بجلیین مذکور ہیں وہ چہار بزرگ تھے۔

ساتویں میں قبیلہ کندہ کے لوگوں کا ذکر ہے وہ چار شخص تھے۔
آٹھویں میں غفاری قبیلہ کے لوگ ہیں وہ سب تین ہیں اُن میں ایک غلام بھی تھے۔
نویں مقصد میں بنی کلب ہیں وہ تیرہ تھے جس میں ایک غلام بھی ہے۔
دسویں میں قبیلہ ازد کے لوگ ہیں وہ سب سات ہیں مع ایک غلام کے
گیارہویں میں قبیلہ عبدی کے سات شخص مع غلام کے ہیں۔
بارہویں میں قبیلہ تیم کے سات شخص۔
تیرہویں میں طائی قبیلہ کے دو صاحب۔
چودہویں میں تغلبی کے پانچ شخص۔
پندرہویں میں جہینی کے دو شخص۔
سولھویں میں بنو تیم وہ بھی دو تھے۔
سترہویں میں افرادی وہ تین تھے۔
خاتمہ میں چند فوائد اور شہداء کی فہرست حروف تہجی پر۔
اب اصل کتاب کا ترجمہ مع اصلی خطبۂ مصنف کے شروع کرتا ہوں
وباللہ التوفیق وھو خیر الرفیق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہ الذی امتحن العباد لیبلوھم ایّھم احسن عملاً
فمنھم من وفی اللہ بالعھد والمیعاد ومنھم من خان فخاب

اما وا صلّی و اسلّم علیٰ رسولہ الذی ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً الی الملاء و آلہ سادات الخلق الذین کل واحد منہم فی العلیٰ ابن جلا و اخص بالتحیۃ شہید کربلا و انصارہ النبلا۔

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ مجھے ہمیشہ سے یہ شوق تھا کہ حضرت سیّد الشہداء خامس آل عبا جناب امام حسین علیہ السّلام کے انصار و جاں نثاروں کے پورے پورے حالات معلوم کروں اور اسی فکر و تلاش میں میں نے دس سال کامل تاریخ و رجال اور مقاتل کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان کے حالات اور تراجم بہت سی کتابوں سے جمع کئے اور مسودات کو مرتب کر کے صاف کیا اور ہر شخص کے حال کے آخر میں جو کوئی مشکل لغت اوس میں آگیا تھا اُسکو حل کر کے اُس کے معنے لکھدے اور اُس کا نام ابصار العین فی انصار الحسینؑ رکھا اور کتاب کو مرتب کیا ایک فاتحہ پر جس میں مختصر حالات حضرت امام حسینؑ کے لکھے اور ہر ایک قبیلہ کے جتنے لوگ حضرت کے ہمراہ شہید ہوئے تھے اُن کے نام و نسب وغیرہ چند علیحدہ۔ مقاصد میں لکھے اور ایک خاتمہ کتاب کا لکھا جس میں تمام شہداء کے اسماء شریفہ حروف تہجّی پر مرتب کر کے لکھے ہیں۔ اور کتاب کو حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہوں اگر حضرت نے قبول فرمایا تو بس اصلی غرض اور مقصود سب حاصل ہے۔ فاتحہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے حالات ابتدا ولادت سے شہادت تک مختصر و مجمل مذکور ہیں۔

ابو عبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم علیہ السلام

تیسری یا پانچویں شعبان سنہ ۴ ہجری کو وہ جناب بعد اپنے بڑے بھائی امام حسن علیہ السلام کے پیدا ہوئے۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے جب آپکو خدمت میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر کیا تو آنحضرت نے آپ کا نام حسینؑ رکھا اور ایک گوسفند سے آپ کا عقیقہ کیا۔ مدت آپ کے حمل مبارک کی صرف چھ ماہ تھی جس طرح سے حضرت یحیٰی علیہ وعلی نبینا علیہ السلام کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوی تو آپکی عمر شریف آٹھ سال کی تھی۔ اور جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی جب شہادت ہوئی تو آپ اڑتیس ۳۸ برس کے تھے۔

اور جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوی تو اُس وقت آپکی عمر شریف تقریباً اڑتالیس ۴۸ سال تھی۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد آپ دس ۱۰ سال اور زندہ رہے۔ اور سنہ ۶۱ اکسٹھ [1] ہجری میں آپ کربلا میں شہید ہوئے۔

---

[1] اکثر لوگ حضرت کی شہادت کا سال ساٹھ ہجری لکھتے ہیں وجہ اوسکی یہ ہے کہ جب تک حضرت کی شہادت ہوی ہجری سال ربیع الاول سے شروع ہوتا تھا اوسکے بہت دنوں کے بعد سال ہجری کا شروع ہونا محرم سے شروع ہوا پس جو لوگ ربیع الاول سے شروع کرتے ہیں وہ ساٹھ ہجری لکھتے ہیں اور جو محرم سے شروع کرتے ہیں وہ اکسٹھ لکھتے ہیں۔ مترجم

اُس وقت عمر شریف ستاونؔ ۵۷ سال کچھ دن کم چار ماہ کی تھی۔

اور حضرت رسول خدا و جناب علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہرا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو آپ سے بہت محبت تھی۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے بوجہ اسی محبت کے کسی لڑائی میں جو بصرہ اور صفین اور نہروان میں ہوئیں آپکو اور جناب امام حسن علیہما السّلام کو لڑنے کی اجازت نہیں فرمائی حالانکہ آپ دونو بھائی تینوں لڑائیوں میں موجود تھے۔ اور آپکی امامت صراحۃً بموجب ارشاد آنحضرت (الحسن والحسین امامان قاما او قعدا) ثابت ہے۔

اور آپ نے جو بزمانۂ امامت حضرت امام حسن علیہ السّلام کے سکوت فرمایا اور دعویٰ امامت ظاہر نہیں کیا اُسکی وجہ تو یہ تھی کہ امام حسن علیہ السّلام خود امام تھے اُن کے ہوتے ہوئے آپ کس طرح اپنی امامت کا دعوی فرماتے۔

اور جناب امام حسن علیہ السّلام کے بعد معاویہ کی وفات تک آپ کا سکوت اُس معاہدہ کے بموجب تھا جو جناب امام حسن علیہ السّلام نے معاویہ سے کیا اُسکی آپ نے پابندی کی اور اُس معاہدہ کو پورا فرمایا بظاہر تو یہی دو سبب سکوت ہیں۔ علاوہ اس کے اور جو اسباب ہوں اُنکو وہ جناب خود جانتے تھے۔ جب ۱۵ رجب سنہ ۶۰ ہجری میں معاویہ نے قضا کی اور اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ مقرر کیا اُس وقت یزید نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو جو معاویہ کی طرف سے حاکم مدینۂ منورہ تھا حکم لکھا کہ امام حسینؑ اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر سے فوراً میری بیعت لے لے۔

عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن عمر دونوں شخص تو بھاگ گئے اور امام حسین علیہ السّلام

نے بیعت نہیں کی تا اینکہ ۲۸ رجب کو آپ مع اپنے جملہ اعزہ و بیٹے جانی بھتیجے بھانجے اور مخدرات عصمت و طہارت کے مکہ کو شاد بادت نکلا بنیاد ہوئے بعض آپ کے اہل بیت نے عرض بھی کیا کہ جس طرح سے عبداللہ بن زبیر و عبداللہ بن عمر چھپ کر چلے گئے ہیں آپ بھی شارع عام سے نہ چلیں بلکہ بیابانت چلئے تو مخفی ہوتا کہ کسی کو معلوم نہو آپ نے فرمایا قسم بخدا میں تو اسی بیت چلونگا اور جو خدا کو منظور ہے وہ ہوگا۔ اور تیسری شعبان کو آپ داخل مکہ ہوئے اور مدینے سے چلتے وقت یہ آیت آپ تلاوت فرماتے تھے ولما توجہ تلقاء مدین قال عسی ربی ان یہدینی سواء السبیل جب آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے جو لوگ عمرہ اور حج کرنے آئے تھے جس میں ابن زبیر بھی تھے وہ حضرت کی خدمت میں برابر آتے جاتے رہتے تھے۔

مورخین اور اہل سیر لکھتے ہیں کہ جب اہل کوفہ کو معویہ کے انتقال کا حال معلوم ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے یزید کی خلافت کو نہیں مانا و وہ جناب مدینہ چھوڑ کر مکہ معظمہ میں چلے آئے ہیں تو سب لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے اور مشورہ و صلاح کر کے یہ رائے قرار پائی کہ امام حسینؑ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی لکھی جائے کہ جناب یہاں کوفہ میں تشریف لائیں چنانچہ چند روسائے عرایض لکھے اور عبداللہ بن مسمعؔ اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ حضرت کی خدمت میں روانہ کئے اور ان دونوں کو تاکید شدید کی گئی کہ بہت جلد یہ عرضیاں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں پہونچا دو یہ دونوں

لہ مسمعؔ بر وزن منبر ۱۲

قاصد ماہ رمضان کی دسویں کو حضرت کی خدمت میں پہونچے تھے اور اسیطرح سے پہلی عرضیوں کے روانگی کے دو دن بعد اور چند عرضیاں لکھی گئیں۔ اور قیس بن مسہر صیداوی اور عبد الرحمٰن بن عبد اللہ الارحبی کے ہاتھ یہ عرایض روانہ ہوئے۔ پھر دو روز کے بعد اور چند عرائض تیار ہوئے جن کو بکر بن ہانی سُبیعی[۱] اور سعید بن عبد اللہ الحنفی مکہ روانہ ہوئے۔

جملہ بارہ ہزار عرضیاں اہل کوفہ نے حضرت کی خدمت میں روانہ کیں اور سب عرضیوں میں معاویہ کے انتقال کی خوشی اور یزید سے ناراضی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی کوفہ میں تشریف لانے کی درخواست اور آپکی اطاعت اور آپ پر سے جان و مال کے نثار کرنے کے وعدے لکھے تھے۔

منجملہ عرضیاں لکھنے والوں کے حبیب بن مظاہر و مسلم بن عوسجہ و سلیمان بن صرد و رفاعہ بن شداد و مسیّب بن نجبہ[۱] و شبث بن ربعی و حجار[۲] بن ابحر و یزید بن حارث بن رُویم[۳] و عمرو بن الحجاج و محمد بن عمر بھی تھے۔ اِن میں سے محض دو بزرگ حبیب بن مظاہر و مسلم بن عوسجہ نے تو جو لکھا تھا اُس کو پورا کیا اپنے جانیں حضرت پر سے نثار کیں باقی سب نے خلاف کیا بصرہ والوں کو جب یہ خبر پہونچی کہ اہل کوفہ نے جناب امام حسینؑ کی خدمت میں عرایض لکھے قاصد بھیجے ہیں تو وہ سب مکان میں ماریہ دختر منقذ عبدی کے جمع ہوئے اور امامت کے باب

---

[۱] مسیب بن نجبہ نون کو زبر ہے اوسکے بعد جیم ساکن اوسکے بعد باء موحدہ اور ھاء ہوز[۱۲] تقریب التہذیب [۲] حجار بہ حاء مہملہ و تشدید جیم [۳] بضم راء مہملہ۔

میں گفتگو ہوتی رہی آخر کو بعضوں نے کہا کہ خروج کرو اور چلکر خدمت میں جناب امام حسین علیہ السّلام کی حاضر ہو جاؤ اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ عرضی لکھو کہ حضرت یہاں تشریف لاویں۔

جب اہل کوفہ اور بصرہ کے لوگوں کی یہ آمادگی حضرت امام حسین علیہ السّلام نے ملاحظہ فرمائی اُس وقت جناب مسلم بن عقیل کو طرف کوفہ روانہ فرمایا اور ضروری امور سب اُن سے فرمادئے اور اہلِ کوفہ کے نام ایک خط اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ ہانی اور سعید جو تمہارے آخری قاصد ہیں مع تمہارے عرایض کے میرے پاس پہونچے اور تم سب نے باتفاق یک زبان ہو کر لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے اور ہم کو امام کی ضرورت ہے آپ یہاں تشریف لاویں لہذا پہلے اِس وقت تو میں اپنے چچازاد بھائی مسلم کو جو ہر طرح سے میرے معتمد اور میرے اہل بیت سے ہیں تمہارے پاس روانہ کرتا ہوں اگر مسلم وہاں پہونچکر تم لوگوں کا حال صحیح لکھیں گے کہ تمہارے صاحبان فضل و شرف و اہل عقل و ارباب حل و عقد سب کے سب ہر طرح سے میری مدد و حمایت کو آمادہ و تیار ہیں اور جیسا کہ عرایض میں تم سب نے لکھا ہے ویسا ہی تمہارا حتماً و جزماً ارادہ ہے تو عنقریب میں بھی انشاء اللہ وہاں آؤ نگا اور تم یہ خوب یاد رکھو کہ امام کے کام بس یہی ہیں کہ کتاب خدا (قرآن مجید) کے موافق حکم دے عدل مع انصاف سے عمل کرے دین حق پر قایم ہو اپنے نفس کو خدا کے حوالہ کرے زیادہ والسّلام۔

اور قیس بن مسہر اور عبد الرحمٰن بن عبد اللہ کو حضرت نے جناب مسلمؑ

کے ہمراہ کیا اور چند قاصد جو کوفہ سے خط لیکر آئے تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے منجملہ اُن قاصدوں کے عمارہ بن عبد اللہ بھی تھے۔

جناب مسلم مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہونچے اور وہاں سے عراق کو چلے اور دو راہ بتانے والے قبیلہ قیس سے جناب مسلمؑ نے اپنے ہمراہ لئے وہ راہبر رستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔ جناب مسلمؑ نے اس واقعہ کے متعلق حضرت امام حسین علیہ السلام کو عرضی لکھی اور قیس بن مسہر کے ہاتھ وہ عرضی مکہ روانہ کی اور خود اُسی مقام پر ٹھیرے رہے جناب امام حسین علیہ السلام نے جواب میں عرضی کی پھر تاکید کوفہ کی روانگی کا حکم دیا بعد ورود فرمان مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام جناب مسلمؑ کوفہ کو روانہ ہوئے اور مختار بن عبیدہ ثقفی کے گھر میں وہ فروکش ہوئے تشریف آوری جناب مسلم کی خبر سُنکر اہل کوفہ جوق جوق خدمت میں جناب مسلم کے حاضر ہونے لگے اور اٹھارہ ہزار آدمیوں نے جناب مسلمؑ کے ہاتھ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کی جناب مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں یہ حال عرضی میں لکھا اور قیس بن مسہر کے ہاتھ وہ عرضی روانہ کی۔ جناب مسلمؑ کے کوفہ جانیکے بعد پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے بصرہ کے بعض اشرف و روسار اور اخماس بصرہ یعنی۔ پانچ قبائل عتیبۂ عالیہ و بکر بن وائل و تمیم و عبد قیس و ازد کو ایک ہی مضمون کے خطوط لکھکر۔ اپنے غلام کے ہاتھ جن کا نام سلیمان تھا روانہ کئے جن کے نام خطوط لکھے اُنکے نام یہ ہیں مالک بن مسمع البکری۔ احنف بن قیس۔ منذر بن جارود مسعود بن عمر۔ قیس بن ہیثم۔ عمرو بن عبید اللہ معمر۔ خطوط کا مضمون یہ تھا بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ خداوند عالم نے جناب محمد مصطفٰےؐ کو اپنی

تمامی مخلوق سے منتخب کیا اور اُن کو اپنی نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔ آنحضرت نے بندگانِ خدا کو نصیحت فرمائی راہ راست بتائی خدا کے سب احکام بندوں کو پہونچا دئے۔ اُس کے بعد اُس جناب نے اس دار دنیا سے رحلت فرمائی۔ ہم اُس جناب کے خاص اہل بیت اور اولیا اور اوصیا اور ورثہ دار ہیں اور ہم سے زیادہ اُن کے جانشینی کا لائق اور حقدار کوئی نہیں ہوسکتا۔ ہماری قوم والوں نے زبردستی ہماری جگہ لے لی۔ اور ہم نے اس خیال سے کہ امت میں فساد نہو تفرقہ نہ پڑجائے چشم پوشی کی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ ہم اس جانشینی اور خلافت کے اصل حقدار ہیں۔ میں اپنا قاصد مع اس خط کے تمہارے پاس بھیجکر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لئے کہ سنت نبوی اب بالکل مردہ ہوگئی ہے اور بدعتیں جاری کیجارہی ہیں اگر تم نے میرا کہنا سنا اور میرا حکم مانا تو میں راہ راست کی تم کو ہدایت کرونگا والسلام سلیمان حضرت کے غلام جب یہ خطوط لیکر بصرہ میں پہونچے اور جس جس کے نام کے تھے اُن کو پہونچا دئے تو بعض لوگوں نے اس خط کے آنے کا حال چھپایا اور جواب میں عذر معذرت لکھی اور وعدہ کیا۔ مگر منذر بن جارود نے جو ابن زیاد کا سالا تھا یہ خیال کیا کہ یہ قاصد حکومت کا گویندہ اور مخبر ہے اور خط مصنوعی ہے اُس خط کو مع سلیمان کے ابن زیاد کے پاس جو اُس وقت بصرہ کا حاکم تھا لیجاکر پیش کر دیا ابن زیاد اُسی وقت بحکم یزید کوفہ پر بدلی ہوا تھا اور کوفہ جانے کو تیار تھا اوس نے اُسی وقت خط کو منذر سے لے لیا اور سلیمان کو قتل کرادیا۔ اور اس زمانہ میں یزید کیطرف سے حاکم بصرہ ابن زیاد تھا اور حاکم کوفہ بشیر بن نعمان انصاری تھا جب

نعمان کو حضرت مسلم کا کوفہ میں آنا اور اہل کوفہ کا اُن سے بیعت کرنا معلوم ہوا تو نعمان نے کوئی سختی اہل کوفہ پر نہیں کی جب یزید کے طرف داروں نے دیکھا کہ نعمان کچھ نہیں بولتا ہے نہ کوئی چارہ کار کرتا ہے تو یزید کو یہ سب حالات لکھے یزید نے فوراً نعمان کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اور ابن زیاد کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا حاکم مقرر کیا یزید کا یہ حکم پہونچتے ہی ابن زیاد اپنے بھائی عثمان کو بصرہ کی حکومت سپرد کر کے کوفہ کو روانہ ہوا اور اپنے ہمراہ اُس نے شریک بن اعور کو لیا جو خراسان کی حکومت سے معزول ہو کر آیا تھا اور مسلم بن عمرو باہلی کو بھی ساتھ لیا جو یزید کا حکم نامہ ابن زیاد کے تقرر کا حکومت کوفہ کے بابت لایا تھا۔ اور حصین بن تمیم تمیمی کو بھی ہمراہ لیا جو ابن زیاد کا بڑا معتمد علیہ تھا۔ شریک نے راہ میں اپنے کو بیمار بنایا تاکہ کوفہ پہونچنے میں ابن زیاد کو تاخیر ہو اور جب تک امام حسین علیہ السّلام کوفہ میں آجاویں۔ مگر ابن زیاد نے کچھ شریک کی بیماری کا خیال نہیں کیا اور بہت تیزی و سرعت سے داخل کوفہ ہوا اور بصرہ سے قادسیہ تک ناکہ بندی کا پورا انتظام کیا۔

اُدھر جناب مسلم کی عرضی حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں قیس بن مسہر کے ہاتھ پہونچی جس میں جناب مسلم نے اٹھارہ ہزار کوفیوں کی بیعت کا حال لکھا تھا اور حضرت سے تشریف فرمائی کوفہ کی درخواست کی تھی بس حضرت نے سفر کا ارادہ حتمی فرما لیا اور ذیحجہ کی آٹھویں رات کو اپنے تمام اصحاب و اعزہ کو جمع فرما کے ایک خطبہ فصیح و بلیغ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موت ہر ایک بنی آدم کے واسطے آنے والی ہے اُس سے کسی فرد بشر کو چارہ نہیں ہے اور میں اپنے بزرگوں سے ملنے کا ایسا مشتاق

ہوں جیسے یعقوب یوسف کے مشتاق تھے ۔ اور میرے واسطے ایک قتل گاہ مقرر کی گئی ہے کہ وہاں مجھے جانا اور اُسکا دیکھنا ضرور ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے جوڑ بند ہاتھ پیروں کو اُس زمین پر لشکر کوفہ کے بھیڑیے کھا رہے ہیں اور اپنے پیٹ بھر رہے ہیں اور قلم قضا جس بات پر چلا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے اور گریز اوس سے ممکن نہیں اور ہم اہل بیت رسالت راضی برضا قضائے الہٰی ہیں اور ہر بلا میں صابر و شاکر رہتے ہیں اور صابروں کے ثواب کے طالب ہیں پس جس کسیکو راہ خدا میں اپنی جان دینا منظور ہو اور مرنے کا خوف نہ ہو وہ میرے ہمراہ چلے اور میں کل صبح یہاں سے روانہ ہوجاؤنگا انشاء اللہ

اصل خطبہ یہ ہے ۔ الحمد للہ و ماشاء اللہ و لا قوۃ الا باللہ خُطَّ الموت علی وُلدِ آدم مخط القلادۃ ۔ علی جید الفتاۃ و ما اولھنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب الی یوسف و خُیّرَ لی مصرع انا لاقیہ فکانی باوصالی تقطعھا عسلان الفلوات بین النواویس و کربلا فیملأن منی اکراشًا جوفًا و اجربۃً شغبًا لا محیص عن یوم خطہ بالقلم رضاء اللہ رضانا اھلَ البیت نصبر علی بلائہ و فینا اجر الصّابرین ولن تشذ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ لحمتہ و ھی مجموعۃ فی خطیر القدس تقر بھم عینہ و ینجز بھم وعدہ فمن کان فینا مھجتہ موطنا علی لقاء اللہ نفسہ فیرحل فانی راحل مصباحًا انشاء اللہ ۔

جب آٹھویں ذیحجہ کی صبح ہوئی تو وہ جناب مکہ سے روانہ ہوئے۔ ابن عباس ابن زبیر نے حضرت کو سفر عراق سے منع کیا مگر آپ نے نہیں مانا۔ مکہ سے چلکر نعیم میں حضرت پہونچے وہاں عبد اللہ بن عمر رہتے تھے اور اُنکا وہاں ایک چشمۂ آب تھا اُنہوں نے بھی آپ سے کوفہ جانے کے متعلق کہا مگر آپ نے فسخ عزم نہیں فرمایا۔ پھر وادی عقیق میں سواری مبارک آپکی پہونچی اس منزل پر جناب عبد اللہ بن جعفر کے دونو فرزند عون و محمد اپنے والد کی عرضی لیکر پہلے حاضر ہوئے اُس میں بھی جناب عبد اللہ نے لکھا تھا کہ اے مولیٰ کوفہ نہ جائیے۔ اُسکے بعد خود جناب عبد اللہ عمرو بن سعید حاکم مدینہ کا خط لیکر حاضر خدمت جناب امام حسینؑ ہوئے۔ اور بہت اصرار سے منع کیا۔ مگر حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے نانا حضرت رسول خدا کو دیکھا آپ نے مجھے جو حکم دیا ہے اُس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ جب جناب عبد اللہ کو حضرت کی مراجعت سے مایوسی ہوئی تو آپ نے اپنے دو فرزند عون و محمد کو حضرت کے ہمراہ رکاب کیا۔ اور وصیت کی کہ حضرت کی خدمت سے جدا نہ ہونا اور اپنی جانیں اُن پر نثار کرنا۔

عقیق سے روانہ ہو کر ذات عرق میں اُترے وہاں سے چند لوگ آپکے ہمراہ ہوئے پھر وہ حضرت منزل حاجز میں پہونچے وہاں سے قیس کو جناب مسلمؑ کے پاس کوفہ میں خط دیکر بھیجا کہ ہم آرہے ہیں اور یہاں تک پہونچے ہیں حاجز کے بعد پھر ثعلبیہ میں پھر زبالہ میں پہونچے اور وہیں جناب مسلم اور ہانی کے قتل کی خبر معلوم ہوئی اسکے بعد کسی اور منزل پر عبد اللہ بن یقطر کے قتل کی خبر پہونچی اس خبر کے بعد حضرت نے پھر تمام ہمراہیوں کو جمع فرماکے خطبہ پڑھا اور جناب مسلمؑ اور ہانی اور عبد اللہ بن یقطر،

کے قتل کا حال بیان کر کے فرمایا جسکو میرے ساتھ جان دینا ہو وہ رہے باقی سب چلے جاؤ چنانچہ اسی خطبہ کے بعد جو لوگ بطمع دنیاوی شریک ہوئے تھے اِدھر اُدھر روانہ ہو گئے محض آپکے عزیز اور مخصوص جان نثار باقی رہ گئے۔

وہاں سے چلکر وہ حضرت منزل عقبہ میں پہونچے اور شراف میں رات کو رہے شراف سے روانہ ہوئے دوپہر کے قریب حُر کا رسالہ آتا ہوا دکھائی دیا حضرت شاہ راہ چھوڑ کر قریب میں جو ایک پہاڑی تھی وہاں اوتر پڑے کہ رسالہ حُر جس میں ایکہزار سوار تھے آپہونچا کہ اُن حضرت کو کوفہ کی طرف جانے سے روکے یہ رسالہ حصین بن نمیم تمیمی نے بھیجا تھا جو ایک بڑا لشکر لئے ہوئے قریب کربلا ابن زیاد کی طرف سے چھاؤنی ڈالے ہوئے بغرض مزاحمت و مقابلہ حضرت امام حسین علیہ السّلام ٹھیرا ہوا تھا۔ حُر کا رسالہ بھی اُسی پہاڑی کے پاس ٹھیرا جب ظہر کا وقت ہوا حُرؑ اور حُر کے رسالہ نے حضرت کے پیچھے نماز ادا کی بعد نماز ظہر حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام نے ایک خطبہ پڑھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے گروہ ناس میں خود سے ادہر نہیں آیا ہوں بلکہ تمہارے عرائض اور تمہارے قاصد متواتر میرے طلب میں پہونچے کہ ہم بے امام کے ہیں آپ تشریف لاویں پس اگر تم اوسی خیال پر باقی ہو جو تم نے عرضیوں میں لکھا تھا تو وہ عہد و پیماں کر کے مجھے مطمئن کرو اور اگر اب تم کو میرا آنا ناپسند ہے اور وہ خیال نہیں ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں پلٹ جاتا ہوں یہ سُنکر سب لوگ خاموش ہو گئے کچھ جواب کسی نے نہیں دیا پھر نماز عصر کا وقت آیا حضرت نے نماز عصر پڑھی لشکر حر نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی بعد نماز حضرت نے پھر خطبہ فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے **اَیُّھَا النَّاس** اگر تم

خدا سے ڈرو اور یہ سمجھو کہ حق جو ہے وہ حق والوں ہی کے پاس ہے تو بس یہی خوشنودی خدا ہے۔ اور ہم اہل بیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ لائق اور قابل اور احق خلافت ہیں یہ لوگ جو خلافت کے مدعی ہیں اور بندگان خدا پر جور و ظلم کرتے ہیں انکو اس خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تم ہم سے راضی نہیں ہو اور ہمارے حق سے جاہل ہو اور عرضیوں میں جو اس سے پہلے تم نے لکھ لکھ کر ہم کو بھیجا ہے اُس سے اب تمہاری رائے بدل گئی ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں کو پھر پلیٹ جاتا ہوں۔ یہ سنکر حرؑ نے عرض کی قسم بخدا ان خطوط اور عرضیوں کا حال میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے عقبہ بن سمعان (جو آپ کی بی بی جناب رباب کے غلام تھے) سے فرمایا اے عقبہ وہ دونوں خرجیاں جن میں اہل کوفہ کی عرضیاں بھری ہیں اُٹھا لا حسب الحکم عقبہ نے فوراً دونوں خرجیاں حاضر کیں اور حر کے سامنے وہ عرضیاں پھیلائی گئیں۔ حر نے عرض کی میں ان لکھنے والوں میں نہیں ہوں نہ مجھے اسکی خبر ہے مجھے تو بس یہی حکم ہے کہ میں آپ کے ہمراہ رہوں اور ابن زیاد کے پاس کوفہ میں آپکو پہونچادوں حضرت نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا اور آپس میں رد و بدل اور تکرار ہوئی۔ اور آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ حرؑ ابن زیاد کو لکھے کہ امام حسینؑ مکہ پلیٹ جانے کو فرماتے ہیں ابن زیاد کی اجازت آنے کے بعد آپ چلے جاویں۔ ابن زیاد نے جواب میں انکار لکھا اور لکھا کہ حسینؑ پر سختی کر اور جس طرح سے ہو یہاں کوفہ میں انکو لے آ جواب کا مضمون حرؑ نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا آپ نے منظور نہیں فرمایا اور آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور لشکر حر راہ روکے ہوئے چلنے سے منع کرتا تھا۔

آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ اُس راستہ پر چلیں جو نہ مکہ جاتا ہو اور نہ کوفہ کو اور لشکر حر حضرت کے ساتھ ساتھ رہے۔ اس قرارداد کے بعد حضرت مکہ کی راہ چھوڑ کر بائیں طرف جو رستہ جاتا تھا اُس پر روانہ ہوئے۔ لشکر حر بھی اُسی طرف حضرت کے عقب میں روانہ ہوا تھوڑی راہ چلکر حضرت نے پھر اصحاب کو جمع کیا اور خطبہ پڑھا اور فرمایا حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ تم دیکھتے ہو کیا کیا مصیبتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں دنیا متغیر ہو گئی بدل گئی ہے نیکی دنیا میں برائے نام اس قدر رہ گئی ہے جس طرح کھانے اور پینے کے برتن میں تری رہ جائے۔ حق کی طرف کوئی جاتا نہیں اور باطل سے کسی کو پرہیز نہیں ہے بس اِس حالت میں لازم ہے کہ مرد۔ مومن آرزومند طالب موت ہو اور میں تو اب اس حالت میں مرنے کو بہت پسند کرتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو موجب ذلت جانتا ہوں۔

حضرت کے یہ کلمات سنکر زہیر بن قین اور سب اصحاب وغیرہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ آپکا ارشاد ہم نے سُنا اے مولیٰ اگر یہ دنیا ہمیشہ باقی رہنے والی ہوتی اور ہم بھی اُس میں ہمیشہ رہتے تھے تو بھی ہم آپ پر جان نثار کرنے کو بہت اچھا جانتے نہ کہ یہ تو چند روز کی حیات ناپایدار ہے۔

پھر حضرت سوار ہوئے اور عذیب اور قادسیہ کے درمیان جو رستہ جاتا تھا اُس پر تشریف لے چلے اور قصر بنی مقاتل کو پہونچے قصر بنی مقاتل سے کوچ فرما کے حضرت روانہ ہوئے کہ راہ میں حر کے نام ابن زیاد کا حکم پہونچا کہ اُن حضرت پر اب سختی کر اور کہیں جانے نہ دے اور چٹیل میدان ریگستان میں جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی نہ گھاس وہاں حضرت کو اُتار۔ بس اب حضرت کربلا کی

زمین پر اُترے اور یہ دوسری تاریخ محرم کی پنجشنبہ کا دن ۶۱ھ ہجری تھا حضرت نے وہیں اپنے خیمہ وغیرہ لگائے سب لشکر اوترا۔

(۶ محرم کو) ابن سعد مع لشکر کثیر وجم غفیر کربلا میں ابن زیاد کی طرف سے وارد ہوا ابن سعد کی روانگی کے بعد ابن زیاد نے کوفہ میں عام منادی کرائی کہ جو کوئی سوار یا پیادہ کوفہ میں رہجاویگا اور کربلا کو نہ جاویگا وہ فوراً قتل کیا جاویگا چنانچہ بعد اس منادی کے اک مرد مسافر کوفہ میں دیکھا گیا اُسکو ابن زیاد کے پاس پکڑ لے گئے ابن زیاد نے اُس سے حال دریافت کیا اُس نے کہا میں شام کا رہنے والا ہوں یہاں ایک شخص کے ذمہ میرا قرض ہے اُسکو لینے آیا ہوں یہ سُنکر بھی ابن زیاد نے حکم دیا کہ اگرچہ یہ شخص کوفہ کا رہنے والا نہیں ہے مگر اسکو بھی قتل کرو تاکہ لوگوں کو کامل عبرت ہو اور کوئی مرد کوفہ میں باقی نہ رہے۔

کربلا پہونچکر ابن سعد نے امام حسینؑ کی خدمت میں کسی کو بھیجکر دریافت کیا کہ آپ اِدہر کیوں تشریف لائے ہیں حضرت نے عرائض وغیرہ کا آنا اہل کوفہ کا اصرار سے بلانا سب جواب میں کھلا بھیجا اور یہ بھی کھلایا کہ اگر تم کو میرا آنا خلاف ہے تو میں مکہ چلا جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں اور اگر یہ بھی منظور ہو تو یہاں سے دور جاکر پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں زندگی بسر کرلونگا حضرت کا یہ جواب سنکر ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ امام حسینؑ ایسا ایسا فرماتے ہیں اسکے جواب میں ابن زیاد نے فوراً ابن سعد کو بہت سختی سے لکھا کہ تجھے حضرت سے اگر لڑائی منظور نہیں ہے تو سرداری لشکر سے علیحدہ ہو جائے اور شمر کو لشکر کی افسری دیدے یہ جواب ابن سعد کے پاس اُس تاریخ پہونچا جب تک بیس۲۰ ہزار آدمی لشکر ابن سعد میں جمع ہو چکے تھے اس جواب

آنے کے بعد سے پیغام سلام طرفین سے بند ہو گیا اور امام حسینؑ پر سختی شروع کی گئی پانی بند کر دیا گیا فرات کا وہ گھاٹ جو حضرت سے متصل تھا وہاں پہرے بٹھائے گئے اور یہی پیغام رہا کہ یا بیعت کیجئے یا لڑائی شروع کیجئے ابن سعد کے کربلا پہنچنے سے شب عاشور تک ایک ایک دو دو کر کے تیس ۳۰ نفر ابن سعد کے لشکر سے جدا ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے خدا نے اُن کو ہدایت فرمائی اور ہمراہ حضرت کے شہادت اُنکو نصیب ہوئی۔

آٹھویں محرم کو جب حضرت امام حسینؑ اور اہل بیت اطہار اور اطفال خورد سال و تمام لشکر پر پیاس کی بہت شدت ہوئی تو حضرت نے جناب عباسؑ کو بیس سوار بیس پیادے ہمراہ کر کے فرات پر بھیجا کہ پانی لڑ بھڑ کے لے آؤ جناب عباسؑ گئے اور جو فوج گھاٹ روکی تھی اونکو مار کے ہٹا دیا اور خود سے پانی پیا اور جس قدر مشکیں لے گئے تھے سب بھر لائے۔

اسکے بعد ابن زیاد کا ایک اور حکم ابن سعد کے پاس نویں محرم کو آیا کہ فی الفور لڑائی حضرت سے شروع کر دے حکم آتے ہی لشکر تیار ہو گیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کو مع اہل بیت و جملہ اصحاب کے ابن سعد کے لشکر نے گھیر لیا یہ حالت ملاحظ فرما کر حضرت نے اپنے بھائی جناب عباسؑ کو مع چند دیگر اشخاص کے ابن سعد کے پاس ایک رات کی مہلت مانگنے کو روانہ فرمایا چنانچہ بڑی مشکل سے بعد صلاح و مشورہ کے مہلت ملی ساری دسویں رات سارا لشکر حضرت کا مع جملہ عزیزوں کے عبادت خدا میں مشغول رہا اور آواز تسبیح و تہلیل و قرأت قرآن اُنکے خیموں سے تمام رات آیا کی چنانچہ لشکر ابن سعد کے لوگ ناقل ہیں کہ تمام

شب یہ آوازیں ہم سنا کئے۔

پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے سب کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا۔ وقال اثنی علی اللہ احسن الثناء و احمدہ علی السراء و الضراء اللھم انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوۃ وعلمتنا القرآن و فقھتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعاً و ابصاراً وافئدۃ فاجعلنا من الشاکرین (امابعد) فانی لا اعلم اصحاباً اوفی ولا خیرا من اصحابی ولا اھل بیت ابر ولا اوصل من اھل بیتی فجزاکم اللہ عنی خیرا الا و انی لا اظن لنا یوما من ھؤلاء الا و انی قد اذنت لکم فانطلقوا جمیعاً فی حل لیس علیکم منی ذمام و ھذا اللیل قد غشیکم فاتخذوہ جملا ودعونی و ھؤلاء القوم فانھم لیس یریدون غیری۔

جس کا خلاصہ یہ ہے۔ خدا کی بہتر سے بہتر میں ثنا کرتا ہوں اور خوشی اور رنج ہر حالت میں اُسکا شکریہ بجا لاتا ہوں۔ بارالٰہا میں اُسکا شکر گذار ہوں کہ تونے ہمارے گھر میں نبوت عطا فرمائی اور قرآن کا علم ہمکو عنایت کیا۔ اور دین و مذہب ہم کو سمجھایا اور گوش شنوا ور چشم بینا اور قلب مطیع ہمکو عنایت فرمایا اللہ تو ہم کو شکر گذاروں میں شمار فرما امابعد حمد وصلوٰۃ کے اے میرے دوستو اور عزیزو تم کو معلوم ہو کہ جیسے تم میرے باوفا اور نیک اصحاب ہو ایسے کسی کے اصحاب نہیں گذرے اور جیسے تم سب میرے عزیز چاہنے والے ہو ایسی کسیکے عزیز نہیں ہوے تم سب کو خدا میری طرف سے جزا خیر دے آگاہ ہو تم سب کہ مجھے اب یہ امید نہیں

ہے کہ ایک دن بھی یہ لشکر شام مجھے زندہ رہنے دیگا لہذا میں تم سب کو دل کھلے خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ اب رات ہو گئی ہے تم سب یہاں سے جہاں دل چاہے چلے جاؤ اور مجھے ان لوگوں میں چھوڑ دو کیونکہ انکو سوائے میرے اور نہ کسی سے مطلب ہے نہ کسی کا قتل مطلوب ہے حضرت کا یہ ارشاد سنکر سب نے ایک زبان ہو کر انکار کیا اور عرض کیا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر ہرگز نہ جاوینگے۔

جب عاشورا کی صبح ہوئی تو حضرت نے اپنے اصحاب کو آمادہ کیا اُسوقت حضرت کی خدمت میں بتیس ۳۲ سوار اور چالیس پیادے تھے اس چھوٹے سے لشکر کو حضرت نے اسطرح مرتب فرمایا کہ لشکر کے داہنے پر زہیر بن قین اور بائیں طرف حبیب بن مظاہر کو مقرر کیا اور فوج کا نشان (علم) جناب عباسؑ کو عطا فرمایا اور اہل بیت اطہار کے خیموں کو اپنی پشت پر لیا اور خیموں کے پیچھے خندق میں آگ روشن کردی تاکہ دشمن اُدھر سے خیموں پر حملہ آور نہو۔

ابن سعد نے عاشورا کی صبح تمام اپنے لشکر کو (جسکی تعداد کم سے کم) تیس ۳۰ ہزار منقول ہے اسطرح مرتب کیا کہ میمنہ لشکر کا افسر عمرو بن حجاج کو کیا اور میسرہ حوالہ شمر بن ذی الجوشن کیا اور سواروں کا افسر عزرہ بن قیس اور پیادوں کا افسر شبث بن ربعی کو بنایا اور اپنے غلام کو جسکا نام درید تھا کل لشکر کی علمداری پر مقرر کیا۔

جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس لشکر کثیر کی صف آرائی ملاحظہ فرمائی دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کیطرف آپنے یہ دعا کی۔ اللّٰھم انت ثقتی فی کل کرب و انت رجائی فی کل شدۃ و انت لی فی کل امر نزل بی ثقۃ و عدۃ کم من ھم یضعف فیہ الفواد

و تقلّ فیہ الحیلۃ و یخذل فیہ الصدیق و یشمت فیہ العدو و انزلتُ لک و شکوتہ الیک رغبۃً منی الیک عمّن سواک ففرّجتہ عنی و کشفتہ فانت ولیّ کل نعمۃ و صاحب کل حسنۃ و منتہی کل رغبۃٍ -

خلاصہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کہ بار الٰہا ہر رنج و شدت میں تجھی پر مجھے بھروسہ ہے اور جو مصیبت مجھپر نازل ہو اُس کے دفع کا تجھی پر مجھے اعتماد ہے - اور تو ہی میرا کارساز ہے - بہت سے ایسے مصائب گذرے جن میں دل ضعیف ہو جائے اور راہ چارہ مسدود ہو جائے دوست اُس میں ملامت کرے دشمن شماتت کرے اُن مصائب کے دفع ہونے کے لئے میں نے تجھی سے عرض کیا اور تیرے سوا کسی سے نہیں کہا تو نے وہ مصیبت فوراً دفع کر دی بس تو ہی ہر ایک نعمت کا جو مجھے ملی اور ہر نیکی اور اچھی بات کا مالک اور صاحب ہے - اور ہر آرزو کی انتہا تیری ہی طرف ہے یہ دعا کر کے حضرت نے سواری ناقہ کی طلب فرمائی اور اُس پر سوار ہو کر باآواز بلند آپنے پکارا اے اہل عراق تم سب پہلے میری بات سُن لو اور لڑائی میں جلدی نہ کرو مجھپر جو حقوق اسلامی و انسانی تمہارے ہیں اسکی وجہ سے تم کو وعظ و پند نصیحت کر لوں اور یہاں میرے آنے کے جو عذرات ہیں اُنکو ظاہر کر دوں اُسکے بعد تم کو اختیار ہے چاہے تم اُن عذرات کو سچا جانکر انصاف پر راضی ہو جاؤ کہ اس میں تمہاری بہتری ہے - اور اگر اُن عذرات کو تم منظور نکرو تو تم کو کوئی حجت مجھپر باقی نہ رہے یہ سُنکر سب چپ ہو گئے اور حضرت نے حمد و نعت میں ایک ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ ویسا خطبہ کسی نے کسی سے نہ اُس

سے پہلے کبھی سنا تھا نہ اُسکے بعد کبھی سنا گیا اُس کے بعد آپ نے فرمایا دیکھو غور کرو سوچو میں کون ہوں میرا نسب کیا ہے (میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں) اس کے بعد اپنے نفوس کو ملامت کرو اور تامل کرو کہ کیا میرا قتل اور میری ہتک حرمت تم کو جایز ہے کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ اور اُن کے وصی کا بیٹا نہیں ہوں جو سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور سب سے پہلے انہوں نے جناب رسالتمآب کی نبوت کی تصدیق کی تھی۔ کیا جناب حمزہ سید الشہدا میرے چچا نہیں ہیں اور کیا جعفر طیارؑ جن کو بہشت میں خدا نے دو پر عنایت کئے ہیں وہ میرے چچا نہیں ہیں کیا۔ رسالتمآب کا یہ ارشاد کہ میں اور میرے بھائی حسن علیہ السّلام اہل بہشت کے سردار ہیں تم نے نہیں سنا ہے اور میں یہ سچ کہتا ہوں اور درحقیقت آنحضرت کا یہ فرمانا صحیح ہے اور جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ غلط کہنے پر خدا عذاب کرتا ہے کبھی میں نے کوئی بات غلط نہیں کہی ہے باایںہمہ اگر تم کو کچھ اس میں شک و شبہ ہو تو ابھی اِس حدیث کو آنحضرت سے سننے والے جابر بن عبد اللہ انصاری ابو سعید خدری سہل بن سہل ساعدی زید بن ارقم۔ مالک بن انس موجود ہیں اُن سے دریافت کرو وہ کہیں گے کہ ہم نے جناب رسالتمآب سے اس حدیث کو سنا ہے پس کیا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث میرے قتل کرنے سے تم کو مانع نہیں ہے حضرت نے یہاں تک فرمایا تھا کہ شمر نے آپ کا کلام قطع کر دیا اُس شقی کا جواب حبیب بن مظاہر نے دیا جو حبیب کے حالات میں آگے مذکور ہوگا۔ اور حضرت نے پھر تقریر شروع کی اور فرمایا کہ اگر تم کو اس حدیث میں کوئی شک ہو تو اس میں بھی کچھ تم کو شک ہے کہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں قسم بخدا کہ سوائے میرے اس وقت کوئی اور تمہارا نبی کا نواسہ

نہیں ہے ۔ تم میرے قتل کے کیوں خواہاں ہو گیا میں نے تمہارے کسی شخص کا خون کیا ہے
یا کسی کا مال چھین لیا ہے یا کسی کو زخمی کیا ہے ۔ یہ سنکر سب کے سب خاموش ہو گئے
کچھ جواب کسی نے نہیں دیا اُسکے بعد حضرت نے شیث بن ربعی اور حجاز بن بجر اور
قیس بن اشعث اور یزید بن حرث کو نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ کیا تم نے مجھے خطوط
اس مضموں کے نہیں لکھے کہ آپ یہاں آویں ہم سب آپ کے ساتھ جان و مال سے
مدد کرنے کو تیار ہیں حضرت کے جواب میں قیس ابن اشعث نے کہا نہ جانے آپ کیا
کہتے ہیں ہمارا تو یہی کہنا ہے کہ آپ یزید کے حکم کو مانئے وہ ہر طرح سے آپ سے
اچھا سلوک کریگا حضرت امام حسین ع نے فرمایا آخر تو محمد بن اشعث کا بھائی ہے جس نے
مسلم بن عقیل کو اماں دیکر پھر اُسکے خلاف کیا اب تو یہ چاہتا ہے کہ مسلم کا خون ناحق
جو تیری گردن پر ہے اُس سے اور زیادہ بہت سے خون ناحق اپنی گردن پر لے ۔
اِسکے بعد آپ نے فرمایا قسم بخدا ہر گز ہر گز میں بیعت نہ کرونگا اور نہ مثل غلاموں
کے بھاگ جاؤنگا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم پر پتھر نہ برسائے اور خدا سے
پناہ مانگتا ہوں ہر متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا ہے یہ فرماکر آپ نے
ناقہ بٹھادیا اور عقبہ بن سمعان نے اونٹ کو باندھ دیا اور لشکر اعدا نے حضرت پر
ہجوم کیا پھر حضرت نے جناب رسالتمآب کا گھوڑا جسکا مرتجز نام تھا طلب فرمایا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ سر پر رکھا آپکی زرہ جسم مبارک میں پہنی ذوالفقار
ہاتھ میں لی اور اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر شام کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور
فرمایا کہ ذرا خاموش رہو جب وہ لوگ خاموش ہوئے تو حضرت نے پھر ایک خطبہ
ارشاد کیا اور اُن کو قسمیں دلائیں اور فرمایا دیکھو رسولِ خدا نے ہم کو اہل بہشت کا

سرفراز فرمایا ہے اور دیکھو یہ گھوڑا جس پر میں سوار ہوں رسول اللہ کا گھوڑا ہے یہ ذرہ
یہ عمامہ یہ تلوار سب اُنھیں حضرت کی ہے سب نے اقرار کیا کہ بے شک یہ سب چیزیں
جنابِ رسالتمآب کی ہیں اور آپ اُن کے نواسے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ سب امور
کے اقرار اور علم کے بعد پھر مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو سب نے جواب دیا ہمارے
حاکم کا یہی حکم ہے کہ اگر بیعت نکریں تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیں۔ پھر اُس کے بعد حضرت
نے دوسرا خطبہ ارشاد کیا اُس میں فرمایا۔ اے قوم خدا تم کو ہلاک کرے تم نے کس ذوق
وشوق خوشامد سے ہمکو بلایا جب ہم آئے تو تم نے تلواریں ہم پر نکالی ہیں اور وہ آگ
جو ہمارے تمہارے دشمن کے واسطے ہوتی وہ اب ہمارے واسطے تم نے تیار کی ہے
اور اپنے دوستوں کو چھوڑ کر اپنے دشمنوں کے ساتھ ہو کر دوستوں پر تم نے چڑھائی کی
ہے اور حرام و ناجائز دنیا کی تم نے آرزو کی ہے حالانکہ ہم سے کوئی امر خلاف تم نے
نہیں دیکھا اور کوئی برائی ہماری طرف سے نہیں ہوئی اور نہ دوسروں سے تمہیں کوئی
اُمید ہو سکتی ہے پھر بھلا عذاب اور عقاب کے تم مستحق کیونکر نہو گے کہ تم نے ہم کو بُرا سمجھا
اور ہماری مدد سے ہاتھ اُٹھا کر ہمارے قتل کے لئے لشکر جمع کئے ہیں اور امن و امان میں
تم خلل انداز ہوئے اور مثل پروانوں کے آگ میں گر رہے ہو کیسے بُرے اور بدلوگ
تم ہو تم امت کے گمراہ اور سرہنگ کتاب خدا کے منکر شیطان کے مطیع قرآن کو تحریف
کرنے والے اور سنت رسول اللہ کو مٹانے والے حکومت کر رہے ہیں، کیا تم ان ہی کے
بازو قوی کر رہے ہو، اور ہم کو چھوڑ رہے ہو، ہاں! قسم خدا کی بیوفائی تم میں ہمیشہ سے پائی
جاتی، اور اسی پر تمہاری بہبودی و سرسبزی ہے، تم وہ بدترین پھل ہو جو کسی کے سامنے
ہو سکتے ہو، تم غاصب کا نوالہ ہو۔ نیک، نیک کا بیٹا، محرومی اور ذلت کے

درمیان ڈال دیا گیا ہے، افسوس! میرے لئے اور ذلت؟ اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان ہماری ذلت قبول نہیں کر سکتے، ماؤں کا پاک اور طاہر گود، باپوں کے باعزت چہرے، خوددار قلوب لیٹیوں کی اطاعت سے ہمیں روکتے ہیں اور شریفانہ موت کو ترجیح دیتے ہیں، اس گھرانہ کی سربلندی سے باوجود قلت عدد اور ناصرین کی پسپائی کے زمانے بھر سے بھرے ہیں۔

پھر آپ نے فروہ بن مسیک المرادی کے اشعار ارشاد فرمائے ؎

(۱) اگر ہم نے شکست دی تو ہم ہمیشہ شکست ہی دیتے تھے، اور اگر ہمیں شکست ہوئی تو بھی ہم نے واقعاً شکست نہیں دکھائی۔

(۲) ہمیں بزدلی کبھی پسند نہ آئی۔ ہاں اپنی موت اور دوسروں کی دولت دیکھا کئے

(۳) شماتت زدوں سے کہہ دو کہ ہچکیاں لیں۔ جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے، ایسا ہی عنقریب انکے ساتھ بھی ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا۔ ہاں! قسم خدا کی تم اس کے بعد اراذل کی سی زندگی بسر کرو گے جب جب گھوڑے پر بیٹھو گے آپس میں جنگ ہو گی، اور ابتری پھیلے گی۔ یہ وہ عہد ہے جو میرے والد سے میرے نانا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا ہے۔

آپس میں اتفاق کرو، اور اپنے ساتھیوں کو بھی جمع کر لو، تم پر تمہارا حال چھپا نہ رہے گا، پھر جو چاہو کرو۔ مجھ پر رعایت نہ کرو۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جسکی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلاشبہ ہمارے پروردگار کی راہ سیدھی راہ ہے۔ اے اللہ ان سے

رحمت باراں کو روک لے۔ اور ان پر ایسا قحط ڈال جیسا یوسفؑ کے عہد میں پڑا تھا۔ ان پر ایک ثقیف زادے کو مسلط کر دے جو انہیں تلخ گھونٹ پلائے کیونکہ انھوں نے ہماری تکذیب کی ہے اور ہم کو چھوڑ دیا۔ تو ہی ہمارا رب ہے تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔

حضرت جب یہ سب فرما چکے اُس وقت حر بن یزید ریاحی حضرت کی طرف آگئے اور ابن سعد کے لشکر سے الگ ہو گئے۔ اسکے بعد ابن سعد نے جنگ کا حکم عام دیدیا اور سالم اور یسار دو شخص لشکر ابن سعد سے میدان میں آئے اور طرفین سے حملے شروع ہوئے اتنے میں شمر اور عمرو بن حجاج نے اپنے لشکریوں کو پکارا کہ تم لوگ ایک ایک کر کے اِن کے مقابلہ میں نہ جاؤ بلکہ ہر طرف سے ان پر حملہ کرو یہ لوگ سب اپنی جان سے ہاتھ دھوئے ہوئے ہیں ایک ایک اگر ان سے لڑو گے تو سر بسر تباہ ہو گے یہ کہکر شمر نے بائیں جانب حضرت کے لشکر پر حملہ کیا اور عمرو بن حجاج نے دہنے طرف لشکر کے حملہ کیا اور پہلا حملہ جو لشکر پر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہوا وہ یہی حملہ تھا اس حملہ میں کم و بیش پچاس اصحاب واعزہ حضرت کے شہید ہوئے اور چند ہی لوگ باقی رہ گئے۔ اس حملہ کے بعد حضرت نے نماز ظہر پڑھی اور نماز سے پہلے اور درمیان میں نماز کے اور بعد نماز لڑائی برابر جاری رہی اور سارے اصحاب حضرت کے شہید ہو گئے اُسکے بعد عزیزوں کی باری آئی اور وہ سب بھی جب درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اُس وقت وہ جناب بنفس نفیس خود آمادۂ جہاد ہوئے اور میدان میں تشریف لائے اور دست مبارک چہرۂ مقدس پر پھیر کر آپنے فرمایا خدا کا غضب یہود پر جب نازل ہوا جب اُنہوں نے عزیر کو خدا کا بیٹا کہا اور نصاریٰ پر غضب الٰہی

جب نازل ہوا کہ اُنھوں نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا جانا اب خدا کا غضب
اس اُمت پر اس وجہ سے آنے والا ہے۔ کہ یہ اپنے نبیؐ کے نواسہ کو قتل کر رہے ہیں
اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ہماری مدد اور حمایت اور مدد کرنے والا کوئی ہے کسی کو خوف خدا
ہے حضرت کی یہ آواز سنکر اہل بیت میں رونے کا شور برپا ہوا اہل بیت کی آواز
سنکر حضرت خیمہ میں تشریف لائے اہل بیت کو خاموش فرمائیں اور اسی آنے میں اپنے
شاہزادہ علی اصغرؑ کو اپنی بہن جناب زینبؑ کی گود سے لیا اور حرملہ یا عقبہ کے تیر سے
وہ شاہزادہ شہید ہوئے حضرت نے علی اصغرؑ کے زخم کے نیچے اپنا دست مبارک
لگایا اور خون کو چلو میں لیا اور اُس کو آسمان کی طرف پھینکا اور درگاہ خدا میں عرض
کی کہ جو بلائیں مجھپر نازل ہوئی ہیں وہ سب اس وجہ سے مجھے آسان ہوتی ہیں کہ خدا
سب دیکھ رہا ہے پھر میدان سے حضرت خیمہ گاہ تشریف لائے اور لباس کہنہ
طلب فرمایا پہلے ایک مختصر سا کپڑا حاضر کیا گیا وہ حضرت نے پھیر دیا پھر ایک یمانی
حاضر کی گئی جسکی چمک سے آنکھ خیرہ ہوتی تھی۔ اُسکو حضرت نے لیا اور جا بجا سے پھاڑا
اور سب کپڑوں کے نیچے اُسے پہن لیا اور خیمہ سے نکل کر مثل شیر غضبناک حملہ فرمایا
اور حضرت کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا لشکر والے حضرت کے سامنے سے بھاگے
پھرتے تھے اور وہ اشقیا حضرت کے اور خیمہ گاہ کے درمیان حائل ہو گئے تب حضرت نے
باواز بلند پکارا کہ اے شیعہ آل سفیان اگر کوئی مذہب تم کو نہیں ہے اور خدا کا خوف
نہیں ہے تو اپنے حسب اور عرب ہونے کا خیال کرو۔ حضرت کا کلام سنکر شمر نے پکارا
اے حسینؑ کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا میں تم سے لڑتا ہوں اور تم مجھ سے لڑ رہے ہو
عورتوں کا کوئی قصور نہیں ہے اپنے سرہنگوں کو منع کرو جب تک میں زندہ ہوں

عورتوں سے تعرض نکریں شمر نے جواب دیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا۔ اب پھر حضرت نے حملہ شروع کیا آپ اُن پر حملہ فرماتے تھے اُدہر سے وہ لوگ برابر نیزہ و تیر و تلوار برسا رہے تھے اور بغرض اتمام حجت ان حملوں میں بھی آپ پانی طلب فرماتے جاتے تھے تا اینکہ اب زخموں نے بالکل حضرت کو چور کر دیا دم لینے کے لئے آپ نے اپنا گھوڑا ٹھیرایا کہ دفعتہً ایک پتھر پیشانی مبارک پر آکر لگا اور خون پیشانی مبارک سے جاری ہوا خون پونچھنے کے لئے حضرت نے کپڑا اٹھایا تھا کہ ایک تیر آکر سینۂ اقدس پر لگا اور پشت مبارک کی طرف سے نکل گیا اس زخم سے خون مثل فوارہ جاری ہوا اور اب حملہ کی طاقت حضرت کو باقی نہ رہی اور اُسی جگہ آپ ٹھیر گئے شمر شقی پکارا کیا دیکھتے ہو لو حضرت کا کام تمام کر و یہ سنا تھا کہ صالح بن وہب مزنی نے حضرت کے پہلو پر نیزہ مارا اور حضرت گھوڑے سے زمین پر دہنے رخسار پر یہ کہتے ہوئے گرے بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ گرنے کے بعد حضرت پھر اُٹھ کھڑے ہوئے اب درعہ بن شریک نے بائیں شانے پر تلوار لگائی اور کسی دوسرے نے بھی تلوار ماری اور حضرت پھر زمین پر گر پڑے۔

اتنے میں سنان نے حضرت کے ترقوہ (گردن اور سینے کی درمیان کی ہڈی جس کو اردو میں ہنسلی کہتے ہیں) ہنسلی پر نیزہ مارا اور اُسکو کھینچکر دوسری دفعہ سینۂ اقدس پر نیزہ لگایا اُسکے بعد اس شقی نے ایک تیر حضرت کے گلے پر مارا حضرت اوٹھ بیٹھے اور تیر کو حضرت نے اپنے ہاتھ سے کھینچا اور دونوں ہتھلیاں زخم کے نیچے لگا دیں جب چلو خون سے بھر گیا تو اُسکو آپ نے سر پر اور آپنے ریش

مبارک پر لگاکر فرمایا کہ قیامت کے روز اسی طرح میں خدا کے سامنے حاضر ہونگا مالک بن نسر کندی نے حضرت کے سر اقدس پر تلوار ماری اور خولی بن یزید بڑھا کہ سر مبارک کاٹ لے مگر بدن میں اُسکے رعشہ ہو گیا اور تھرتھری پڑ گئی۔ سنان شقی نے تلوار لگائی اور شمر ملعون نے سر اقدس جدا کیا اور لباس اور ہتیار سب اوتار لئے اُسکے بعد جملہ شہداء کے سر کاٹے اور لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور خیمے لوٹ لئے اہل بیت کو قید کر کے مع سرہائے شہداء پہلے کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے لے گئے وہاں سے شام دربار یزید میں لائے بعد قید شدید مدینۂ نبوی میں اہل بیت اطہار کو پہونچا دیا۔

پہلا مقصد اس مقصد میں جملہ اولاد حضرت ابوطالب کا ذکر ہے جو روز عاشوراء کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ شہید ہوئے اور خاندان نبوت کے غلام جو اُس دن شہید ہوئے اُن کا بھی ذکر اس مقصد میں ہے۔

علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السّلام

یہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے فرزند ہیں جن کو اب علی اکبر کہتے ہیں۔ یہ صاحبزادے شروع زمانۂ خلافت عثمانی میں پیدا ہوئے اور اپنے دادا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے حدیث کے راوی بھی ہیں یہ قول تو جناب علامہ ابن ادریس علیہ الرحمہ کا ہے جیسا کہ اپنی کتاب السرائر میں جناب علامہ ممدوح نے اسکی تحقیق فرمائی ہے اور علمائے تاریخ اور علمائے نسب نے اسکو نقل کیا ہے۔ اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کی تحقیق کتاب ارشاد میں یہ ہے کہ

حضرت علی اکبرؑ دو سال کے بعد شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک لیلیٰ تھا یہ بی بی ابو ہریرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں اور اُنکی والدہ کا نام میمونہ اور میمونہ ابو سفیان بن حرب بن امیہ کی بیٹی تھی اور میمونہ کی ماں ابو العاص بن امیہ کی بیٹی تھی۔

جناب علی اکبرؑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صورت سیرت رفتار گفتار میں بہت مشابہ تھے۔ ابو الفرج اصفہانی نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے ایکمرتبہ لوگوں سے کہا کہ سب سے زیادہ خلافت کا مستحق وحق دار کون ہے لوگوں نے کہا تم ہو معاویہ نے کہا نہیں بلکہ علی اکبرؑ زیادہ حقدار خلافت ہیں کیونکہ اُنکے دادا رسول اللہؐ ہیں اور علی اکبرؑ میں ہاشمی شجاعت اور بنی امیہ کی سخاوت ہے جناب علی اکبرؑ کی کنیت ابو الحسن تھی اور لقب آپ کا اکبر ہے اور اکبر لقب ہونے کی وجہ بنابر اصح روایات یہ لکھی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اولاد ذریہ چھ صاحبزادے تھے تین کے اسماء مبارک علی تھے اور تین کے نام عبد اللہ جعفر۔ محمد۔ جن تین صاحبزادوں کے نام علی تھے اُن میں جناب علی اکبرؑ منجھلے تھے یعنی چھوٹے علی سے بڑے تھے اس وجہ سے آپ کا لقب اکبر ہوا۔ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ مکہ سے جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے سفر عراق کیا اور منزل قصر بنی متقاتل میں حضرت پہونچے اور رات اُس منزل میں رہے اُس منزل پر حضرت نے حکم دیا کہ جس قدر پانی کی پکھالیں وغیرہ ہمارے ساتھ ہیں سب بھر لو چنانچہ حسب الحکم پانی بھر لیا گیا اور اُس منزل سے حضرت نے کوچ فرمایا چلتے چلتے گھوڑے پر حضرت کی چشم مبارک جھپک گئی غنودگی آگئی پھر چشم مبارک کھلی اور کلمہ انا للہ وانا

الیہ راجعون والحمد للہ رب العالمین کی تین بار حضرت نے تلاوت فرمائی یہ سنکر جناب علی اکبرؑ اپنا گھوڑا بڑھا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا حضرت اس وقت آپ نے یہ کلمات کیوں پڑھے اسکا کیا موقع تھا حضرت نے فرمایا اے بیٹے اِس وقت میری آنکھ جو لگ گئی تو خواب میں میں نے ایک سوار کو دیکھا وہ کھ رہا ہے کہ یہ لوگ (یعنی ہم) تو جا رہے ہیں اور موت انکی طرف آرہی ہے بس اس خواب سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص ہماری موت کی خبر دیتا ہے۔ جناب علی اکبرؑ نے عرض کی اے پدر عالی مقدار خدا آپ کو بری حالت نہ دکھائے یہ تو فرمائیے کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا ہم ضرور حق پر ہیں۔ علی اکبرؑ نے عرض کیا کہ پھر مرنے سے ہم کو کوئی خوف نہیں ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا اے علی اکبرؑ خدا تم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابو الفرج کا تو قول یہ ہے کہ بعد شہادت اصحاب و انصار و موالیان امام حسین علیہ السلام اولاد ابو طالب میں جو بزرگ سب سے پہلے شہید ہوئے وہ جناب علی اکبرؑ ہیں جب آپ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السّلام کو تنہا بعد اصحاب کے دیکھا تو گھوڑا بڑھا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میداں کی اجازت چاہی حضرت امام حسین علیہ السّلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور سر مبارک آپ نے جھکا لیا اور درگاہ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی بار الٰہا تو گواہ رہنا اب میرا وہ لڑکا شہید ہونے جاتا ہے جو تیرے رسولؐ سے صورت میں خلق میں گویائی میں بہت مشابہ ہے۔ بار الٰہا جب میں تیرے نبیؐ کی زیارت کا مشتاق ہوتا تھا تو اپنے اس فرزند کی صورت کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ درگاہ الٰہی میں یہ عرض کرنے کے بعد پھر حضرت نے عمر بن سعد کو

پکارا اور فرمایا اے ابن سعد جس طرح تو نے میری اولاد کو قتل کیا ہے اور رسول خداؐ کی قرابت کی کوئی امانت نہیں کی خدا تیرے بھی نسل کو یوں ہی قطع کرے۔ جناب علی اکبر حضرت کی اس دعا اور عمر سعد کے خطاب سے سمجھ گئے کہ حضرت نے اجازت میدان دے دی بس گھوڑا اٹھا کر میدان میں آئے اور لشکر شام پر حملہ آور ہوئے اور یہ رجز پڑھتے تھے انا علی ابن الحسین بن علی نحن وبیت اللہ اولی بالنبی ۔ واللہ لا یحکم فینا ابن الدعی اس حملہ میں آپ بہت سے اشرار کو جہنم واصل کر کے میدان سے پھرے۔ اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے بابا پیاس کی شدت سے نوبت ہلاکت کی ہے اور ہتیاروں کا بوجھ اور گراں ہے یہ سنکر حضرت امام حسین علیہ السّلام نے رودیا اور فرمایا وا ویلا اے بیٹے اس وقت پانی کہاں ملے جاؤ علی اکبرؑ جہاد کرو اور اب تھوڑی دیر میں تم اپنے دادا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچ جاؤ گے اور وہ جناب تم کو ایسا پانی پلائینگے کہ پھر کبھی پیاسے نہو گے یہ سنکر آپ پھر میدان میں تشریف لائے اور مثل اپنے والد ماجد اور جد امجد کے لڑتے رہے تا اینکہ مرہ بن منقذ عبدی نے ایک تیر آپ کے گلوے مبارک پر مارا۔

ابوالفرج نے بروایت حمید بن مسلم ازدی لکھا ہے کہ حمید مرہ بن منقذ کے پہلو میں کھڑا تھا اور جناب علی اکبر لشکر کے داہنے بائیں طرف ایسے حملے کر رہے تھے از قریب تھا لشکر بھاگ جائے کہ مرہ نے مجھسے کہا اگر یہ جوان اب ادھر آیا تو میں اسکا کام تمام کر دیتا ہوں حمید نے کہا ارے تو یہ نکر جو لوگ انکو گھیرے ہیں وہی ان کے لئے کافی ہیں مرہ نے کہا میں تو ضرور یہی کرونگا کہ اتنے میں جناب علی اکبرؑ

لوگوں کو بھگاتے ہوئے قریب مُرّہ پہونچے بس مُرّہ نے نیزہ اُس شاہزادے پر لگایا کہ وہ شاہزادے گھوڑے کے زین سے جُدا ہوکر گردن میں گھوڑے کے لپٹ گئے اور اب اشقیاء نے اُنکو گھیر لیا اور تلواروں سے چور چور کردیا اُس وقت آپ نے پکارا السلام علیک یا اباہ سلام آخری ہو میرا آپ پر اے بابا دیکھئے یہ دادا جناب رسول خدا تشریف لائے ہیں اور مجھے اُس جناب نے آب کوثر سے سیراب کردیا اور آپ کے آنے کے وہ جناب آج رات میں منتظر ہیں یہ سُنا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام گھوڑا دوڑا کے میدان میں تشریف لائے اور لشکر پر حملہ کرتے ہوئے جناب علی اکبرؑ کے پاس پہونچے دیکھا آپ نے کہ صاحبزادے کے تمام اعضا چور چور ہیں یہ دیکھکر آپ نے فرمایا اے علی اکبرؑ خدا اُنکو قتل کرے جنہوں نے تم کو قتل کیا کس قدر اُنہوں نے خدا کی نافرمانی اور رسول خداؐ کی ہتک حرمت کرنے میں جراءت کی ہے حضرت یہ فرماتے تھے اور اشک آنکھوں سے جاری تھے پھر فرمایا آپ نے اے علی اکبرؑ تمہارے بعد اس دنیا پر خاک ہے۔

ابومخنف نے اور ابوالفرج نے بروایت حمید بن مسلم لکھا ہے حمید کہتا ہے میں نے اُس وقت دیکھا کہ ایک معظمہ خیمہ سے نکلیں اور روتی ہوئی باآواز بلند اے لخت جگر اے نور نظر اے بھائی کے بیٹے پکارتی ہوئیں میدان کو آرہی ہیں لوگوں سے میں نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ زینبؑ ہیں علیؑ بن ابی طالب کی بیٹی ہیں بس وہ معظمہ آکر علی اکبرؑ کی لاش پر گر پڑی ہیں حضرت امام حسین علیہ السّلام نے جب بہن کو دیکھا فوراً ہاتھ پکڑ کے خیمے کو لے گئے اور صاحبزادوں سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی لاش میدان سے اُٹھا لے چلو حسب ارشاد لاش کو اُٹھا لائے اور خیمہ گاہ کے سامنے لاکر رکھدیا۔

عبداللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام یہ صاحبزادے سفر کربلا میں

چند ماہ پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے۔ مادر گرامی کا نام اُن کے رباب تھا وہ بیٹی تھیں امرءالقیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن جناب بن کلب اور رباب کی ماں کا نام ہند الہنود بنت الربیع بن کود بن مصاد بن حفص بن کعب تھا اور رباب کی نانی کا نام میسون تھا یہ بیٹی ہے عمر بن ثعلبہ بن حصین بن ضمضام کی رباب کی پرنانی کا نام بھی رباب تھا یہ بیٹی تھی اوس بن حارثہ بن لام الطائی اور جناب رباب مادر علی اصغرؑ کے باب میں حضرت امام حسین علیہ السّلام فرمایا کرتے تھے کہ جس گھر میں سکینہؑ اور ربابؑ ہوں وہی گھر مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ امرءالقیس ربابؑ کے والد نے اپنی ایک بیٹی تو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے نکاح میں دی اور ایک بیٹی حضرت امام حسن علیہ السّلام کے عقد میں دی اور تیسری بیٹی رباب حضرت امام حسینؑ کے عقد میں دی اور جناب ربابؑ سے دو اولادیں جناب سکینہؑ اور علی اصغرؑ پیدا ہوئے۔ علاّمہ مسعودی مروج الذہب میں اور اصبہانی اور طبری وغیرہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ کو بالکل اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تو حضرت خیمہ کی طرف تشریف لائے اور علی اصغرؑ کو طلب فرمایا کہ آخر وقت دیکھ لیں جناب زینبؑ صاحبزادہ کو لائیں اور حضرت کی گود میں علی اصغرؑ کو دیدیا حضرت امام حسینؑ ابھی علی اصغرؑ کو دیکھ رہے تھے کہ لشکر اشقیا سے ایک تیر حلق پر اُس صاحبزادہ کے آکر لگا جس سے وہ صاحبزادہ شہید ہوئے حضرت نے اپنے چلو میں خون صاحبزادہ کا بھرا اور آسمان کی طرف پھینکا اور درگاہ باری میں عرض کی خدایا یہ خون ناقہ صالح کے بچے سے کم نہو اور ان اشقیا سے تو اسکا انتقام لے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک قطرہ بھی اُس خون کا زمین پر نہیں پھر کر آیا اُس کے بعد

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ذوالفقار سے قبر کھودی اور اسی طرح سے خون میں نہائے ہوئے صاحبزادے کو دفن کر دیا اور خود میدان میں تشریف لائے۔

جناب سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ کی روایت میں یہ ہے کہ علی اصغرؑ کو جناب زینبؑ کے ہاتھ سے لیکر اودھر جھکے تھے اور علی اصغرؑ کا بوسہ لینا چاہتے تھے کہ تیر آکر لگا حضرت نے پھر بہن کی گود میں لاش دیدی اسکے بعد قبر کھود کر دفن کیا۔

ابومخنف کی روایت میں ہے کہ یہ تیر حرملہ بن الکاہل نے مارا تھا وہ بی روایت میں ہے کہ بشر غنوی نے یہ تیر لگایا تھا مگر حضرت امام محمد باقرؑ سے تو یہی منقول ہے کہ حرملہ نے وہ تیر مارا تھا۔

مترجم بعض روایات میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام علی اصغرؑ کو میدان میں لائے اور بغرض اتمام حجت پانی طلب کیا۔ اُس وقت حرملہ نے تیر مارا چنانچہ مفصل روایت کتب مقاتل میں مذکور ہے۔

عباس بن علی بن ابی طالب علیہ السلام

سنہ چھبیس ۲۶ ہجری میں آپ پیدا ہوئے آپکی مادر گرامی کا اسم مبارک ام البنین فاطمہ تھا جناب ام البنین بیٹی تھیں حزام بن خالد ربیعہ بن عامر معروف بہ وحید بن کلاب بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی اور جناب ام البنین کی والدہ کا نام ثمامہ تھا وہ بیٹی تھیں سہیل بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب کی (۲) جناب ام البنین کی نانی کا نام عمرہ تھا وہ بیٹی تھی طفیل فارس قرزل بن مالک اخرم رئیس ہوازن بن جعفر بن کلاب کی۔

عمرہ کی ماں کا نام کبشہ تھا وہ بیٹی تھی عروۃ الرجال بن عتبہ بن جعفر بن کلاب کی۔

کبشہ کی ماں ام خشف دختر ابو معاویہ شہسوار ہوازن بن عبادہ بن عقیل بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ ۴

ام خشف کی ماں فاطمہ دختر جعفر بن کلاب۔ ۵

فاطمہ کی ماں عاتکہ دختر عبد شمس بن عبد مناف ۶

عاتکہ کی ماں آمنہ دختر وہب بن عمیر بن نصیر بن قعین بن حرث بن ثعلبہ بن ذودان بن اسد بن خزیمہ۔ ۷

والدہ آمنہ دختر جحدر بن ضبیعہ الاغر بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ بن نزار۔ (۸)

دختر جحدر کی ماں بیٹی تھی مالک بن قیس بن ثعلبہ۔ (۹)

دختر مالک کی والدہ دختر ذی الراسین خشین بن ابی عصم بن سمح بن فزارہ (۱۰)

دختر ذی الراسین کی ماں بیٹی عمرو بن حرمہ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن الریث بن غطفان کی۔ (۱۱)

عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب میں سید داؤدی نے لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے اپنے بھائی عقیل سے جو قبائل عرب کے بڑے تاریخ دان اور نسّاب تھے فرمایا کہ میں ایک ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جو عرب کے بہت بڑے شجاع خاندان سے ہو اور اس سے شہسوار شجاع لڑکا پیدا ہو۔ جناب عقیل نے کہا کہ فاطمہ دختر حزام بن خالد کلابیہ سے نکاح فرمایئے عرب میں کوئی اس بی بی کے آبا و اجداد سے بڑھ کر شجاع و فارس میدان نہیں ہے

[illegible] کرتے تو لبید نے نعمان بن منذر بادشاہ حیرہ کر [illegible]

یہ اشعار پڑھے تھے اور لبید خود اسی خاندان کا تھا۔

نحن بنو ام البنین الاربعۃ ونحن خیر عامر بن صعصعۃ

انضار بون وسطا المجمعۃ فلا ینکر علیہ احد من العرب

اور اسی قبیلہ کا مشہور معروف شخص ابو براء ہے۔ شجاعت میں جسکا مثل و نظیر عرب میں دوسرا نہیں ہوا۔

اور طفیل فارس قرزل۔ اور اُسکا بیٹا عامر فارس مزنوق بھی اسی قبیلہ کے ہیں جن کی شجاعت مشہور ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے جناب عقیل کے مشورہ کے موافق جناب ام البنین فاطمہؑ سے نکاح فرمایا۔ اور جناب عباس علیہ السّلام جو اپنے زمانہ میں خوبصورتی کی وجہ سے قمر بنی ہاشم کہے جاتے تھے اور ابو الفضل آپکی کنیت تھی۔ سب سے پہلے پیدا ہوئے اور اُن کے بعد عبد اللہ پیدا ہوئے اور عبد اللہ کے بعد جعفرا اور اُن کے بعد عثمان۔

جناب عباسؑ کا سن شریف وقت وفات حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام چودہ سال کا تھا اور آپ بعض لڑائیوں میں حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے ساتھ حاضر تھے مگر حضرت نے آپکو حکم جہاد نہیں دیا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کی۔ جب وفات ہوئی اسوقت جناب عباسؑ کا سن مُبارک چوبیس سال کا تھا اور کربلا میں جب آپ شہید ہوئے اُس وقت چونتیس سال کی عمر تھی۔ آپ بڑے شجاع شہسوار خوبصورت بلند بالا تھے دور کابے گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد بھی آپ کے پیر زمین پر لگ جاتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب عباسؑ صاحب علم و بصیرت کامل الایمان تھے حضرت امام حسینؑ کے ساتھ آپ نے جہاد کیا اور سب مصائب جھیلے اور شہید ہوئے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے ایکدن مدینہ میں بعد واقعۂ کربلا اپنے بھائی عبید اللہ فرزند جناب عباس علیہ السّلام کو دیکھا اور اشک آنکھوں سے جاری ہوئے۔ پھر فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دو دن تمام عمر میں بہت سخت آئے تھے ایک تو جنگ احد کا دن جس میں آنحضرت کے عم بزرگوار شیر خدا حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ اور دوسرا دن وہ تھا جس دن آنحضرت کے چچازاد بھائی جناب جعفر طیار شہید ہوئے مگر یہ دونوں دن ویسے نہ تھے جیسا عاشورا کا دن کربلا میں میرے والد ماجد حضرت امام حسینؑ پر آیا تھا تیس ہزار آدمیوں نے جو اپنے کو امت میں ہمارے نانا کے کہتے تھے آپکو گھیر لیا تھا اور سب آپ کے خون کے پیاسے تھے اور سب کا یہ خیال تھا کہ آپ کا خون بہانا موجب ثواب و قربت الٰہی ہے اور حضرت اُن سبکو وعظ و پند فرمایا کئے کسی نے کچھ نہ سُنا نہ کچھ مانا تا اینکہ حضرت کو قتل کیا۔

یہ سب بیان فرما کے حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا خدا رحمت نازل کرے میرے چچا عباسؑ پر جنہوں نے اپنی جان میرے والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السّلام پر فدا کی اور سب مصائب اُٹھائے تا اینکہ دونوں ہاتھ اُن کے کاٹے گئے اور اُس کے عوض میں خداوند عالم نے دو پر اُنکو عطا فرمائے ہیں کہ وہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں جیسے کہ جناب جعفر کو خدا نے

پروئے ہیں ویسے ہی جناب عباسؑ کو بھی دئے ہیں۔ اور جناب عباسؑ کا پیش خداوند عالم وہ رتبہ اور درجہ ہے کہ جملہ شہدا قیامت کے دن اُس مرتبہ اور درجہ کا غبطہ کریں گے کہ کاش ایسا ہی درجہ ہم کو ملا ہوتا۔

مقتل ابو مخنف میں ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام پر جنگ سے پہلے پانی بند کر دیا گیا اور نہر فرات پر پہرے بٹھا دئے گئے اور آپ کے لشکر و اہل بیت پر پیاس کی شدت ہوئی اُس وقت آپ نے جناب عباسؑ کو پانی لانے کا حکم دیا اور تیس ۳۰ سوار اور بیس ۲۰ پیادوں کو ہمراہ کیا اور نہر فرات پر جب یہ لوگ پہونچے اور نافع کے ہاتھ میں نشان تھا۔ عمرو بن حجاج جو فرات کو روکے ہوئے تھا اُس نے ان لوگوں کو پانی لینے سے منع کیا جناب عباسؑ کے انہوں نے تلوار سے مقابلہ کیا آپ کے ہمراہی مشکوں کو بھرتے تھے اور خود جناب عباسؑ اور نافع بجلی دشمنوں کو ہٹاتے اور مارتے تھے۔ سب مشکیں بھر کر اپنے لشکر میں لے آئے اور اسی وجہ سے آپ کا لقب سقاء اہل بیت ہے۔

ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ کربلا پہونچنے کے بعد جب ابن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا کہ امام حسینؑ دیار عرب چھوڑ دینے کو راضی ہیں وغیرہ وغیرہ اور ابن زیاد نے اسکا شمر ملعون کے ہاتھ جواب لکھا کہ نہیں جس طرح سے ہو یا حسین علیہ السلام بیعت کریں یا اُن سے لڑائی شروع کر دے اور اگر تجھے لڑنے میں اُس جناب سے کچھ تامل و تردد ہے تو سرداری لشکر شمر کو حوالہ کر دے جو یہ خط لئے ہوئے آتا ہے۔

جب یہ خط لکھا جا رہا تھا اُس وقت ابن زیاد کے پاس عبد اللہ بن ابی المحل بن حزام بن خالد بن ربیعہ بن عامر وحید جناب ام البنین کا بھتیجا موجود تھا عبد اللہ نے

ابن زیاد سے کہا کہ ایک اماں نامہ بابت عباس بن علیؑ اور اُن کے بھائیوں کے لکھدے اور شمر نے بھی اس میں ہم زبانی کی اور ابن زیاد نے اماں نامہ لکھدیا عبداللہ نے اپنے غلام کزمان کے ہاتھ وہ امان نامہ جناب عباس علیہ السّلام کے پاس بھیجدیا۔ جب وہ امان نامہ جناب عباسؑ نے مع اور سب بھائیوں کے پڑھا تو کزمان غلام سے جو خط لایا تھا فرمایا ہمارے ماموں زاد بھائی کو ہمارا سلام کہو اور کہو ہم کو ابن زیاد کی امان کی حاجت نہیں ہے خدا کی امان بہتر ہے اُس ولدالزنا کی امان سے یہ سُنکر غلام چلا گیا۔

روز عاشور شمر نے جناب عباسؑ اور آپکے بھائیوں کو پکارا مگر کسی نے اُس شقی کا جواب نہیں دیا تب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے جناب عباسؑ سے فرمایا شمر کی بات سنو کیا کہتا ہے گو وہ فاسق ہے مگر جواب دینا ضرو۔ چاہیئے یہ سُنکر جناب عباسؑ نے شمر سے فرمایا تو کیا کہتا ہے۔ شمر نے کہا تم مع اپنے تینوں بھائیوں کے اماں میں ہو جناب عباسؑ نے فرمایا خدا تیری امان اور تجھپر لعنت کرے ارے تو ہم کو امان دیتا ہے اور نواسۂ رسولؐ کو اماں نہیں ہے۔ اور پھر جناب عباسؑ کے تینوں بھائیوں نے اُس شقی کو ایسا ہی جواب دیا۔

ابومخنف نے روایت کی ہے کہ جب نویں محرم کو بعد دوپہر وقت عصر ابن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السّلام پر سارا لشکر لیکر چڑھائی کی اور حضرت امام حسین علیہ السّلام اُس وقت اپنے خیمے کے آگے تلوار کو صاف فرما رہے تھے اور زانوئے مبارک پر سر رکھکر نیند آگئی تھی کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا لشکر کی آوازیں سنکر حضرت کے پاس آئیں اور کہا اے بھائی جان کیا آپ نے لشکر کی آوازیں سماعت

نہیں فرمائیں دیکھئے لشکر چڑھا چلا آتا ہے۔ یہ سُنکر حضرت نے سر مبارک زانو سے
اُٹھایا اور جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا بیان کیا کہ اے
حسینؑ کل شام کو تم ہمارے پاس ہو گے یہ سُنکر جناب زینبؑ نے چہرۂ مبارک پر
طمانچے مارے اور رونا شروع کیا حضرت نے تسلی دلاسا دیکر بہن کو خاموش کیا
اُس کے بعد جناب عباسؑ سے فرمایا اے بھائی تم اس لشکر کے پاس جاؤ اور دریافت
کرو کہ دفعۃً چڑھائی کی کیا وجہ ہے جناب عباسؑ تیس سوار جسمیں حبیب بن مظاہرؑ اور
زہیر بن قین بھی تھے ہمراہ لیکر میدان میں مقابل لشکر شام تشریف لائے اور فرمایا کہ
یہ چڑھائی کیسی ہے اور تمہارا کیا مطلب ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ابن زیاد کا حکم آیا
ہے کہ ہم امام حسینؑ سے کہیں کہ یا تو آپ یزید کی بیعت کریں ورنہ جنگ شروع
کر دیجائے۔ جناب عباسؑ نے فرمایا اتنا ٹھیر جاؤ کہ میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں
یہ تمہارا کہنا عرض کر دوں اُسکے بعد وہ حضرت جو فرمائیں ویسا کرنا یہ سنکر سب
ٹھیر گئے اور سب نے کہا اچھا آپ جاویں اور حضرت سے عرض کر کے جو جواب
وہ دیں آکر بیان کیجئے۔ جناب عباسؑ گھوڑا دوڑاتے ہوئے خدمت میں حضرت
کی حاضر ہوئے اور سب قصہ عرض کیا اور ہمراہی آپ کے لشکر کو سمجھایا کئے اور وعظ
و پند کرتے رہے حضرت امام حسینؑ نے جناب عباسؑ سے سُنکر فرمایا اے بھائی
جس طرح ہو سکے آج شب کی اُن سے مہلت حاصل کرو کہ میں یہ رات نماز و دُعا
اور تلاوت قرآن میں بسر کروں خدا خوب جانتا ہے کہ نماز اور تلاوت قرآن کو
میں کتنا چاہتا ہوں پھر حضرت عباسؑ میدان میں تشریف لائے اور فرمایا اے
لشکر کوفہ و شام حضرت امام حسین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اس وقت تم جنگ موقوف

رکھو آج کی رات ہمکو مہلت دو کل صبح یا ہم تمہارا کہنا منظور کریں گے یا جنگ ہوگی یہ سُنکر ابن سعد نے شمر سے کہا تیری کیا رائے ہے۔ شمر نے کہا اصل رائے تو تیری ہے تو لشکر کا سردار ہے ابن سعد نے کہا کاش میں نے یہ سرداری قبول نہ کی ہوتی اور اس تھلکہ میں نہ پڑا ہوتا یہ کہکر ابن سعد نے اور افسران لشکر سے خطاب کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے عمرو بن حجاج نے کہا سبحان اللہ اگر غیر مسلم بھی مہلت مانگتے تو ہم کو دینا ضرور ہوتا یہ تو آل رسولؐ ہیں مہلت دینا انکو ہر طرح سے ضرور ہے۔ اور قیس بن اشعث نے کہا انکو مہلت نہ دو ورنہ کل لڑائی میں یہ فشار کریں گے ابن سعد نے کہا خدا کی قسم اگر میں ایسا جانتا تو ہرگز مہلت نہ دیتا پھر ابن سعد نے ایک شخص سے کہا کہ حضرت کے لشکر کے قریب باواز بلند پکار دے کہ بس آج رات کی مہلت دی گئی ہے اگر کل صبح سے تم نے بیعت قبول کرلی تو تم کو ہم ابن زیاد کے پاس لیجاوینگے اور اگر تم نے بیعت نہ کی تو پھر تم کو زندہ نہ چھوڑینگے۔ ضحاک[1] ابن قیس مشرقی سے اہل سیر و تاریخ نے روایت کی ہے کہ شب عاشورا جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے سب اصحاب و اعزہ کو جمع فرما کے یہ خطبہ

---

[1] ضحاک بن قیس مشرقی ہمدان کے رہنے والے تھے مالک بن نضر ارجی اور ضحاک دونوں ساتھ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے انکو نصرت کی دعوت فرمائی مالک نے تو انکار کیا اور عرض کی اے مولیٰ میں قرضدار اور صاحب عیال ہوں مجھے آپ معاف فرمائیں ضحاک نے عرض کی میں اس شرط سے حاضر ہوں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوگا کہ میری مدد سے آپ کو۔ فائدہ ہے تو میں حاضر رہوں گا ورنہ میں چلا جاؤں گا اور آپ اپنی بیعت مجھ سے اٹھالیں گے

پڑھا تھا۔ اما بعد فانی لا اعلم اھل بیتاً ابرّ واوصل من اھل بیتی ولا اصحاباً اوفی ابن اصحابی سب کو اجازت چلے جانے کی دی تھی اُس وقت سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ جناب عباسؑ ابن علیؑ تھے آپ کھڑے ہو گئے اور عرض کی اے مولیٰ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جاویں خدا وہ گھڑی نہ لائے کہ بعد آپ کے ہم زندہ رہیں۔ اہل سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ روز عاشور

تکمیل حاشیہ صفحہ ما قبل ؎ حضرت امام حسینؑ اس شرط پر راضی ہوئے اور ضحاک حاضر خدمت رہے جب روز عاشور جملہ اصحاب و انصار و اعزہ حضرت کے درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے اور فقط دو آدمی آپ کے لشکر میں باقی رہ گئے تو ضحاک حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اے مولےٰ میری شرط ذہن اقدس میں ہے حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں ہے اچھا تم چلے جاؤ مگر کیونکر جانے پاؤگے یہ اشقیا کا ہیکو تمہیں جانے دینگے۔ یہ سنکر ضحاک اپنے گھوڑے کے پاس آئے جسکو خیمہ میں چھپا رکھا تھا اس خیال سے کہ دشمن اُسکو پے نہ کر دے اور اور جب تک حضرت کے ساتھ رہے پیادہ ہی لڑتے رہے۔ گھوڑے کو ضحاک نے خیمہ سے نکالا اور اُس پر سوار ہو گئے۔ اور سامنے لشکر شام کے آئے سب نے اُنکو رستہ دیا اور پندرہ سواروں نے اُنکا تعاقب کیا اور شفیقہ کے مقام پر وہ سوار اور یہ مل گئے ضحاک نے اِن سواروں سے منت سماجت کی۔ کثیر بن عبداللہ شعبی ایوب بن مشرح حیوانی قیس بن عبداللہ صابدی جو پندرہ سواروں میں تھے ضحاک پہچانا اور اپنے ساتھیوں کو قسمیں لائیں کہ اُن سے تعرض نکرو اسی طرح سے ضحاک زندہ بچ گئے اور تمام واقعات کربلا جو حضرت امام حسین علیہ السّلام اور آپ کے اصحاب پر گذرے تھے

ابن سعد نے اپنے لشکر کی ترتیب اس طرح کی کہ قبیلہ ربع مدینہ پر تو عبد اللہ بن زہیر ربعی کو افسر مقرر کیا اور قبیلہ مذحج و بنی اسد پر عبد الرحمٰن بن سبرہ جعفی کو افسر بنایا اور قبیلۂ ربیعہ و کندہ کی افسری قیس بن اشعث کو دی اور قبائل تمیم و ہمدان کو حر بن یزید ریاحی کی ماتحتی میں دیا اور میمنہ لشکر کی افسری عمرو بن حجاج زبیدی کو دی اور میسرہ پر شمر بن جوشن کو مقرر کیا اور سواروں کا افسر عزرہ بن قیس احمسی کو مقرر کیا اور پیادوں کا افسر شبث بن ربعی ہوا اور سب لشکر کا علمدار اپنے غلام درید کو بنایا اور اسکے ہاتھ میں علم دیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر کی ترتیب اس طرح کی کہ میمنہ پر زہیر بن قین میسرہ پر حبیب بن مظاہر علمداری کا عہدہ حوالہ جناب عباس ع فرمایا۔

ابو مخنف نے بروایت ضحاک بن قیس لکھا ہے کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ مقابل میں لشکر شام کے پڑھ رہا تھا اور حضرت کی آواز خیمۂ اہل حرم میں پہونچی تو دفعۃً خیمہ مبارک سے اہل حرم کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں حضرت نے اسوقت جناب عباس ع اور جناب علی اکبر ع سے فرمایا خیمہ میں جاؤ اور اہل حرم کو سمجھا کر خاموش کرو دونوں صاحب خیمہ میں گئے اور اہل حرم کو خاموش کرا کے پھر میدان میں آئے اور حضرت نے باقی خطبہ کو تمام کیا ضحاک کہتے ہیں کہ ایسا فصیح و بلیغ کلام میں نے نہ کبھی پہلے کسی سے سنا تھا نہ پھر کبھی آیندہ سنا۔ ابو جعفر طبری اور ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے چار شخص عمر بن خالد اور انکے غلام سعد اور مجمع بن عبد اللہ اور جنادہ بن حرث یہ سب ایک ساتھ تلواریں کھینچے ہوئے لشکر شام میں گھس گئے اس طرف لشکر نے ان کو گھیر کر لڑنا شروع کیا اور انکو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔

حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام نے جب اپنے اُن جان نثاروں کا حال یہ دیکھا تو جناب عباسؑ کو انکی مدد کو بھیجا جناب عباسؑ تلوار کھینچے ہوئے پہونچے اور جو لوگ اُن سے لڑ رہے تھے سب کو بزورِ تلوار آپ نے بھگا دیا اور اپنے مجاہدین کے پاس پہونچ گئے دیکھا کہ سب زخمی ہو گئے ہیں سب کے سب نے جناب عباسؑ کو آداب کیا پھر آپ نے چاہا کہ اُنکو اپنے ہمراہ پھیر لاویں سب نے عرض کی۔ آپ ہمکو شہید ہونے دیجئے یہ کہکر پھر اُن بزرگوں نے لڑنا شروع کیا اور جناب عباسؑ اُنکو ہر طرف سے بچاتے تھے تا اینکہ ایک ہی جگہ وہ چاروں بزرگ شہید ہوئے اور جناب عباسؑ نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سب کیفیت عرض کی۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ جناب عباسؑ میدان میں حضرت امام حسینؑ کے سامنے اکثر اوقات علم کو ہلاتے تھے اور کبھی اپنے لشکر والوں کی مدد کو خاص لڑائی کے وقت میدان میں جاتے تھے اور پانی لینے جو روز عاشورا فرات پر گئے تھے اسی وجہ سے اُس جناب کا لقب سقائے اہل بیت اور ابو قربہ ہو گیا ہے۔

جب جناب عباسؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کے سب اصحاب اور بعضے عزیز درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے تو آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ جاؤ اب تم اپنی جانیں حضرت پر فدا کرو وہ تینوں سعادت مند خدمت میں امام حسینؑ علیہ السّلام کے حاضر ہوئے اور جہاد کی رخصت لیکر یکے بعد دیگرے میدان میں جاکر شہید ہوئے اُنکی شہادت کے بعد جناب عباسؑ خود حاضر خدمت حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام ہوئے اور رخصت میدان چاہی حضرت نے فرمایا اے عباسؑ تم تو علمدار ہو تم سے لشکر کا نشان باقی ہے جناب عباسؑ نے عرض کی اے مولیٰ اب

مجھے طاقت صبر اور صدمات کی برداشت باقی نہیں ہے اور زندگانی بہت گراں ہے حضرت نے فرمایا اچھا اگر جاتے ہو تو پانی لانے کی کوشش کرنا یہ سُنکر جناب عباسؑ نے ایک مشک اٹھالی اور راہی میدان ہوئے اور لشکر شام پر ایسے حملے کئے کہ فرات کے کنارے جو فوج فرات کو گھیرے ہوئے تھی سب بھاگ گئی اور آپ نہر میں داخل ہوئے اور مشک کو پانی سے بھرا اور اپنے چلّو میں پانی اُٹھایا اور حضرت امام حسینؑ کی پیاس کو یاد کر کے وہ پانی پھینک دیا اور فرمایا کہ اے عباسؑ حسینؑ تو پیاسے ہیں تو پانی پی کر زندہ رہنا چاہتا ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ حسینؑ کے بعد میں زندہ رہوں یہ کہکر جانب خیمہ روانہ ہوئے بھاگی ہوئی فوج نے آپ کو گھیر لیا اور رستہ روکدیا آپ تلوار سے سب کو مارتے ہٹاتے چلے جاتے تھے کہ دفعۃً حکیم بن طفیل طائی نے درخت کی آڑ سے داہنے ہاتھ پر آپ کے تلوار لگائی اور وہ ہاتھ آپ کا کٹ کر زمین پر گر پڑا آپ نے علم بائیں ہاتھ میں لے لیا اور یہ شعر پڑھتے تھے

وَاللّٰہ ان قطعتم یمینی　　　انی احامی ابداً عن دینی

گو تم نے داہنا ہاتھ میرا کاٹا مگر قسم بخدا جب تک میں زندہ ہوں اپنے دین کی حمایت کرتا رہونگا تھوڑی دور آپ چلے تھے کہ زید بن رقاد جہنی شقی نے آپ کے بائیں ہاتھ پر تلوار ماری وہ ہاتھ بھی کٹ گیا اُس وقت آپ نے علم کو سینۂ مبارک سے لپٹا لیا جیسے آپ کے عم بزرگوار جعفر طیار نے جنگ موتہ میں دونو ہاتھ کٹ جانیکے بعد علم کو سینہ سے لگایا تھا۔ جب بایاں ہاتھ جناب عباسؑ کا کٹ گیا تو اُس وقت وہ جناب رجز میں یہ شعر پڑھتے تھے۔

الا ترون معشر الفجار　　　قد قطعوا ببغیھم یساری

اے گروہ فجار تمنے میرا بائیاں ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ کہ اتنے میں ایک شخص از جملہ پسران آبان بن دارم قبیلہ بنی تمیم سے بڑھا اور اس شقی نے سر مبارک پر گرز مارا اور وہ جناب گھوڑے سے زمین پر آگئے اور آپ نے بآواز بلند حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکارا اے مولی تشریف لائیے آواز سنتے ہی حضرت مثل باز کے پہونچے دیکھا کہ دونوں ہاتھ نہیں ہیں پیشانی پارہ پارہ ہے آنکھوں میں تیر لگے ہوئے ہیں حضرت قریب جسم مبارک جناب عباس ؑ بیٹھ گئے اور رونے لگے تا اینکہ روح مبارک جناب عباس ؑ کی پرواز کرگئی حضرت نے وہاں سے اُٹھکر لشکر اعدا پر ایسے حملے کئے کہ سارا لشکر مثل بھیڑوں کے بھاگتا پھرتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہاں بھاگے جاتے ہو اے میرے بھائی کے قاتلو۔

جناب عباس ؑ سب کے بعد شہید ہوئے اور آپ کے بعد کوئی جوان لشکر حسینی کا شہید نہیں ہوا دو بچے کم سن جو نہ لڑنے نہ لڑائی کے قابل تھے وہ البتہ بعد جناب عباس ؑ شہید ہوئے۔

جناب عباس ؑ کی والدہ ماجدہ فاطمہ ام البنین کا بعد شہادت یہ حال تھا کہ وہ بی بی روزانہ جنت البقیع کو اپنے پوتے عبیداللہ فرزند جناب عباس ؑ کو ہمراہ لیکر جایا کرتی تھیں اور وہاں جاکر ایسا نوحہ وبکا ونالہ وزاری کرتی تھیں کہ اہل مدینہ وہاں اُن بی بی کا نوحہ سننے جایا کرتے تھے چنانچہ مروان بن حکم بھی باوجود شدت عداوت خاندان نبوت اُن کا نوحہ سُنکر رو دیتا تھا۔

بہت سے لوگوں نے قاسم بن اصبغ نباتہ سے روایت کی ہے قاسم ؑ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی آبان بن دارم کے ایک شخص کو جسے میں پہلے سے پہچانتا تھا کہ بہت خوبصورت

اور گورے رنگ کا تھا چند روز کے بعد میں نے دیکھا کہ اسکا منہ نہایت سیاہ ہوگیا ہے
متعجب ہو کر میں نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہوا جو تیرا رنگ سیاہ ہوگیا
پہلے تو تیرا رنگ بہت صاف تھا چہرہ بہت گورا تھا یہ اس قدر کالا کیوں ہوگیا ہے
کہا کیا کہوں کربلا میں روز عاشورا میں نے ایک جوان رعنا خوبصورت کو جس کے
پیشانی پر سجدہ کا نشان تھا قتل کیا بس جب سے ہر روز رات کو خواب میں میرے
وہ جوان آتا ہے اور میرا گلا پکڑ کے کھینچتا ہوا جہنم میں مجھے لیجا کر ڈالدیتا ہے اور میں سوتے
میں اس قدر چیختا ہوں کہ میرا سارا قبیلہ جاگ پڑتا ہے۔ قاسمؒ کہتے ہیں کہ جب یہ خبر
مشہور ہوی تو اُسکے ہمسایہ کی ایک عورت نے اُسکی زوجہ سے دریافت کیا کہ
یہ معرکہ کیا ہے اور کس کو تیرے شوہر نے مارا ہے اُس نے کہا کہ جب اُس نے خود
اپنا قصہ لوگوں سے بیان کر دیا ہے تو اب بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے اے ہمسائی
اس شخص نے جناب عباس بن علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے یہ اُنکا قاتل ہے۔

عبداللہ بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب علیہ السلام

یہ صاحب اپنے بھائی جناب عباسؑ کی ولادت کے آٹھ سال بعد پیدا ہوئے
اور جناب ام البنینؑ انکی والدہ ماجدہ ہیں حضرت امیر المومنینؑ کی وقت وفات پر چھ
سال کے تھے اور جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات ہوی تو سولہ برس کے تھے اور
بوقت شہادت کربلا میں اُن کی عمر شریف پچیس سال کی تھی۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ جب کل اصحاب حضرت امام حسینؑ کے شہید ہو گئے اور
چند عزیز بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اُس وقت جناب عباسؑ نے اپنے بھائیوں

کو بلا کر فرمایا اے سعادت مندو ایک ایک کر کے میدان میں جاؤ اور اپنی جانیں حضرت
پر فدا کرو چنانچہ تینوں بھائیوں میں جناب عبداللہؑ بڑے تھے وہ پہلے میدان میں
گئے اور تلوار کھینچکر لشکر کفار سے لڑنا شروع کیا اور برابر یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

انا ابن ذی النجدۃ والافضال ۔ ذاک علی الخیر فی الافعال
سیف رسول اللہ ذوالنکال ۔ فی کل یوم ظاھر الاھوال

ہانی بن ثبیت حضرمی نے اُس جناب کے سر مبارک پر تلوار لگائی اُسی سے وہ جناب
شہید ہوئے۔

عثمان بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب علیہم السلام

یہ صاحبزادے اپنے بھائی عبداللہؑ کی ولادت کے دو سال بعد پیدا ہوئے آپکی
والدہ ماجدہ بھی جناب فاطمہ ام البنینؑ ہیں اور وقت شہادت آپکی عمر تئیس ۲۳ سال کی تھی
حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے اپنے بھائی عثمانؓ بن مظعون کے
نام پر اپنے بیٹے کا نام رکھا ہے۔

عثمانؓ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذرفہ بن جمح القرشی الجمحی تیرہ آدمیوں کے بعد عثمان بن مظعون
اسلام لائے تھے اور دونوں ہجرتیں جبشہ اور مدینہ کی انھوں نے کی تھیں۔ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔
اسلام لانے سے پہلے اُنھوں نے شراب کو اپنے پر حرام کر لیا تھا اور بعد اسلام لانے کے چاہتے تھے کہ شہوت
اور رجولیت قطع ہو جائے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا کہ اسلام میں خصہ
جائز نہیں ہے بلکہ روزے رکھا کرو اُس سے قوت جماع جاتی رہتی ہے۔ جب عثمان کا انتقال ہوا تو خو

بعد شہادت عبد اللہ بن علیؑ جناب عباسؑ نے عثمانؑ سے فرمایا اے بھائی اب تم میدان میں جاکر اپنے آقا پر جان نثار کرو یہ سنتے ہی وہ صاحبزادے میدان کو روانہ ہوئے اور تلوار کھینچ کر لڑنا شروع کیا اور رجز میں یہ شعر پڑھتے تھے۔

انی انا عثمان ذو المفاخر　　شیخی علیؑ ذو الفعال الطاہر

خولی شقی نے تیر مارا جس سے وہ صاحبزادے نڈھال ہو کر گھوڑے سے پہلو کے بھل زمین پر تشریف لائے۔

ایک شقی قبیلۂ بنی امان بن دارم کا آگے بڑھا اور اُس نے انکو شہید کیا۔

جعفر بن علی بن ابی طالب علیہم السلام

ان کی والدہ ماجدہ بھی ام البنین ہیں آپ اپنے بھائی عثمان سے قریب دو سال چھوٹے تھے وقت شہادت جناب امیر المومنین علیہ السلام آپ کی عمر دو سال کے قریب

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا خدا تم پر رحمت نازل کرے اے ابو سائب اور یہ کہکر حضرت جھکے اور آپنے انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جب آپنے سر اقدس اُٹھایا تو اشک مبارک جاری تھے اور بقیع غرقد میں آپ نے انکو دفن کیا اور ایک پتھر بطور علامت انکی قبر پر نصب فرمایا اور ہمیشہ آپ اُن کے قبر کی زیارت کو تشریف لاتے تھے۔
اور جب ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کی وفات ہوئی تو آپنے فرمایا الحق بنا سلفنا عثمان بن مظعون اور جب زینب ربیبہ آنحضرت کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا الحقی بسلفنا عثمان بن مظعون۔

تھی اور کربلا میں جب آپ شہید ہوئے اُس وقت اکیس ۲۱ برس کے تھے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے آپ کا نام جعفر اپنے بھائی جعفر طیارؑ کے نام پر بوجہ محبت حضرت جعفر طیار رکھا تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ جب عبداللہ وعثمان دونوں حقیقی بھائی جناب عباسؑ کے شہید ہو گئے تو اُس وقت جناب عباسؑ نے اپنے تیسرے حقیقی بھائی کو جن کا نام جعفرؑ تھا بلایا اور فرمایا کہ اب تم میدان کو جاؤ اور جس طرح سے عبداللہ اور عثمان نے اپنی جان حضرت امام حسینؑ پر فدا کی ہے تم بھی قربان ہو۔ بڑے بھائی کا یہ ارشاد سنتے ہی جعفرؑ میدان میں آئے اور تلوار کھینچ کر حملے شروع کئے اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

انی انا جعفر ذوالمعالی ابن علی الخیر ذی الافضال

میرا نام جعفر ہے اور میں صاحب عزت وشرف ہوں اور بیٹا ہوں علیؑ کا جو صاحب فضائل تھے ابوالفرج نے لکھا ہے کہ خولی کے ہاتھ سے یہ صاحبزادے شہید ہوئے۔ اور ابومخنف نے آپ کے قاتل کا نام ہانی بن ثبیت حضرمی لکھا ہے جس نے آپکے بھائی عبداللہ کو شہید کیا۔ ابوبکر بن علی بن ابی طالب عبدالمطلب علیہ السلام آپکا اسم گرامی عبداللہ اصغر ہے۔ ابوبکر کنیت ہی اسی کنیت سے مشہور رہیں والدہ ماجدہ آپکی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن زید مناۃ بن تمیم ہیں۔

لیلیٰ کا مادری نسب نامہ یہ ہے لیلیٰ بیٹی تھیں عمیرہ بنت قیس بن عاصم بن سنان بن خالد بن منقر سید اہل وبر بن عبید بن حرث کی جو مقاعس تھا۔

عمیرہ کی ماں حبد بن اسعد بن منقر کی بیٹی تھی۔ عمیرہ کی نانی بیٹی تھی سفیان بن خالد

بن عبید بن مقاس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کی لیلی کے اجداد میں جو پانچواں نام سلمی بن جندل ہے اُس کے نسبت شاعر کا یہ مشہور شعر ہے۔

یسودا قوام ولیسوا بسادۃ — بل السیّد المیمون سلمی بن جندل

بہت سے لوگ دعوائے سیادت (سرداری) کا کرتے ہیں اور دراصل وہ سردار نہیں ہیں بلکہ حقیقت میں سیّد سلمی بن جندل ہے۔

یہ امام زادے جب میدان میں آئے تو یہ رجز پڑھتے ہوئے حملہ کرتے تھے۔

شیخی علیؑ ذوالفخار الاطول — من ھاشم وھاشم لم تعدل

میرے بزرگ علی بن ابی طالبؑ صاحب فخر ہیں جو اولاد ہاشم سے ہیں۔

یہ جناب برابر حملے کرتے رہے اور چند لوگوں نے مل کر انکو شہید کیا منجملہ اُن کے قاتلوں کے عقبہ غنوی بھی ہے۔

بعضے مقاتل وغیرہ میں منقول ہے کہ ان کی لاش ایک ساقیہ نالہ میں پانی سے بہ گئی اور قاتل کا نام نہیں معلوم ہوا۔

یہ سب پانچ صاحبزادے حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے ہیں جو روز عاشورا کربلا میں شہید ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کو ملا کر۔ تو چھ بیٹے حضرت امیرالمومنینؑ کے شہید ہوئے بعض روایات میں ان حضرات کے علاوہ اور صاحبزادہ بھی حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے لکھی ہیں۔ جو کربلا میں شہید ہوئے مگر صحیح اور معتبر یہی ہے کہ مع حضرت امام حسینؑ چھ حضرات پسران علی بن ابی طالبؑ شہید ہوئے سلیمان بن قتہ نے جو مرثیہ کہا ہے اُسکی ایک شعر سے بھی اسی تعداد کی صحت معلوم ہوتی ہے وہ شعر یہ ہے۔

ستۃ کلھم بصلب علیؑ — قد اصیبوا وسبعۃ لعقیل

حضرت امیر المومنینؑ کے صلبی بیٹے چھ بزرگوار کربلا میں شہید ہوئے اور اولاد عقیل کے سات صاحبزادے شہید ہوئے۔

ابو بکر بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام

آپکی والدہ ماجدہ ام ولد ہیں بعضوں نے لکھا ہے کہ اونکا نام رملہ تھا۔ ابو الفرج نے لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عقبۃ الغنوی آپکا قاتل ہے۔

قاسم بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام

آپکی والدہ بھی وہی رملہ ہیں جو ابو بکر کی والدہ ہیں ابو الفرج نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے لشکر سے ایک صاحبزادے جہاد کو نکلے جنکا چہرہ مثل چاند کے تھا ہاتھ میں تلوار تھی اور قمیص و ازار پہنے ہوے پیروں میں نعلین میدان میں آتے ہی اُس صاحبزادے نے تلوار سے مارنا شروع کیا اور ابھی لڑ رہے تھے کہ ایک پیر کی نعل کا تسمہ ٹوٹ گیا اور ٹھیر کے اُسے باندھنے لگے یہ حال دیکھکر عمر بن سعد بن نفیل ازدی نے مجھسے کہا کہ میں اب اس صاحبزادہ پر حملہ کرتا ہوں اور اُنکو مار لیتا ہوں میں نے کہا سبحان اللہ ارے تو کیا کہتا ہے تو نے یہ ارادہ کیوں کیا جو لوگ صاحبزادے کو گھیرے ہیں وہ کافی ہیں تو کیوں خون ناحق میں پڑتا ہے اُس نے جواب میں کہا قسم بخدا میں تو اُسکو بے مارے نہ رہوں گا اور یہ کہکر اُس شقی نے صاحبزادے کے سر پر تلوار لگائی صاحبزادے منھہ کے بل زمین پر گر پڑے اور آپنے اپنے چچا امام حسینؑ کو پکارا حمید کہتا ہے قسم بخدا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ مثل باز کے جھپٹے ہوئے میدان میں،

پہونچ گئے اور مثل شیر غضبناک لشکر پراُس جناب نے حملہ کیا اور عمر نامی ایک شخص پر آپنے تلوار لگائی اُس نے ہاتھ پر روکا وہ ہاتھ اُسکا قلم ہوگیا یہ دیکھکر اور لشکر والے حضرت کی طرف دوڑے اور اُسکو چھڑا لے گئے۔

لشکر والوں کے دوڑنے میں قاسمؑ کا سینۂ مبارک گھوڑوں کے ٹاپوں سے چور چور ہوگیا اور صاحبزادے کی روح پرواز کر گئی جب گرد و غبار جو گھوڑوں کے دوڑنے سے میدان میں اُٹھا تھا موقوف ہوا اُس وقت حضرت کو قاسمؑ کی لاش نظر آئی حضرت نے دیکھا کہ وہ صاحبزادے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں یہ حال دیکھکر آپ نے فرمایا اے پیارے خدا لعنت کرے تیرے قاتلوں پر اور تیرے نانا رسول خداؐ بروز قیامت اُنکے دشمن ہونگے اسکے بعد آپ نے فرمایا اے بیٹے مجھ پر بہت گراں ہے یہ بات کہ تمنے بلایا اور میں نہ پہونچا اور پہونچا تو ایسے وقت پہونچا کہ تم کو اُس سے کچھ نفع نہ ہوا۔

پھر حضرت صاحبزادے کی لاش کو اپنے سینے پر اُٹھا کر لے چلے۔ اور جہاں لاشہائے شہدا جمع تھے وہاں لاکر لاش کو حضرت نے رکھدیا۔ حمید کہتا ہے میں دیکھتا تھا کہ صاحبزادے کے دونوں پانوں زمین سے رگڑتے تھے میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ کون صاحبزادے ہیں لوگوں نے کہا قاسم بن الحسنؑ ہیں۔

ابوالفرج کے علاوہ اور لوگوں نے جناب قاسمؑ کا حال یوں لکھا ہے کہ جب اُن صاحبزادے نے حضرت امام حسینؑ کی تنہائی کو دیکھا تو حضرت سے رخصت طلب ہو گئے مگر حضرت بوجہ کم سنی آپکو رخصت جہاد نہیں دیتے تھے اور قاسمؑ برابر باصرار والحاح طالب رخصت تھے تا اینکہ آپ نے رخصت عنایت فرمائی اسکے بعد پھر

وہی حال لکھا ہے جو اُوپر مذکور ہوا۔

عبد اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام

انکی والدہ بنت شلیل بن عبد اللہ بجلی ہیں اور شلیل بھائی ہیں جریر بن عبد اللہ کے اور یہ دونوں بھائی شلیل و جریر اصحاب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب مالک بن نسر کندی شقی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک پر تلوار ماری حضرت نے کلاہ سر اقدس سے اُتار کر اور ایک کپڑا سر اقدس کو باندھا اُس پر کلاہ دے دی اور کلاہ کے اوپر عمامہ باندھا۔ اور شمر وغیرہ جو حضرت کے گرد و بیش جمع تھے وہ حضرت کے پاس سے تھوڑی دیر کے لئے ہٹ گئے اور پھر دوبارہ حضرت کے پاس آکر حضرت کو گھیر لیا کہ اتنے میں عبد اللہ بن حسنؑ جو ابھی نابالغ اور کم عمر تھے خیمہ سے میدان آنے کو نکلے جناب زینبؑ نے بہت روکا مگر صاحبزادے نہیں رُکے اور میدان جنگ میں آکر پہلو میں اپنے چچا حضرت امام حسین علیہ السّلام کے کھڑے ہو گئے۔ بحر بن کعب شقی نے تلوار حضرت امام حسین علیہ السّلام پر اٹھائی عبد اللہ نے کہا وائے ہو تجھ پر اے پسر خبیثہ ارے میرے چچا کو قتل کرتا ہے شقی نے کچھ نہ سُنا اور تلوار چھوڑ دی صاحبزادے نے دونو ہاتھ سپر کر دئیے اور کٹ کر زمین پر گر پڑے صاحبزادے نے پکارا حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام نے صاحبزادے کو سینہ سے لپٹا لیا اور فرمایا بیٹا صبر کرو خدا تم کو تمہارے بزرگوں کے پاس پہونچائے گا اور یہ کہکر حضرت نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض کی یا اللہ ان لوگوں پر پانی نہ برسا سب برکتیں ان سے اٹھا لے اور انکو پراگندہ کر دے ان میں تفرقہ ڈالدے انھوں نے ہم کو مدد دینے

سے کے وعدے پر بلایا جب ہم آئے تو ہم کو قتل کیا ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ بعد واقعہ کربلا اس بحر بن کعب شقی کا یہ حال تھا کہ گرمیوں میں تو اُوسکے دونوں ہاتھوں سے پانی بہا کرتا تھا اور فصل سرما میں دونوں ہاتھ مثل لکڑی کے خشک ہو جایا کرتے تھے اس شقی کا نام بعض کتب مقاتل میں ابجر بن کعب لکھا ہے اور بعض لوگوں کے زبان پر بھی یہی ابجر جاری ہے مگر در اصل وہ غلط ہے صحیح نام بحر بن کعب ہے۔

عون بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہم السلام

جناب جعفر طیار کے آپ پوتے ہیں جناب عبداللہ آپ کے والد ماجد اور جناب زینب کبرےٰ دختر جناب امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ آپکی والدہ ماجدہ ہیں حضرت سیدہ شافعۂ روز جزا فاطمہ زہرا علیہا السلام آپکی نانی ہیں۔

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے عراق کو روانہ ہوئے تو جناب عبداللہ نے آپکو ایک عریضہ لکھا تھا جس میں یہ عرض کیا تھا کہ اے مولیٰ عراق کو نہ جائیے اور یہ عرضی اپنے فرزندوں عونؑ اور محمدؑ کے ہاتھ خدمت میں روانہ کی تھی یہ دونوں صاحبزادے وہ عریضہ لئے ہوئے خدمت میں جناب امام حسین علیہ السلام کے منزل عقیق میں حاضر ہوئے تھے یہ عریضہ بھیجکر خود جناب عبداللہ عمرو بن سعید بن العاص حاکم مدینہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے امان نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واسطے لکھوایا اور وہ امان نامہ جناب عبداللہ نے حاکم مدینہ کے بھائی یحییٰ کے ہاتھ سے خدمت میں امام حسینؑ کے روانہ کیا اور خود بھی اُس کے ساتھ روانہ ہوئے اور منزل ذات عراق میں حضرت کی خدمت میں پہنچے حضرت

نے وہ خط اماں نامہ حاکم مدینہ کا پڑھا اور فرمایا کہ میں تو اب نہ پھرونگا میں نے اپنے نانا جان جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ جناب مجھے اس سفر کا حکم دیتے ہیں اور جہاں تک مجھے جانے کا خواب میں نانا جان نے حکم دیا ہے وہاں تک ضرور جاؤنگا اور حاکم مدینہ کو اُس کے خط کا جواب حضرت امام حسینؑ نے لکھدیا اور جناب عبداللہؑ بن جعفر اور یحییٰ دونوں شخص وہاں سے مدینہ کو پلٹ آئے اور جناب عبداللہ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ حضرت کی خدمت سے جدا نہ ہونا اور اگر ضرورت ہو تو اپنے جانیں حضرت پر فدا کرنا اور اپنے متعلق حضرت امام حسین علیہ السلام سے عذر کیا کہ بوجہ علالت میں ہمراہ رکاب نہیں حاضر رہ سکتا ہوں۔

منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خبر شہادت جب مدینہ میں آئی اور معلوم ہوا کہ عون و محمد جناب عبداللہ کے فرزند بھی شہید ہو گئے تو اُس وقت جناب عبداللہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے مدینہ والے خدمت میں جناب عبداللہ کے بغرض تعزیت حاضر ہوئے کہ جناب عبداللہ کے غلام نے جس کا نام ابو اللاس[1] تھا کہا کہ یہ مصیبت ہم پر بوجہ امام حسینؑ کے نازل ہوئی اور ہمارا گھر اُنکی وجہ سے تباہ ہو گیا یہ سننا تھا کہ جناب عبداللہ نے اُس کو پاپوش سے مارا اور کہا اے احمق کیا بکتا ہے خدا کی قسم اگر میں کربلا میں ہوتا تو اپنی جان امام حسینؑ پر نثار کرتا خدا کی قسم چونکہ وہ دونوں میرے بیٹے امام حسینؑ پر سے فدا ہوئے اس وجہ سے مجھے اُنکے مرنے کی مصیبت سہل ہے یہ کہکر آپ نے جو لوگ پرسے کو آئے تھے اُن سے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اگر میں خود اپنی جان حضرت

---

[1] ابو اللاس لام مفتوح حسین مہملہ اُس کے بعد پھر لام ہے اُسکے بعد پھر سین مہملہ اور اکثر مقاتل میں اس کا نام ابو السلاسل لکھا ہے وہ غلط ہے۔

امام حسینؑ پر فدا نکر سکا تو اپنے دو بیٹے میں نے اُن حضرت پر فدا کئے۔ سروی کہتا ہے کہ عون جب میدان میں لشکر شام کے مقابل آئے تو یہ رجز پڑھتے تھے۔

ان تنکرونی فانا ابن جعفر شہید صدق فی الجنان ازہر
یطیر فیہا بجناح اخضر کفی بھذا شرفا فی المحشر

میں جعفر طیار کا پوتا ہوں جو شہید راہ خدا بہشت میں زمرد کے پروں سے پرواز کرتے ہیں اس سے زیادہ اور کیا شرف ہو سکتا ہے۔ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور لڑتے تھے تین سوار اور اٹھارہ پیادے صاحبزادے نے جہنم واصل کئے عبداللہ بن قطنہ[1] نبہانی[2] نے اس صاحبزادے پر تلوار لگائی اسی سے شہید ہوئے یہی شقی انکا قاتل۔

محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہم السلام

انکی والدہ کا نام جو صاد تھا۔ اور نانی انکی حفصہ بنت ثقیف بن ربیعہ بن عائد بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر وائل تھیں۔

اور پرنانی کا نام ہند بنت سالم بن عبدالعزیز بن مخزوم بن سنان بن مولہ بن عامر بن مالک بن تیم اللات بن ثعلبہ ہے۔

اور پرنانی کی ماں کا نام میمونہ بنت بشر بن عمر بن الحرث بن ذہل بن شیبان بن ثعلبہ بن الحصین بن عکابہ بن صعب بن علی ہے۔

---

[1] قطنہ قاف مضموم طائے مہملہ آخر میں ہائے ہوز۔

[2] نبہانی پہلے نون ہے پھر بائے موحدہ ہے نبہان ایک قبیلہ ہے اسکی طرف نسبت ہے۔

سروی نے نقل کیا کہ یہ شہزادے اپنے بھائی عونؑ سے پہلے میدان میں آئے تھے اور دس آدمیوں کو قتل کر کے آپ اس طرح شہید ہوئے کہ لشکر نے آپ کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کیا۔

مسلم بن عقیل بن ابی طالب علیہم السّلام

والدہ آپکی علیہ ہیں جن کو جناب عقیل نے ملک شام میں خرید فرمایا تھا۔ مدائنی نے روایت کی ہے کہ ایک دن معاویہ نے جناب عقیلؑ سے کہا کہ آپکو کوئی حاجت ہو تو فرمایئے جناب عقیلؑ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں ایک حاجت ہے وہ یہ ہے کہ ایک کنیز لڑکی میں نے دیکھی ہے جس کو خریدنا چاہتا تھا مگر مالکوں نے اُس کے چالیس ہزار درہم قیمت مانگی اور اس سے کم نہیں کیا یہ سُنکر معاویہ نے مزاحاً اُس جناب سے کہا کہ آپ ایسی کنیز جسکی قیمت چالیس ہزار درہم ہو کیا کرینگے آپکو تو چالیس درہم کی قیمت والی کنیز کافی ہے جناب عقیلؑ نے جواب دیا کہ ایسی قیمت کی کنیز کی مجھے اس لئے خواہش ہے کہ اُس سے میرے لڑکا پیدا ہو اگر اوس لڑکے کو کبھی تو غصہ دلائے تو تلوار سے وہ تیری گردن اوڑا دے یہ جواب سُنکر معاویہ نے ہنس دیا اور کہا اے عقیل میں نے تو آپ سے مزاحاً یہ کہا تھا اور وہ کنیز عقیل کے لئے خرید دی اُسی سے جناب مسلمؑ پیدا ہوئے۔ جب جناب مسلمؑ چند سال کے ہوئے اور جناب عقیلؑ کی وفات ہو چکی تھی اُس وقت جناب مسلمؑ نے معاویہ سے کہا کہ مدینہ میں فلاں مقام پر ہماری کچھ زمین ہے جسکی قیمت تم ایکہزار درہم دیتے تھے اب ہم اُسکو فروخت کرنا چاہتے ہیں تم ایکہزار درہم دیدو اور زمین پر اپنا قبضہ کر لو معاویہ نے قیمت دلادی اور قبضہ کرنیکا حکم دیا۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام کو یہ خبر معلوم ہوئی

آپ نے معاویہ کو خط لکھا کہ تو نے بنی ہاشم کے ایک لڑکے کو یعنی مسلم کو دیہو کا دیکر ایسی زمین اُس سے خرید کی ہے جسکا وہ مالک نہیں ہے لہذا تو اپنے روپے مسلم سے پھیر لے اور زمین کو چھوڑ دے۔ معاویہ نے یہ خط حضرت امام حسین علیہ السلام کا جناب مسلم کو پڑھوایا اور کہا روپیہ ہمارا پھیر دو اور زمین اپنی لے لو تمنے ایسی زمین فروخت کی جس کے تم مالک نہیں ہو۔

جناب مسلم نے جواب میں کہا کہ میں تلوار سے تیرا سر اُڑا دونگا یہ سُنکر معاویہ مارے ہنسی کے لیٹ گئے۔ اور کہا خدا کی قسم اے مسلم یہی تمہارے باپ نے مجھسے کہا تھا جب تمہاری والدہ کو خرید کیا تھا اور معاویہ نے زمین سے قبضہ اُٹھا لیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھا آپکی زمین میں نے چھوڑ دی اور روپے جو مسلم کو دئے تھے وہ اُن کو معاف کئے۔

ابو مخنف وغیرہ نے لکھا ہے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں طلب کے عرایض بھیجے تو حضرت نے جناب مسلم کو بلایا اور کوفہ سے جو قاصد عرضیاں لائے تھے منجملہ اُن کے قیس بن مسہر اور عبد الرحمان بن عبد اللہ کیساتھ جناب مسلم کو روانہ کیا اور جناب مسلم سے فرمایا تقویٰ کرنا اور راز میں کام کرنا اور لوگوں سے بہ محبت و تلطف پیش آنا اور اگر لوگوں کو میری اطاعت پر متفق پانا تو مجھے جلدی خبر دینا۔ اور اہل کوفہ کو اُن کے جواب میں آپ نے یہ لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ وسلام واضح ہو کہ میں اپنے چچا زاد بھائی مسلم کو جو میرے معتمد علیہ ہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں اور اُن سے میں نے زبانی کہدیا ہے کہ وہاں پہونچکر تم سے ملکر وہ مجھے یہ لکھیں گے کہ تم سب آمادہ اور متفق ہو میری اطاعت پر تو اُس وقت میں آنے کا ارادہ کروں گا اور قسم ہے اد

یہ یقین جانو کہ امام وہی ہے جو قایم بحق ہو ۔ یہ خط لیکر جناب مسلم مکہ سے ماہ رمضان کے آخر تاریخوں میں روانہ ہوئے اور مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں آپ نے نماز ادا کی اور عیال سے رخصت ہوئے اور دو نفر قبیلۂ قیس سے راہ پر اُجرت سے اپنے ہمراہ لئے کہ وہ رستہ بتائیں تھوڑی راہ چلکر وہ دونو راہ بر راہ بھول گئے اور پیاس کی شدت سے مر گئے اور جناب مسلم مع دیگر ہمراہیوں کے ایک کنوئیں تک پہونچے جسکا پتہ و نشان اُن راہ بروں نے دیا تھا وہاں پہونچکر جناب مسلم نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کو اِس مضمون کی عرضی لکھی کہ میں مدینہ سے دو راہ بر ہمراہ لیکر چلا اتفاق سے وہ دونوں رستہ بھول گئے اور پھرتے پھرتے شدت پیاس سے ہلاک ہو گئے اور ہم لوگ ایک چشمہ پر پہونچ گئے بایں وجہ بچ گئے ۔

اور اس واقعہ کو میں فال بد خیال کر کے متردد ہوں جواب میں اسکے حضرت نے تحریر فرمایا کہ اے مسلم تم ڈر گئے ۔ جہاں میں نے تم کو بھیجا ہے چلے جاؤ اور کچھ وسواس نہ کرو ۔ یہ جواب آنے کے بعد مسلم روانہ ہوئے اور طی کے چشمہ پر پہونچے وہاں منزل کی اور وہاں سے جب چلے تو دیکھا ایک شخص نے ہرن کا شکار کیا یہ دیکھ کر جناب مسلم نے کہا انشاء اللہ اسی طرح سے ہمارے دشمن بھی قتل ہوں گے منزلیں طے کرتے ہوئے جناب مسلم کوفہ پہونچے اور مختار بن ابی عبید کے گھر میں مقیم ہوئے اور اہل کوفہ اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے تب آپ نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی تحریر جو آپ نے اہل کوفہ کو لکھی تھی پڑھکر سنائی اُسکو سنکر اہل کوفہ رونے لگے اور عابس شاکری اور حبیب اسدی نے اُٹھکر خطبے پڑھے ۔ نعمان بن بشیر انصاری جو اُس وقت یزید کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا جب اُسکو یہ خبر ہوئی کہ مسلم آئے ہیں اور وہ مختار کے گھر میں ٹھیرے ہیں اور لوگ

اُنکی طرف رجوع کر رہے ہیں اُسی وقت نعمان جامع مسجد میں آیا اور خطبہ پڑھا اور لوگوں کو بہ نرمی و ملائمت مخالفت یزید سے ڈرایا دھمکایا۔ عبد اللہ بن سعید حضرمی جو بنی اُمیہ کا حلیف تھا اور عمارہ بن عقبہ نے یزید کو سب حال لکھا اور لکھا کہ نعمان بن بشیر حاکم کوفہ بہت کم زور ہے یا عمداً تساہل کرتا ہے لہذا تو اسکی کوئی فکر کر۔ ادہر اہل کوفہ نے جناب مسلم کے ہاتھ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کرنا شروع کیا تا اینکہ اٹھارہ ہزار آدمیوں کی یا اور زیادہ کی نوبت پہونچی جناب مسلم نے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا کہ اس قدر لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے اور آپکے تشریف لانے کے سب نہایت مشتاق ہیں لہذا آپ اب جلدی تشریف لاویں۔ اور یہ عرضی عابس شاکری کے ہاتھ حضرت کی خدمت میں روانہ کی اُدہر جب یزید کو جناب مسلم کے کوفہ میں آنے اور حاکم کوفہ کی سستی وغیرہ کی خبر پہونچی اُس نے اپنے مشیروں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ کوفہ پر کون شخص بھیجا جاوے جو اسکا تدارک کرے۔ سرجون جو معاویہ کا غلام تھا اس نے کہا ابن زیاد کو کوفہ پر بھیجو اور جو کچھ معاویہ نے درباب ابن زیاد لکھا تھا وہ تحریر نکالکر سرجون نے یزید کو دکھائی۔ یزید نے اُس وقت ابن زیاد کو لکھا کہ کوفہ بھی تیری حکومت میں دیا گیا بصرہ اور کوفہ دونوں کا تجھے حاکم مقرر کیا اور یہ حکمنامہ ابن زیاد کے پاس مسلم بن عمر باہلی لیکر بصرہ میں پہونچا حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اہل بصرہ کو سلیمان اپنے غلام کے ہاتھ ایک خط لکھا تھا ابن زیاد نے سلیمان کو فوراً سولی دی قتل کیا اور تمام اہل بصرہ کو ڈرایا کہ جو کوئی امام حسینؑ سے ملیگا وہ قتل کیا جاویگا یہ انتظام کر کے ابن زیاد اپنے بھائی عثمان کو اپنی جگہ مقرر کر کے کوفہ کو روانہ ہوا اور شریک بن اعور و مسلم بن عمر اور چند لوگوں کو جو اُسکے خاص معتمد علیہ تھے اپنے ہمراہ لیا

شریک جو ہمراہ ابن زیاد تھے مرض کی وجہ سے جابجا راہ میں ٹھیر جاتے تھے تاکہ ابن زیاد بھی توقف کرے اور کوفہ پہونچنے میں اتنی تاخیر ہو جائے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ میں پہونچ جائیں اور لوگ حضرت کے ساتھ ہو جاویں لیکن جب ابن زیاد بصرہ سے چلا اُس وقت تک حضرت مکہ سے روانہ نہیں ہوئے تھے مگر ابن زیاد نے شریک کی بیماری کا کچھ خیال نہیں کیا اور برابر قطع منزل کرتا ہوا کوفہ میں اپنے ہمراہیوں سے پہلے پہونچ گیا۔ ابن زیاد جب کوفہ میں داخل ہوا تو ڈھاٹا باندھے تھا اور لباس ایسا تھا جسکی وجہ سے لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ حضرت۔ امام حسینؑ تشریف لائے ہیں یہ خیال کر کے اہل کوفہ اُسکے ساتھ ساتھ چلے اور وہ سیدھا حکومت کے مکان کو چلا نعمان بن بشیر جو پہلے سے حاکم کوفہ تھا اُسکو بھی یہی خیال ہوا کہ حضرت امام حسین آئے ہیں اور سب کوفہ والے جو بطور پیشوائی ابن زیاد کے ہمراہ ہو گئے تھے سب کے سب یہ کہتے جاتے مرحبا یک یا ابن رسول اللہؐ لوگوں کا یہ شور و غل سنکر نعمان نے قلعہ کا دروازہ بند کرا دیا اور دروازے پر پہونچکر ابن زیاد نے پکارا دروازہ کھولو یہ آواز سنکر نعمان نے پہچانا کہ یہ ابن زیاد کی آواز ہے دروازہ کھولدیا اور اہل کوفہ جو ابن زیاد کے ہمراہ مرحبا کہتے ہوئے آئے تھے اُنکو بھی معلوم ہوا کہ یہ ابن زیاد ہے پریشان ہو کر سب بھاگ گئے اور رات کو جناب مسلمؑ کے پاس لوگ جا کر بغرض حفاظت رہے۔ جب صبح ہوئی تو شریک کوفہ پہونچے اور سیدھے ہانی کے گھر میں جا کر فروکش ہوئے جناب مسلمؑ کو جب شریک کا آنا معلوم ہوا تو جناب مسلمؑ عیادت کو شریک کے پاس تشریف لائے شریک نے جناب مسلمؑ سے کہا ابن زیاد میری عیادت کو آویگا اُس وقت آپ اُسکو قتل کر دیجئے جناب مسلمؑ نے کہا اچھا۔ اودھر ابن زیاد نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ جناب مسلمؑ کے پاس آئے جائے او

اظہار خلوص و عقیدت کرکے اُن سے ملے اور اُن کا پتہ چلائے کہ وہ کس کے مکان میں مقیم ہیں اور خود ابن زیاد شریک کی عیادت کو ہانی کے مکان میں گیا اور پورا موقع تھا کہ جناب مسلمؑ اُس کو قتل کر دیتے مگر اُس جناب نے اُسکو پسند نہیں فرمایا کہ دھوکے سے اُسے قتل کریں اور ابن زیاد کو شریک کی باتوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ شریک نے اُس کے قتل کی صلاح کر رکھی ہے پس ابن زیاد وہاں سے فوراً چلا گیا اور شریک کا انتقال ہو گیا۔ اور جس شخص کو ابن زیاد نے جناب مسلمؑ کے پتہ لگانے پر مقرر کیا تھا اُس نے آکر ابن زیاد کو خبر دی کہ مسلمؑ ہانی کے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے ہانی کو پکڑ بلایا اور قید کر دیا جناب مسلمؑ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور قبیلۂ ربیعہ کے لوگوں کو عبید اللہ بن عمرو بن عزیز کندی کی ماتحتی میں دیا اور کہا کہ میرے آگے تم سب سوار چلو اور قبیلۂ مذحج اور بنی اسد کو بماتحتی مسلم بن عوسجہ پیادوں کا افسر مقرر کیا اور ابو ثمامہ صائدی کو قبیلۂ تمیم و ہمدان کی افسری دی اور عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ والوں کا افسر بنایا اور یہ لشکر لے کر جناب مسلمؑ قلعہ پر پہونچے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا قلعہ کا دروازہ ابن زیاد نے بند کرا دیا قلعہ کے اُوپر سے روٴسا و اشراف کوفہ نے اُن لوگوں کو جو جناب مسلمؑ کے ہمراہ تھے ڈرانا دھمکانا و عدے و وعید ابن زیاد کیطرف سے دینا شروع کئے ہمراہیان جناب مسلمؑ بہت سے سرفراز ہو گئے اور شبث بن ربعی اور قعقاع بن شور ذہلی و حجار بن ابجر عجلی و شمر بن ذی الجوشن کلابی یہ سب قلعہ سے باہر نکلے اور ہمراہیان جناب مسلمؑ کو ملامت کرتے تھے کہ اتنے میں کثیر بن شہاب بن حصین حارثی بہت سی ہمراہی لے کر نکلا اور جو جناب مسلمؑ کا طرفدار ملا اُسکو قید کرکے ابن زیاد کے پاس پہونچا دیا ابن زیاد نے اُن سب کو قید میں بھیج دیا جب یہ نوبت پہونچی تو جناب مسلمؑ مسجد سے یکہ و تنہا نکلے اور چونکہ راستوں سے واقف نہ تھے

تو یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کہاں جا رہے ہیں پھرتے پھرتے ایک عورت کے مکان پر پہونچے جسکا طوعہ نام تھا (طوعہ پہلے تو اشعث بن قیس کے نکاح میں تھی اسکے بعد اسید حضرمی کے عقد میں آئی اس دوسرے شوہر سے طوعہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام بلال تھا) طوعہ سے جناب مسلمؑ نے پانی مانگا طوعہ نے پانی پلادیا پانی پینے کے بعد جناب مسلمؑ اُس کے دروازہ پر بیٹھ گئے طوعہ نے کہا اے شخص تو کیوں بیٹھا ہے (اپنے گھر جا شہر پر آشوب ہو رہا ہی) جناب مسلمؑ نے اُس سے ٹھیرنے کی خواہش فرمائی اس نے جناب مسلمؑ کو مہمان کیا اپنے گھر میں ٹھیرایا اور آپ کو پہچان گئی نہایت خاطر اور مدارات کی اور ایک علیحدہ حجرہ میں آپکو چھپایا بار بار آپکی خدمت میں آتی جاتی تھی یہ دیکھکر اُسکے بیٹے بلال نے طوعہ سے دریافت کیا کہ اس حجرہ میں کیا کوئی ہے تو بار بار وہاں آتی جاتی ہے اُس نے کچھ نہیں بتایا بلال نے جب بہت اصرار کیا تو اُس مومنہ نے اُس سے کہا کہ تو قسم کہا کہ کسی سے اس راز کو نہ کہیگا تو میں بتاؤں اُس شقی نے قسم کھائی تب اُس نے بیان کیا کہ جناب مسلمؑ کو میں نے مہمان کیا ہے یہ سنکر وہ شقی چپ ہو کر رات کو سو رہا صبح ہوتے ہی دارالحکومت میں ابن زیاد کے پاس پہونچا دیکھا ابن زیاد بیٹھا ہے اور اُسکے پاس اکثر روساء کوفہ جمع ہیں اور وہ جناب مسلمؑ کی تلاش اور تفحص کو لوگوں سے کہہ رہا ہے اس شقی نے محمد بن اشعث سے کان میں کہا کہ مسلمؑ کو میری ماں نے چھپایا ہے اور وہ میرے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے جب بلال کو محمد بن اشعث سے سرگوشی کرتے ہوئے دیکھا محمد بن اشعث سے پوچھا (بلال کیا کہتا ہے محمد نے بیان کر دیا کہ یہ کہتا ہے کہ مسلمؑ اسکے گھر میں مخفی ہیں۔

ابن زیاد نے محمد بن اشعث سے کہا کہ تو ابھی جا اور مسلمؑ کو لے کر آ محمد چلا اور اسکے ہمراہ عمرو بن عبد اللہ بن العباس السلمی مع ایک جماعت قبیلہ قیس روانہ ہوا

اور طوعہ کے گھر پہ لوگ سب پہنچے۔ جناب مسلمؑ نے جب گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سُنی تلوار لیکر وہ جناب باہر نکلے اور لڑنا شروع کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور اکثر آدمیوں کو اُٹھا کر چھت پر پھینک دیا اشقیا نے جب اُس جناب کی یہ جُرأت اور طاقت دیکھی تو لکڑیاں جلا کر اور پتھروں سے چھت کے اُوپر سے اُس جناب کو مارنا شروع کیا اور وہ جناب برابر تلوار سے لڑ رہے تھے اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔ پھر بکیر بن حمران نے ایک تلوار حضرت مسلمؑ کے چہرہ پر لگائی اُوپر کا ہونٹ اُس جناب کا کاٹتی ہوئی وہ تلوار نیچے کے ہونٹ تک پہونچی اور دو دندان مبارک اُس کے صدمہ سے گر گئے جناب مسلمؑ نے بھی بکیر کے سر پر ایک تلوار ماری اور دوسرے اُسکے کاندھے پر جو قریب تھا کہ اُس کے پیٹ تک وہ تلوار کاٹ جائے مگر اور لوگوں نے بکیر کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد محمد بن اشعث نے کہا اے مسلمؑ تم کو امان ہے لڑنا موقوف کرو اور اپنی جان نہ دو اے مسلمؑ ابن زیاد یزید وغیرہ سب تمہارے قرابت دار ہیں تم کو نہ مارینگے نہ قتل کرینگے جناب مسلمؑ نے دیکھا کہ وہ جناب زخموں سے چور ہو گئے ہیں تو دیوار سے تکیہ لگا کر ٹھیر گئے۔ محمد بن اشعث نے پھر دوبارہ کہا تم کو امان ہے اور مسلمؑ کے پاس وہ شقی آیا اور ساری فوج نے پکارا اے مسلمؑ تم کو امان ہے مگر عمرو بن عبید اللہ سلمی نے امان دینے سے انکار کیا اور کہا میں امان دینے کا مجاز نہیں ہوں اور اُس مقام سے وہ شقی ہٹ گیا اور سب سے جناب مسلمؑ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ امان نہ دیتے تو میں ہرگز لڑنے سے باز نہ رہتا پھر ایک خچر لایا گیا اور اُس پہ جناب مسلمؑ کو سوار کیا اور ساری فوج والے گرد و پیش گھیرے ہوئے آپکو ابن زیاد کے پاس لے چلے اور

آنکھوں میں آنسو بھر آئے محمد بن اشعث نے کہا کہ آپ کچھ خوف نہ کریں آپ کو کچھ ضرر نہ ہوگا جناب مسلمؑ نے فرمایا جب تلوار تم نے لے لی تو اب امان کی کیا امید باقی رہی اور یہ کہکر جناب مسلمؑ رونے لگے عمرو سلمی نے کہا تم سا شخص جو حکومت اور سلطنت کا طالب ہو اس کو مصیبت پڑنے سے گھبرانا نہ چاہیئے جناب مسلمؑ نے فرمایا قسم بخدا میں اپنے واسطے نہیں روتا ہوں بلکہ جو لوگ میرے عزیز میرے بعد یہاں آرہے ہیں انکے لئے روتا ہوں جو مکہ سے روانہ ہوئے ہونگے اور ادھر آرہے ہیں بعد اسکے جناب مسلمؑ نے محمد بن اشعث سے فرمایا کہ میرا ایسا خیال ہے کہ تو نے مجھے جو امان دی ہے یہ باقی نہ رہیگی اور تو امان توڑنے پر مجبور ہوگا لہٰذا تو اور ایک نیکی میرے ساتھ کر وہ یہ کہ تو کسیکو امام حسینؑ کی خدمت میں میری طرف سے بھیجدے کہ وہ میرا سب حال اُن حضرت سے بیان کر دے کہ مسلمؑ کو ابن زیاد نے قید کر لیا اور صبح شام میں وہ قتل کئے جاوینگے لہٰذا آپ پلٹ جائیں اور کوفہ کیطرف تشریف نہ لائیں۔ اور مکاران کوفہ کے قول پر اعتماد نہ فرمائے یہ وہی لوگ ہیں جس کے بابت آپ کے والد ماجد حضرت علیؑ بن ابی طالب علیہ السّلام فرماتے تھے کہ خدا مجھے ان کے سابقہ سے نجات دے۔

محمد بن اشعث نے کہا قسم بخدا میں یہ فرمایش آپکی پوری کرونگا اور ابن زیاد سے بھی کہونگا کہ میں مسلمؑ کو امان دیکر لایا ہوں۔

جعفر بن حذیفہ طائی نے بیان کیا کہ محمد بن اشعث نے ایاس نامی ایک شخص کو حسب وعدہ خود خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے روانہ کیا اور ایاس کو سامان سفر زاد راحلہ سب دیا اور اسکے عیال کو بھی خرچ دیا۔

ایاس مذکور روانہ ہوا اور منزل زبالہ تک ۲۰ ذی الحجہ کو پہنچا بس آگے نہ جاسکا کیونکہ

حصین بن تمیم دو ہزار سوار لئے ہوئے حسب الحکم ابن زیاد وہاں پڑا ہوا تھا اور تمام راہیں آنے جانے والوں کی اُس نے بند کردی تھیں بایں وجہ ایاس مذکور حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت مبارک تک نہ پہونچ سکا۔ اب جناب مسلمؑ کا حال سنئے ابو مخنف نے لکھا ہے کہ محمد بن اشعث جناب مسلمؑ کو لئے ہوئے قلعہ کے دروازہ پر پہونچا۔ ابن زیاد کو اطلاع دی محمد بن اشعث نے حضوری کی اجازت چاہی محمد بن اشعث تنہا حاضر ہوا اور سارے معرکہ کا حال اور خاص طور سے جناب مسلمؑ اور بکیر کی لڑائی بیان کی اور بیان کیا کہ میں مسلمؑ کو امان دے کر لایا ہوں ابن زیاد نے کہا میں تجھے اماں دینے نہیں بھیجا تھا مسلمؑ کے پکڑ لانے کو بھیجا تھا یہ سنکر محمد بن اشعث خاموش ہو گیا۔

جناب مسلم قلعہ کے دروازے پر ٹھیرے رہے پیاس کا اُس جناب پر غلبہ ہوا آپ نے عمارہ بن عقبہ و عمر بن حریث و مسلم بن عمرو الباہلی و کثیر بن شہاب سے جو قلعہ کے دروازہ پر انتظار میں جناب مسلمؑ کے ٹھیرے ہوئے تھے پانی طلب کیا مسلمؑ باہلی نے جواب دیا کہ ایک قطرہ بھی پانی نہ ملیگا اب تم جہنم کا پانی پیوگے جناب مسلمؑ نے فرمایا تو کون تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا میں وہ ہوں جس نے حق کو پہچانا جب تم نے حق سے انکار کیا اور میں نے اپنے امام کی خیر چاہی جب تم نے اُن سے خلاف کیا میرا نام مسلم بن عمرو باہلی ہے جناب مسلمؑ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے کس قدر تو سخت گو بدزبان قسی القلب ہے اے شخص تو ہی قابل جہنم ہے اور ہمیشہ وہاں رہیگا یہ کہکر جناب مسلمؑ نے دیوار سے ٹیک لگا لیا۔ عمرو بن حریث نے اپنے غلام سلیمان کو اور عمارہ نے اپنے غلام قیس کو بھیجا یہ دونوں غلام کوزوں میں پانی لیکر آئے اور کاسہ جناب مسلمؑ کے منہ میں لگا کر کوزے سے پانی کاسہ میں ڈالنا شروع کیا دو مرتبہ پانی کاسہ میں ڈالکر جناب مسلمؑ کو دیا ہر دفعہ تمام خون پانی میں

طلکر پانی سرخ ہو گیا تیسری بار جب کاسہ جناب مسلمؑ نے مُنہ سے لگایا دو دانت اُن کے سامنے کے کاسہ میں گر پڑے اُسوقت جناب مسلمؑ نے کہا الحمد للہ اگر یہ پانی میرے رزق میں ہوتا تو میں پی سکتا معلوم ہوا اب میرا رزق نہیں ہے۔ اسکے بعد جناب مسلمؑ کو داخل دربار کیا آپ نے ابن زیاد کو سلام نہیں کیا سپاہی جو مسلمؑ کو لئے ہوئے تھے سبھوں نے کہا کہ امیر پر سلام کرو۔ ابن زیاد نے کہا رہنے دو یہ تو لامحالہ قتل کئے جاوینگے چاہے سلام کریں چاہے نہ کریں جناب مسلمؑ نے ابن زیاد سے کہا کہ کیا دراصل یہی تجویز ہے اُس نے کہا بلاشبہ جناب مسلمؑ نے کہا اچھا مجھے کچھ وصیت کر لینے دے یہ کہکر جناب مسلمؑ نے درباریوں کیطرف دیکھا آپکی نظر عمر بن سعد پر پڑی فرمایا اے ابن سعد ہم میں تجھ میں قرابت ہے مجھے تجھسے ایک حاجت ہے ایک راز میرا سُن لے ابن سعد نے انکار کیا ابن زیاد نے کہا کچھ مضائقہ نہیں تو اپنے عزیز کی بات سن لے دیکھ وہ کیا کہتے ہیں یہ سُنکر ابن سعد اُٹھا اور جناب مسلمؑ کے پاس جاکر بیٹھا ایسے مقام پہ جہاں ابن زیاد کا سامنا تھا جناب مسلمؑ نے فرمایا اے ابن سعد جب سے میں کوفہ میں آیا سات سو درہم میں نے قرض لیا ہے سامان بیچ کر اُسے ادا کر دینا اور میری لاش کو ابن زیاد سے لیکر دفن کر دینا اور امام حسینؑ کو میرے قتل کی خبر کر دینا اور منع کرنا کہ وہ جناب ادہر نہ آویں یہ سُنکر ابن سعد وہاں سے اُٹھا اور ابن زیاد سے اُس نے بیان کیا کہ مسلمؑ نے مجھسے یہ کہا ہے۔ ابن زیاد نے کہا تو نے امانت میں خیانت کی تجھے مسلمؑ کا کہنا ظاہر کرنا نچاہیئے تھا۔ خیر مسلمؑ کے سامان کی بابت تجھے اختیار ہے تو اسکو لیکر جو چاہے کرے۔ مسلمؑ کی لاش کا ہم کو اختیار ہے جو مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا۔ اب رہا امام حسینؑ کی بابت جو مسلمؑ نے کہا اگر امام حسینؑ نے ہمارے خلاف ارادہ نہ کیا تو ہم بھی کچھ نہ کرینگے اور اگر وہ ہمارے خلاف کریں گے تو ہم بھی اُن سے باز

نہ رہیں گے یہ کہکر پھر ابن زیاد جناب مسلمؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے عقیل کے بیٹے تم یہاں اس غرض سے آئے تھے کہ ملک میں فساد کرو اور سب لوگ جو باتفاق ایک راہ چل رہے ہیں انکو پراگندہ کرو اور تمہارا یہ ارادہ تھا کہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑے جناب مسلمؑ نے فرمایا میں اس غرض سے ہرگز یہاں نہیں آیا بلکہ یہاں کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تیرے باپ نے یہاں کے اچھے لوگوں کو قتل کیا اور ناحق انکے خون بہائے اور جیسے سلاطین جبار ظلم وستم رعایا پر کرتے ہیں وہ تیرے باپ نے ان پر کئے لہذا ہم اس غرض سے یہاں آئے کہ ہم عدل و انصاف سے ان پر حکومت کریں اور قرآن کے احکام پر انکو چلاویں۔ ابن زیاد نے کہا تم کہاں اور ایسی حکومت کہاں جب تم مدینہ میں شراب خواری کرتے تھے اور یہاں نہیں آئے تھے تو اُس وقت کیا ہم ان لوگوں پر ایسی حکومت جو تم کہتے ہو نہیں کرتے تھے جناب مسلمؑ نے فرمایا کیا میں کبھی شراب نہیں پیتا تھا قسم خدا کی خدا جانتا ہے کہ تو جھوٹا اور کاذب ہے اور بغیر جانے تو یہ کہہ رہا ہے اور میں ہرگز ایسا نہیں ہوں بلکہ وہ شراب خوار ہے جو مسلمانوں کے خون بہائے اور نفوس محترمہ کو قتل کرے اور بلا قصاص اور بلا معاوضہ غصہ اور غضب اور محض بدگمانی سے آدمیوں کو مار ڈالے اور لہو لعب میں مصروف رہے ابن زیاد نے کہا اے مسلمؑ تم اُس بات کے خواہش کرتے ہو جس کے تم لایق اور قابل نہیں ہو (یعنی خلافت کے) جناب مسلمؑ نے کہا کہ پھر اُس کے لایق کون ہے ابن زیاد نے کہا امیر المومنین یزید مستحق ولایق خلافت ہے جناب مسلمؑ نے فرمایا خداوند عالم ہی ہمارے تمہارے درمیان میں اسکا فیصلہ کرنے والا ہے کہ کون مستحق خلافت ہے۔ ابن زیاد نے کہا تم کو یہ گمان ہے کہ خلافت تم لوگوں کا حق ہے۔ جناب مسلمؑ نے فرمایا ارے گمان کیسا ہم کو اسکا یقین ہے کہ خلافت ہم لوگوں کی ہے ابن زیاد نے کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں تم کو

قتل نہ کروں اور اس طرح سے قتل کروں گا کہ آج تک اسلام میں کوئی اُس طرح قتل نہ کیا گیا ہوگا جناب مسلمؑ نے فرمایا جو تیرا دل چاہے اسلام میں نئی بات پیدا کر اور مجھے جس بُرے طریقے سے چاہے قتل کر اور میرا مثلہ کر یعنے ہات پاؤں کاٹ اور جو کچھ ہو سکے وہ کر یہ سنکر ابن زیاد اور برہم ہوا اور جناب مسلمؑ اور حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب اور امام حسینؑ اور عقیلؑ کو سخت سُست کہنے لگا جناب مسلمؑ چپ ہو گئے پھر ابن زیاد نے کہا کہ مسلمؑ کو کوٹھے پر لیجاؤ اور بکر بن حمران احمری کو بلاؤ جس نے پہلے مسلمؑ پر تلوار ماری تھی چنانچہ مسلمؑ کو کوٹھے پر لے چلے اور بکیر بھی حاضر ہوا ابن زیاد نے اُس سے کہا اے بکیر مسلمؑ کی گردن مار اور انکا سر اور بدن دونوں کو کوٹھے سے نیچے پھینک دے جناب مسلمؑ نے یہ سنکر محمد بن اشعث کو پکارا کہ اے محمد اٹھ اور تلوار پکڑ تو نے مجھے امان دی تھی تیری امان ذلیل ہوئی اگر تو امان نہ دیتا تو میں ہرگز ان کے قابو میں نہ آتا محمد بن اشعث نے یہ سُنکر منہ پھیر لیا۔ اور جناب مسلمؑ تکبیر و تسبیح و تحمید کرتے ہوئے درود پڑھتے ہوئے کوٹھے کو چلے اور یہ دعا کرتے تھے بار الٰہا درمیاں ہمارے اور اُس قوم کے حکم فرما جس نے ہمکو ذلیل اور جھوٹا کیا اور ہم پر ظلم کیا تا اینکہ وہ جناب کوٹھے پر پہنچے اور بکیر و ہاں اُس جناب کو قتل کر کے اور سر مبارک اور جسم شریف کو نیچے پھینک کر کوٹھے سے اترا ابن زیاد نے پوچھا اے بکیر قتل کے وقت مسلمؑ کیا کہتے تھے اُس نے کہا تسبیح پڑھتے تھے اور استغفار کرتے تھے جب میں قتل کرنے کو اُنکے قریب گیا اور میں نے کہا کہ شکر خدا جس نے مجھے تم پر قابو دیا اور یہ کہکر میں نے تلوار لگائی مگر کچھ اُسکا اثر نہ ہوا تب مسلمؑ نے مجھ سے کہا اے شخص دیکھا تو نے کہ تلوار نے مجھ پر کچھ اثر نہیں کیا یہ دیکھ کر بھی تجھے کچھ خوف خدا نہیں ہے کہ میرے خون میں شریک ہوا ابن زیاد نے کہا مرتے وقت

بھی مسلم نے یہ فخر کیا کہ تلوار نے اُن پر اثر نہیں کیا پھر ابن زیاد نے کہا بیان کر پھر کیا ہوا بکیر نے کہا پھر دوسری ضرب میں نے اُن پر لگائی اور اُس سے انکا کام تمام ہوا۔ جناب مسلم کے قتل کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی کو اور جتنے اور قیدی مسلم کے ساتھی ہیں سب کو قتل کیا جائے اور مسلم اور ہانی کی لاشوں کے پیروں میں رسی باندھکر بازاروں میں انکو کھینچو آٹھویں ذی الحجہ کو جناب مسلم شہید ہوئے اور اسی تاریخ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے بقصد کوفہ روانہ ہوئے۔

عبداللہ بن سلیم اسدی بن مشمعل سے جو قبیلۂ بنی اسد سے تھے ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ وہ دونوں بنی اسد کہتے ہیں کہ جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو ہم کو بھی فکر اور خیال تھا کہ کسیطرح سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں جو آٹھ ذیحجہ کو بدون ادائے حج روانہ ہو گئے ہیں حاضر ہو جاویں اور دیکھیں کہ اُن حضرت کا کیا حال ہوتا ہے بنا بریں ہم نہایت سرعت سے اپنے اونٹ چلاتے ہوئے منزل زرود میں حضرت کے لشکر میں پہونچ گئے۔ جب ہم قریب لشکر پہونچے تو ہم نے دیکھا ایک شخص کوفہ سے آرہا ہے اور حضرت کے لشکر کو دیکھکر اُس نے ہمارے طرف کا راستہ چھوڑ دیا اور دوسرے راستہ پر چلا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ حضرت اُسکے انتظار میں تھے کہ اُس سے کوفہ کے حالات دریافت فرمائیں یہ حالت دیکھکر ہم دونوں نے آپس میں کہا کہ چلو اس شخص سے کوفہ کے حالات دریافت کریں یہ کہکر ہم اُدھر کو جس طرف وہ جارہا تھا گئے اور اُس سے ملے اور اپنا نام ونسب ہم نے اُس سے بیان کیا اور اُس نے بھی اپنا نام و نسب بتایا تو معلوم ہوا کہ وہ ہماری ہی قبیلہ سے ہے نام اسکا بکیر بن مشعبہ اسدی ہے پھر ہم نے اُس سے کوفہ کے حالات دریافت کئے تو اس نے کہا کہ مسلم اور ہانی دونوں قتل کئے گئے

اور دونوں کی لاشوں کے پیروں میں رسی بندھی ہوئی بازاروں میں پھراتے ہوئے دیکھا ہے یہ سُنکر اُسے چھوڑ کر ہم پلیٹ آئے اور پھر امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں مل گئے اور لشکر کے ساتھ ساتھ چلا گئے تا اینکہ اُسی دن شام کو منزل ثعلبیہ میں حضرت پہونچے اور وہاں مقیم ہوئے جب حضرت اُتر کے مطمئن ہوئے تو ہم خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آداب بجالائے اور عرض کی اے مولیٰ ہم نے ایک خبر سنی ہے حکم ہو تو اُسکو سب کے سامنے عرض کریں یا تخلیہ میں حضرت ہم سے اُسے سماعت فرمائیں جب ہم نے یہ عرض کی تو آپ نے اپنے اصحاب کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ ان لوگوں سے حسینؑ کا کوئی راز مخفی نہیں ہے بے تامل تم نے جو سنا ہے اُسے بیان کرو ہم نے عرض کیا اے مولیٰ صبح کو جو سوار کوفہ کیطرف سے آرہا تھا حضرت کو وہ یاد ہے حضرت نے فرمایا ہاں بلکہ میں تو اُس سے کوفہ کے حالات دریافت کرنا چاہتا تھا ہم نے عرض کیا ہم آپ کا ارادہ سمجھ گئے تھے اور ہم نے اُس سے سب حال دریافت کرلیا اور وہ شخص ہمارا ہم قوم وہم جد ہے اور سچا اور صاحب رائے وفضل وعقل ہے اور اُس نے ہم سے یہ بیان کیا کہ جناب مسلمؑ اور ہانی مارے گئے اور اُن کی لاشیں بازاروں میں پھرائی جارہی ہیں یہ سُنکر حضرت نے یہ آیۃ انا للہ وانا الیہ راجعون کی مکرر تلاوت فرمائی اور فرمایا خداوند عالم مسلمؑ اور ہانی پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر خدمت اقدس میں ہم نے عرض کیا اے مولیٰ ہم آپ کو قسم دیتے ہیں کہ آپ یہیں سے پلٹ چلیں کوفہ میں آپ کا کوئی ناصر ومعین نہیں ہے بلکہ ہم کو تو یہ خوف ہے کہ وہ لوگ کہیں آپ سے جنگ کریں یہ سُنکر حضرت نے اولاد عقیل سے فرمایا کیا کہتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے سب نے عرض کی اے مولیٰ ہم تو اپنے باپ کے خون کا بدلہ عوض لئے

ہوئے نہ پھرینگے اب حضرت ہمارے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایسے لوگوں کے مرنے کے بعد زندگی اچھی نہیں معلوم ہوتی حضرت کے اس فرمانے سے ہم کو یقین ہو گیا کہ اب حضرت نہ پھرینگے ہم نے عرض کی خدا آپ کو یہ سفر مبارک کرے حضرت نے بھی ہم کو دعا دی پھر حضرت کے اصحاب نے عرض کی اے مولیٰ کہاں مسلم اور کہاں آپ کوفہ میں جب آپ پہونچیں گے سب لوگ آپ کی اطاعت قبول کریں گے۔

ارباب سیر کہتے ہیں جب امام حسین علیہ السّلام منزل زبالہ میں پہونچے تو آپ نے ایک تحریر نکالی اور سب اصحاب کے روبرو اُسکو پڑھا اور فرمایا دیکھو یہ خبر موحش ہم کو ملی ہے کہ مسلم اور ہانی اور عبداللہ بن یقطر مارے گئے اور اہل کوفہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا لہذا اب جس کا دل چاہے ہم سے جدا ہو جائے ہم کو چھوڑ دے کچھ اُس پر حرج نہیں ہے۔ یہ حضرت سے سنا تھا کہ وہ لوگ جو بہ طمع مال و جاہ حضرت کے ساتھ ہوئے تھے اِدھر اُدھر چلے گئے۔ اور وہی خاص خاص لوگ جو حضرت کے جانثار اور اعزہ تھے رہ گئے

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ منزل ثعلبیہ میں جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے خبر شہادت مسلم سنی اُسکے بعد وہ جناب خیمہ میں اہل بیت کے تشریف لائے اور دختر جناب مسلم کو بلا کر اُس صاحبزادی کے سر پہ دست مبارک براہ شفقت و عنایت پھیرتے رہے اس عنایت سے صاحبزادی نے عرض کی اے چچا کیا میرے باپ اب زندہ نہیں ہیں جو آپ ایسی شفقت فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا اے بیٹی اب میں تیرا باپ ہوں اور یہ کہکر حضرت کے اشک آنکھوں سے جاری ہوئے صاحبزادی نے رونا شروع کیا اور تمام مخدرات عصمت و طہارت میں جناب مسلم کا ماتم برپا ہوا۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے مسلم و ہانی کے قتل کے بعد دونوں شہیدوں کے

سر یزید کے پاس شام کو ہمراہی ہانی بن ابی حیہ وادعی و زبیر ارو ح تمیمی روانہ کر دئے اور
دونوں کی لاشوں کو لوگوں نے ابن زیاد سے مانگ کر دار الحکومت کے قریب اُسی
مقام پر دفن کر دیا جہاں اب تک علیحدہ علیحدہ قبریں موجود ہیں اور لوگ اُن کی زیارت
کرتے ہیں۔ خدا کے لاکھوں شکر کہ یہ مترجم بھی ماہ شوال ۱۳۴۲ھ ہجری میں ان قبور
مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

عبد اللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم

انکی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک رقیہ تھا اور وہ بیٹی تھیں حضرت امیر المومنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی۔ اور جناب رقیہ کی مادر گرامی کا نام صہبا تھا اور صہبا
بیٹی تھیں عباد بن ربیعہ بن یحییٰ بن العبد بن علقمہ التغلبیہ کی صہبا، مذکورہ یمامہ کے قیدیوں
میں آئی تھیں یا عین التمر کے قیدیوں میں آئی تھیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے
اُنکو خرید فرمایا اور اُن سے دو اولادیں ہوئیں ایک بیٹا جن کا نام عمر اطرف تھا اور
ایک بیٹی یہی رقیہ والدہ عبد اللہ بن مسلمؑ۔

سروی نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسلمؑ جب میدان میں لڑنے آئے تو یہ رجز پڑھتے تھے

اليوم القى مسلما وهو ابى ؎ عصبة بادوا على النبى

آج میں اپنے والد ماجد جناب مسلم اور اُن لوگوں سے ملوں گا جو دین نبی پر دنیا سے
گئے ہیں ان صاحبزادے نے تین حملے لشکر شام پر کئے اور اٹھانوے آدمی مارے
عمر بن صبیح صدائی کے تیر سے صاحبزادے شہید ہوئے۔

مسلم بن حمید نے روایت کی ہے کہ وہ صاحبزادے عمرو بن صبیح پر حملہ کرنے چلے تھے

کہ اُس نے تیر کو کماں میں جوڑا اور صاحبزادے کی پیشانی کو تاکا صاحبزادے نے اپنا
ہاتھ پیشانی پر بغرض حفاظت رکھ لیا اور وہ تیر پیشانی پر آیا اور ہاتھ سے نکلتا ہوا پیشانی
میں ایسا پیوست ہو گیا کہ پھر پیشانی سے ہاتھ جدا نہ ہوا۔ عمرو بن صبیح نے دوسرا تیر مارا
جو صاحبزادے کے دل پر لگا اور اس دوسرے تیر سے صاحبزادے زمین پر گر پڑے
ابو مخنف اور مدائنی اور ابو الفرج اصفہانی تو کہتے ہیں کہ یہ صاحبزادے بعد جناب
علی اکبرؑ شہید ہوئے مگر اور اہل مقاتل نے یہی لکھا ہے کہ وہ علی اکبرؑ سے پہلے شہید ہوئے

محمد بن مسلم بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپکی والدہ ماجدہ ام ولد ہیں۔
ابو جعفر طبری نے لکھا ہے کہ۔ عبد اللہ بن مسلمؑ کے قتل کے بعد جس قدر اولاد حضرت
ابو طالب باقی تھے سب نے ایک ساتھ لشکر ابن سعد پر حملہ کر دیا حضرت امام حسین
علیہ السلام نے پکارا اے میرے بھائیو موت پر صبر کرو اور جلدی نہ کرو۔ یہ سنکر
سب تو پلٹ آئے مگر محمد بن مسلم اسی حملہ میں شہید ہوئے ابو مرہم ازدی اور لقیط
بن ایاس جہنی ان صاحبزادے کے قاتل ہیں۔

محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالب علیہم السلام

انکی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ اہل سیر حمید بن مسلم سے ناقل ہیں کہ جب امام حسینؑ
علیہ السلام گھوڑے سے گر گئے اُس وقت ایک لڑکا گھبرایا ہوا داہنے بائیں دیکھتا
ہوا خیمہ سے نکلا اور میدان کو آیا ایک سوار اُسکی طرف دوڑا اور اُس نے صاحبزادے

کو شہید کیا حمید کہتا ہے میں نے صاحبزادے کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ محمد نام ہے اور ابو سعید کا بیٹا ہے اور مارنے والے کا نام لقیط بن ایاس جہنی ہے جو محمد بن مسلم کے قتل میں شریک تھا ہشام کلبی کا بیان ہے کہ مجھ سے ہانی بن ثبیت حضرمی نے کہا کہ میں بھی معرکۂ کربلا میں شریک تھا قسم بخدا ہم دس سوار ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے جس وقت امام حسینؑ شہید کئے جارہے تھے کہ ہم نے دیکھا یکایک ایک لڑکا خیمہ سے ہاتھ میں چوب خیمہ لئے ہوئے نکلا کرتہ اور پاجامہ پہنے ہوئے تھا اور گھبرایا ہوا دہنے بائیں دیکھتا چلا آرہا تھا کانوں میں بندے ہلتے تھے ایک سوار گھوڑا دوڑا کر اس بچے کے پاس گیا اور گھوڑے پر سے جھک کے اس نے بچہ پر تلوار لگائی اور بچے کو قتل کیا۔ ہشام کلبی کہتا ہے کہ خود ہی ہانی بن ثبیت اس بچے کا قاتل ہے شرم سے یا خوف سے اپنا نام اس نے نہیں لیا اور بجائے اپنے نام کے لفظ سوار سے کنایہ کیا۔

عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب علیہم السّلام

انکی والدہ بھی ام ولد ہیں۔ ابن شہر اشوب نے تحریر فرمایا ہے جب بعد انصار اولاد حضرت ابوطالب نے ایکدم حملہ کیا تھا اسی حملہ میں یہ صاحبزادے بھی شریک تھے اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

ابی عقیلٌ فاعرفوا مکانی   من ھاشم وھاشم اخوانی

اور سترہ سوار انھوں نے لشکر شام کے مارے تھے کہ لشکر نے گھیر لیا اور عثمان بن خالد بن اشیم جہنی اور بشر بن حوط ہمدانی قایضی نے انکو شہید کیا۔

جعفر بن عقیل بن ابی طالبؑ

انکی والدہ ماجدہ کا نام خوصا ہے اور نانا کا نام عمرو مشہور بہ ثغر بن عامر بن ھصان بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب عامری ہے۔

خوصا کی ماں یعنی جعفر کی نانی کا نام ریطہ بنت عبد بن ابی بکر مذکور ہے۔

اور جعفر کی پرنانی کا نام ام البنین بنت معاویہ بن خالد بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ہے اور جعفر کی پرنانی کی والدہ حمیدہ بنت عتبہ بن سمرہ بن عتبہ بن عامر بن جنی۔ مروی ناقل ہے کہ جعفر میدان میں آئے اور تلوار سے لڑتے تھے اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

انا الغلام الابطحی الطالبی　　من معشر فی ھاشم من غالب

ونحن حقا سادة الذوائب

پندرہ سوار انھوں نے مارے اور بشر بن خوط انکا قاتل ہے جو انکے بھائی عبدالرحمن کے قتل میں شریک تھا۔

عبداللہ بن یقطر حمیری

انکی والدہ حضرت امام حسینؑ کی کھلائی تھیں جیسے امام حسینؑ کی کھلائی ام قیس بن ذریح تھیں عبداللہ بن یقطر کی ماں نے امام حسینؑ کو گود میں کھلایا تھا دودھ تو نہیں پلایا تھا مگر اس سبب سے کہ انکی ماں نے آپکی طفلی میں آپکو کھلایا تھا عبداللہ آپکے دودھ شریک بھائی مشہور ہو گئے۔ اور ام الفضل بن العباس لبابہ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی کھلائی تھیں انھوں نے بھی دودھ نہیں پلایا تھا جیسا کہ روایات صحیحہ سے ظاہر ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے سوائے اپنی والدہ ماجدہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے کسی کا دودھ

نہیں پیا یا جناب رسالتمآب کی زبان مبارک چوسی یا حضرت کا انگوٹھا چوسا۔ ابن حجر عسقلانی جو علمائے اہل سنّت سے ہیں اپنی کتاب اصابہ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن یقطر کا شمار اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ کیونکہ وہ امام حسینؑ کے ہم عمر تھے۔

ارباب سیر و تاریخ نے لکھا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السّلام نے مکہ سے چلنے کے بعد عبداللہ کو جناب مسلمؑ کے پاس روانہ فرمایا اور جناب مسلمؑ نے کوفہ پہونچکر جو خط حضرت امام حسین علیہ السّلام کو لکھا تھا جس میں اہل کوفہ کی بیعت اور اطاعت کا حال اور حضرت کو کوفہ آنے کے لئے لکھا تھا اُس خط کا جواب حضرت امام حسینؑ نے بنام جناب مسلمؑ لکھکر اُنھیں عبداللہ بن یقطر کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا۔ عبداللہ جب قادسیہ پہونچے وہاں حصین بن نمیر جو ابن زیاد کی طرف سے لشکر لئے ہوئے ٹھیرا تھا اور آنے جانے والوں کو پکڑتا تھا اُس نے عبداللہ کو قید کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ میں بھیجدیا ابن زیاد نے عبداللہ سے دریافت حال کیا اُنھوں نے کچھ نہیں بتایا اُس وقت ابن زیاد نے کہا کہ قلعہ کے کوٹھے پر جاکر حضرت امام حسینؑ کو بُرا بھلا پکار کر کہو کوٹھے سے اترنے کے بعد تجویز کرونگا کہ تجھ سے کیا سلوک کیا جائے عبداللہ کوٹھے پر گئے اور کہا اے اہل کوفہ میں حضرت امام حسینؑ کا قاصد ہوں اُس جناب نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم حسب وعدہ مقابلہ میں ابن مرجانہ اور یزید کے اُن حضرت کی مدد کرو بس یہ سننا تھا کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قلعہ سے گرا دو لوگوں نے اُنکو قلعہ سے گرا دیا تمام ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں قدرے جان باقی تھی کہ عبدالملک بن عمیر اللخمی قاضی اور عالم کوفہ نے چھُری سے عبداللہ کو ذبح کر دیا جب لوگوں نے اُس کو ملامت

کی تو قاضی نے کہا میں نے اس وجہ سے ذبح کیا کہ تکلیف سے عبد اللہ کو نجات ہو جائے

حضرت امام حسین علیہ السّلام کو جب منزل زبالہ میں خبر شہادت جناب مسلمؑ و ہانی و عبد اللہ بن یقطر پہونچی تھی تو آپ نے جملہ اصحاب کو جمع کر کے وہ خبر سنائی اور فرمایا کہ اہل کوفہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا جس کو ہمارے ساتھ مرنا ہو وہ رہے اور جو بغرض حصول راحت و ثروت ساتھ ہوا وہ چلا جاوے میں نے اپنی بیعت تم سب سے اُٹھالی ہے۔

ابن قتیبہ اور ابن مسکویہ نے اپنی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ جس کو امام حسینؑ نے بعد جناب مسلم کوفہ بھیجا تھا اُنکا نام قیس بن مسہر صیداوی ہے اور عبد اللہ بن یقطر تو جناب مسلم کی ہمراہ ہی گئے تھے۔ اور جناب مسلمؑ نے اہل کوفہ کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو عبد اللہ بن یقطر کو فوراً خدمت میں حضرت امام حسینؑ روانہ کیا کہ ان حضرت کو یہ حال معلوم ہو جائے اور وہ جناب ادھر نہ آویں راہ میں قادسیہ کے منزل میں حصین بن نمیر نے عبد اللہ کو قید کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اور وہاں وہی واقعہ گذرا جو اُوپر بیان ہوا۔

سلیمان بن رزین مولی الحسین علیہ السّلام

سلیمان حضرت امام حسین علیہ السّلام کے خاص غلام تھے اُنکو حضرت نے خطوط دیکر مکہ سے بصرہ کے قبائل اخماس یعنی قبیلۂ عالیہ و قبیلۂ بکر بن وائل و قبیلۂ تمیم و قبیلۂ عبد قیس و قبیلۂ ازد کے پاس بھیجا تھا۔ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے جن روساء اخماس بصرہ کے نام خطوط لکھے تھے وہ چھ رئیس تھے اُنکے نام یہ ہیں

مالک بن مسمع بکری و احنف بن قیس تمیمی - و منذر بن جارود عبدی و مسعود بن عمرو ازدی و قیس بن ہیثم و عمرو بن عبد اللہ بن معمر اور سب خطوں کا ایک ہی مضمون تھا بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ خدا نے محمدؐ کو ساری مخلوق سے پسند فرما کر انکو اپنی نبوت سے سرفراز کیا اور اپنی رسالت کے لئے انکو منتخب کیا اور جب وقت آیا تو خدا نے انکو دنیا سے اٹھا لیا وہ جناب جبتک دنیا میں رہے بندگان خدا کو ہدایت و نصیحت فرماتے رہے اور جو کچھ خدا کا حکم تھا اسکو اس جناب نے اس کے بندوں کو پہونچا دیا اور ہم ان حضرت کے اہل بیت میں اور اولیا اور اوصیا اور انکے وارث ہیں اور ہم سے زیادہ کوئی اس جناب کے جانشینی کا حق دار اور سزاوار نہیں ہے مگر لوگوں نے یہ مقام ہمارا بالقہر و غلبہ لے لیا ہم اس خیال سے کہ اسلام میں تفرقہ نہ پڑے جنگ و جدل نہو عافیت باقی رہے خاموش رہے حالانکہ ہم خوب جانتے تھے کہ اصل مستحق اس منصب کے ہمیں ہیں کوئی دوسرا اس قابل نہیں ہے - اب اس وقت میں اپنا یہ قاصد مع خط کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں اور تم کو کتاب خدا اور سنت حضرت رسالتمآبؐ کی طرف دعوت دیتا ہوں کیونکہ اب سنت بالکل مردہ کر دی گئی اور بدعت کو لوگوں نے زندہ اور جاری کیا ہے - اگر تم میرا کہنا مانوں گے میری اطاعت کروگے تو میں تمکو دین کی راہ راست بتادونگا - جب یہ خطوط اہل بصرہ کے پاس پہونچے تو بعضوں نے انکو چھپا ڈالا اور کسی نے جواب میں عذر کیا بعضوں نے اطاعت کا وعدہ کیا مگر منذر بن جارود جو عبد اللہ بن زیاد کا سالہ تھا اسکی بہن حریہ بنت جارود ابن زیاد کی نکاح میں تھی اسکو یہ گمان ہوا کہ یہ قاصد اور یہ خط مصنوعی اور جعلی ابن زیاد نے ہم لوگوں کے خیالات کے دریافت کرنے کو لکھا ہے معلوم ہو کہ یزید

کی حکومت سے ہم راضی ہیں یا ناراض ہیں۔ یہ خیال کر کے منذر بن جارود نے سلیمان کو جو خط لائے تھے۔ مع خط کے ابن زیاد کے پاس پیش کر دیا اور یہ واقعہ اوس دن کا ہے جسکی صبح ابن زیاد بموجب حکم یزید کوفہ کو جانے والا تھا۔ ابن زیاد نے جسوقت حضرت کا خط پڑھا اوسیوقت سلیمان کے قتل کا حکم دیا وہ شہید کئے گئے گردن ماری گئی اور جب صبح ہوئی تو ابن زیاد منبر پر گیا اور لوگوں کو خوب دھمکایا ڈرایا کہ دیکھو خبردار یزید کی مخالفت نہ کرنا اور اوسکے بعد خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

اسلم بن عمرو مولی الحسین علیہ السّلام

اسلم بھی حضرت امام حسین علیہ السّلام کے غلام تھے اور اُنکے باپ ترکی تھے اور اسلم حضرت کے غلام مکاتب تھے جب وہ میدان میں لڑنے کو آئے تو یہ رجز پڑھتے تھے

امیری حسین ونعم الامیر　　سرور فواد البشیر النذیر

لڑتے لڑتے جب زخموں سے چور ہو گئے اور زمین پر گرے تو حضرت امام حسین علیہ السّلام اُنکے پاس تشریف لائے اسوقت تک اسلم میں کچھ جان باقی تھی اسلم نے حضرت کی طرف اشارہ کیا حضرت نے اسلم کو گلے سے لگایا اور اپنا رخسار مبارک اسلم کے رخسار پر رکھدیا اُس وقت اسلم مسکرائے اور کہا اب میری برابر کون ہوسکتا ہے کہ نواسۂ رسول میرے رخسار پر رخسار رکھے ہوئے ہیں یہ کہکر روح اسلم کی پرواز کر گئی

قارب بن عبداللہ الدئلی مولی الحسین علیہ السّلام

انکی ماں امام حسین علیہ السّلام کی کنیز تھیں عبداللہ دئلی نے ان سے نکاح کیا تھا ان سے

یہ قارب پیدا ہوئے۔
اور مدینہ سے حضرت کے ہمراہ مکہ آئے اور وہاں سے حضرت کے ساتھ کربلا آئے اور پہلا حملہ لشکر ابن زیاد کا جو ظہر سے ایک گھڑی پہلے حضرت کے لشکر پر ہوا تھا اُس میں یہ غلام شہید ہوئے۔

منیح بن سہم مولی الحسن علیہ السلام

منیح حضرت امام حسن علیہ السلام کے غلام تھے امام حسن علیہ السلام کی اولاد جو امام حسین علیہ السلام کے ہمرکاب مدینہ سے مکہ آئی تھی اُن کے ہمراہ یہ بھی تھے اور روز عاشورا بڑے بڑے پہلوانوں سے یہ لڑ کر شہید ہوئے صاحب حدائق وردیہ کہتے ہیں کہ حسان بن بکر حنظلی اِن کا قاتل ہے اور شروع جنگ میں یہ بھی شہید ہوئے

سعد بن حرث غلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام

سعد حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے غلام تھے بعد شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام حسنؑ کی خدمت میں رہے اور بعد شہادت امام حسن علیہ السلام خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے رہے اور حضرت کے ہمراہ یوم عاشورا پہلے حملہ میں شہید ہوئے۔

جناب ابن شہر اشوب علیہ الرحمہ اور دیگر مورخین نے انکا ذکر کیا ہے اور شہدا میں انکو گناہے۔

نصر بن ابی نیزر غلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام

نصر کے والد ابو نیزر سلاطین عجم کی اولاد سے تھے یا نجاشی کے اولاد میں تھے مبرد نے کامل میں لکھا ہے کہ میری تحقیق یہ ہے کہ نجاشی کی اولاد سے تھے ابو نیزر کو اپنی کم سنی میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی اور خدمت میں جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہو کر مسلمان ہوئے آنحضرت نے انکو پالا انکی پرورش فرمائی بعد وفات حضرت رسالتماب یہ صاحب جناب سیدہ علیہا السلام اور انکی اولاد کی خدمت میں رہے اور مبرد کے علاوہ اور مورخین اسکے قائل ہیں کہ ابو نیزر سلاطین عجم کی اولاد سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی نے انکو ہدیۃً پیش کیا تھا اور بعد وفات آنحضرت وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس رہے اور حضرت کے نخلستان میں کام کیا کرتے تھے اور یہ وہی ابو نیزر ہیں جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کنواں کھودنے اور اس کے وقف اور حبس کرنے کا حال بیان کرتے تھے۔

علامہ مبرد نے کامل میں اس کنواں کھودنے کی حدیث کو مفصل بیان کیا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے۔ ابو نیزر کہتے ہیں کہ میں چشمہ ابو نیزر و بغیبغہ کے نخلستان میں کام کر رہا تھا کہ ایک روز جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہاں تشریف لائے مجھسے فرمایا اے ابو نیزر تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے میں نے عرض کیا مولے ہے تو مگر آپ کے قابل نہیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ ہے وہی لادو حضرت نے اٹھکر چشمہ میں ہاتھ دھوئے اوسکے بعد جو میں لایا تھا اوسکو نوش فرمایا پھر دوبارہ ریگ سی ملکر اوس چشمہ میں ہاتھ دھو کر صاف

کئے اوسکے بعد پہاڑ والیکو آپ چشمہ میں اوترے اور کہودنا شروع کیا تاکہ پانی زیادہ نکلا کرے چشمہ وسیع ہوجائے دیر تک آپ نے کہودا زیادہ پانی نہ نکلا او حضرت چشمہ سے باہر نکل آئے پیشانی مبارک پر پسینہ آگیا تہا آپنے اوسکو ہاتہہ سے پونچہا اور پہر دوبارہ داخل چشمہ ہوئے اور کہودنا شروع کیا دفعتہً پانی ایسی موٹی دہار سے نکلا جیسے شتربہ گوسفند کی گردن ہوتی ہے پس حضرت جلدی سے باہر نکل آئے اور فرمایا میں نے اس چشمہ کو فقرا مدینہ پر وقف کیا خدا کو گواہ کرتا ہوں اوسکے بعد آپ نے ایک کاغذ میں یہ مضمون تحریر فرمایا کو بندہ خدا علی امیر المومنینؑ نے وقف اور حبس کیا ہے کسیکو ان کے فروخت اور ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر حسنینؑ کو ضرورت ہو تو وہ بیع اور ہبہ کر سکتے ہیں اور کوئی سوا ان کے نہیں کر سکتا ان دونوں چشموں یعنے چشمہ ابی نیزر و چشمہ بغیبغہ اور یہ نصر جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے۔ انھیں ابو نیزر کے بیٹے تھے حضرت کے ہمراہ رکاب مدینہ سے مکہ آئے اور مدینہ سے کربلا تک ساتھ رہے یوم عاشورا شہید ہوئے گھوڑے پر سوار تھے اُسکے پاؤں کاٹے گئے حملہ اولے میں انکی شہادت ہوئی لفظ نیزر میں پہلے نون ہے اسکے بعد زا معجمہ اسکے بعد را مُہملہ بروزن صیقل ہے۔

حرث بن نبہانی حضرت حمزہ سیّد الشہداء کے غلام۔

یہ بڑے شہسوار اور بہادر تھے۔ بعد شہادت حضرت حمزہ یہ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کی خدمت میں رہے بعد شہادت جناب امیر حضرت امام حسنؑ کے پاس رہے امام حسن علیہ السّلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں رہے اور مدینہ سے کربلا تک حضرت کے ہمراہ رکاب تھے یوم عاشورا پہلے حملہ میں یہ بھی

شہید ہونے بس یہ سب اُنیسؔ حضرات مع حضرت امام حسینؑ اور علی اصغرؑ کے نو اولاد جناب ابوطالب سے شہید ہوئے اور آٹھ نفر ایک عبداللہ بن یقطر اور سات غلام جملہ ۲۷ بزرگوار کربلا، اور کوفہ اور بصرہ سب جگہ ملا کر شہید ہوئے

جناب مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اور لوگوں نے مقاتل اور تاریخوں میں اغرہ اور غلاموں کی تعداد مع حضرت امام حسینؑ جو کربلا اور کوفہ اور بصرہ میں شہید ہوئے ستائیس سے زیادہ بھی لکھی ہے مگر میری تحقیق یہی ہے کہ انکی تعداد یہی ستائیس ہے

دوسرا مقصد

اس میں اُن لوگوں کا بیان ہے کہ جو بنی اسد کے قبیلہ سے تھے یا بنی اسد کے غلام تھے

انس بن حرث بنیہ بن کاہل بن عمر بن صعب بن اسد

بن حزیمہ اسدی کاہلی

یہ صاحب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے آنحضرت کی خدمت میں حضوری سے مشرف ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کرتے تھے علمائے شیعہ اور اہل سنّت نے اِن سے روایت کی ہے ایک حدیث منجملہ ان۔روایات کے یہ ہے کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو فرماتے ہوئے سُنا جب وہ حضرت امام حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تھے کہ یہ میرا بچہ زمین عراق پر شہید کیا جائیگا جو اُس وقت حاضر ہو اُسکو انکی مدد کرنا لازم ہے۔اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی اور ابن جرزی نے جو علمائے

اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب اصابہ اور اسد الغابہ میں لکھا ہے ۔ علامۂ ابن جزری اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ انس کا شمار کوفی اصحاب میں ہے یعنی آنحضرت کے جو صحابہ کوفہ کے رہنے والے تھے انھیں میں انس ہیں یہ صاحب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں کربلا کے مقام میں کوفہ سے نکل کر رات کے وقت حاضر ہوئے اور روز عاشورا اپنی جان حضرت پر نثار کی ۔ اہل سیر لکھتے ہیں کہ جب روز عاشورا انکی ۔ نوبت آئی تو اس وقت یہ ایک کبیر السن تھے حضرت امام حسین سے جہاد کی اجازت چاہی بعد حصول اجازت میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے ۔

قد علمت کاھلہا ودوان والخندقیون وقیس وغیلان
بانّ قومی آفۃ للاقران

کاہل اور دودان اور خندقی اور قیس اور غیلان کے سب قبائل خوب جانتے ہیں کہ میں ان سب کے واسطے آفت ہوں یہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے ۔

حبیب ابن مظاہر

حبیب بن مظہر بن رئاب بن اشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو بن قیس بن حرث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد ابو القاسم الاسدی الفقعسی انکا بھی شمار جناب رسالتمآبؐ کے اصحاب میں ہے آنحضرت کی خدمت مبارک میں حضوری کا شرف انکو حاصل ہوا تھا ۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ حبیب کوفہ میں جاکر مقیم ہوئے ۔ اور جناب امیر المومنینؑ

علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب خاص میں تھے اور حضرت کے علوم سے بہرہ ور ہوئے تھے اور ہر لڑائی میں جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر کو پیش آئیں حبیب حضرت کے ہمراہ تھے۔

علامہ کشی فضیل بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ میثم تمار اپنے گھوڑے پر چلے جاتے تھے کہ آگے سے حبیب بن مظاہر اپنے گھوڑے پر آ رہے تھے ان دونوں کی ملاقات ایسی جگہ ہوئی جہاں بنی اسد جمع ہوا کرتے تھے دونوں شخص کے گھوڑے اس قدر قریب ہوئے کہ دونوں گھوڑونکی گردنیں مل گئیں اور آپس میں دونوں صاحبوں نے باتیں شروع کیں حبیب بن مظاہر نے کہا کہ گویا مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ایک بوڑھا شخص چھوٹی پیشانی بڑے پیٹ والا جو دار الرزق کے پاس تربوز بیچا کرتا ہے وہ بوجہ محبت اہل بیت رسول اللہ سُولی دیا گیا اور وہیں سُولی کے تختہ پر اُسکا پیٹ پھاڑ اگیا یہ سُنکر میثم تمار نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو سُرخ رنگ ہے اور اُس کے دو گیسو ہیں وہ اپنے نبی کے نواسہ کی مدد کرنے جائیگا اور اُنکے ہمراہ شہید ہوگا اور اُسکا سر کوفہ میں لا کر پھرایا جائیگا۔ یہ کہکر دونوں اپنے راہ چلے گئے جو لوگ وہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ دیکھو یہ دونوں کیسے بڑے جھوٹے ہیں کہ ہم نے ایسے کاذب نہ دیکھے ہوں گے۔ ابھی یہ لوگ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رشید ہجری اُن دونوں یعنی حبیب میثم کی تلاش میں وہاں آئے اُن مجلس والوں سے رشید نے دریافت کیا کہ کیا اس طرف حبیب اور میثم آئے تھے اِن لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں دونوں یہاں آئے اور آپس میں یہ باتیں کہکر چلے گئے یہ سنکر رشید نے کہا خدا رحمت نازل کرے میثم تمار پر اتنا

وہ کہنا بھول گئے کہ جو شخص حبیب بن مظاہر کا سر کوفہ میں لائیگا اُس کو سو درہم انعام دیا جائیگا یہ کہکر رشید وہاں سے چلے گئے مجلس والوں نے کہا لو یہ تو اُن دونوں سے زیادہ جھوٹے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ چند روز نہ گذرے تھے کہ ہم نے بچشم خود دیکھا کہ میثم تمار کو عمرو بن حریث کے دروازہ پر سُولی دیگئی۔ اور حبیب بن مظاہر کا سر کوفہ میں لایا گیا۔ اور جو کچھ اُن تینوں نے کہا تھا سب ہم نے آنکھوں سے دیکھا۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ کوفہ سے جن لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کو طلب کے عرائض لکھے تھے منجملہ اُن کے حبیب بن مظاہر بھی ہیں انھوں نے بھی حضرت کی خدمت میں آپکے کوفہ میں تشریف آوری کی عرضی لکھی تھی۔ اور جب جناب مسلم بن عقیل ؑ کوفہ میں امام حسین علیہ السّلام کی طرف سے تشریف لائے اور مختار کے گھر میں اُترے اور اہل کوفہ نے وہاں آپکی خدمت میں آنا جانا شروع کیا تو اُس وقت بہت سے لوگوں نے حضرت امام حسین ؑ کی اطاعت کے خطبے جابجا شروع کئے سب سے پہلے عابس شاکری نے خطبہ پڑہا عابس کے بعد دوسرے شخص حبیب بن مظاہر ہیں جنہوں نے خطبہ پڑہا اور خطبہ میں عابس کو خطاب کر کے حبیب بن مُظاہر نے کہا خدا رحمت نازل کرے تم پر کہ جو تمپر واجب تھا تم نے اُسکو مختصر کلام میں ادا کر دیا اور قسم بخدا مجھپر بھی نصرت و اطاعت امام حسین علیہ السّلام کی فرض ہے جیسی تمپر فرض ہے۔

اہل سیر لکھتے ہیں کہ حبیب بن مظاہر اور مسلم بن عوسجہ اہل کوفہ سے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی بیعت برابر لیتے رہے جب ابن زیاد کوفہ میں آیا اور اہل کوفہ بدل گئے اور ابن زیاد کے ساتھ ہو گئے اُس وقت سے حبیب بن مظاہر اور مسلم بن عوسجہ روپوش ہو گئے اور اُن کی قوم نے انکو چھپا رکھا جب حضرت امام حسین علیہ السّلام کا کربلا میں

وارد ہونا حبیب اور مسلم بن عوسجہ کو معلوم ہوا تو یہ دونوں صاحب رات کو چھپکر کوفہ سے کربلا کو روانہ ہوئے، راتوں کو چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے تا اینکہ کربلا میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

محمد ابن ابی طالب مکی راوی ہیں کہ جب حبیب بن مظاہر امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ حضرت کے انصار بہت کم ہیں اور دشمن کا لشکر بہت بڑا ہے اُس وقت حبیب نے حضرت امام حسینؑ سے عرض کی کہ اے مولیٰ یہاں قریب میں میرے ہم جد بنی اسد رہتے ہیں آپکا حکم ہو تو میں جاکر اُنکو آپکی حمایت اور نصرت کی دعوت کروں کیا عجب کہ وہ منظور کریں حضرت نے فرمایا بہتر جو ہوسکے کرو حبیب بنی اسد کے گانوں میں گئے اور جہاں وہ لوگ جمع ہوا کرتے تھے جاکر بیٹھے اور اُنکو وعظ و پند شروع کیا اور کہا اے بھائیو میں ایک ایسی نیکی تمہارے لئے لایا ہوں کہ کبھی کوئی شخص اپنے قوم کے لئے ویسی نیکی نہ لایا ہوگا اے بھائیو حضرت امام حسین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے بیٹے اور تمہارے نبی کے نواسے تمہارے قریب آکر ٹھیرے ہیں اور اُنکے ہمراہ بہت تھوڑے لوگ ہیں اور دشمن بہت سے اونکو گھیرے ہوئے ہیں کہ قتل کریں لہٰذا میں تمکو بلانے آیا ہوں کہ تم اُس جناب کی مدد کرو اور دشمن سے رسول اللہ کی حرمت کی حفاظت کرو۔ خدا کی قسم اگر تم اوس جناب کی مدد کروگے تو خداوند عالم دین و دنیا کا شرف تم کو عنایت فرمائیگا۔ اور مخصوص تمہارے پاس اسوجہ سے آیا ہوں کہ تم میرے ہم قوم ہم جد اور صاحب قرابت ہو۔ حبیب کا کلام ختم ہوتے ہی عبداللہ بن بشیر اسدی اُٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا اے حبیب خدا آپ کی سعی کو قبول فرمائے نہایت عمدہ اور بہتر کام ہمارے واسطے آپ لائے ہیں اور سب سے

پہلے میں آپکی دعوت قبول کرتا ہوں۔ عبداللہ بن بشیر کے بعد اور لوگوں نے بھی بغیر عذر
یہی جواب دیا اور ایک جماعت نوّے آدمیوں کی حبیب ابن مظاہر کے ہمراہ حضرت
امام حسینؑ کی طرف روانہ ہوئی۔ وہیں کے ایک شخص نے ابن سعد کو جاکر فوراً اسکی خبر کردی
ابن سعد نے ازرق کو پانچسو سوار ہمراہ کرکے اُس طرف روانہ کیا جس طرف سے بنی اسد
آرہے تھے جب یہ ابن سعد کے لوگ بنی اسد سے ملے انہوں نے بنی اسد کو روکا۔ بنی
اسد نہیں رکے اور آپس میں جنگ شروع ہوگئی اور بنی اسد کو معلوم ہوا کہ ہم ان لوگوں سے
سر بر نہ ہونگے اُسی وقت وہ اپنے قریہ کو پلٹ گئے اور وہاں جاکر اُسی وقت اپنے گھر
چھوڑکر سب کے سب کہیں اور چلے گئے۔ ادھر حبیب خدمت میں حضرت امام حسین
علیہ السلام کے حاضر ہوئے اور سب قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ
يَّشَآءَ اللّٰهُ جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

اور طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب ابن سعد نے کثیر ابن عبداللہ شعبی کو
خدمت میں حضرت امام حسینؑ کے یہ پیغام دیکر بھیجا تھا کہ آپ اس طرف کیوں آئے ہیں
اور کثیر مذکور بدون خدمت میں امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوئے اس وجہ سے پلٹ آیا
کہ ابو ثمامہ نے کہا کہ ہتیار باندھے ہوئے خدمت میں نہ جا سکے گا اوسکے پلٹ آنے کے بعد
ابن سعد نے قرۃ بن قیس حنظلی کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اُسکو آتے ہوئے دیکھ کر حضرت
امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اسکو پہچانتا ہے حبیب ابن
مظاہر نے عرض کی اے مولی یہ میرا بھانجہ ہے اسکو تو میں جانتا تھا کہ نیک اور باایمان
ہے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ ایسے لشکر کا ساتھ دیگا۔ قرۃ حاضر خدمت ہوا اور جو پیغام ابن سعد نے
بھیجا تھا امام علیہ السلام کو اُسے پہونچایا اور جواب لیکر چلا اُس وقت حبیب نے کہا قرۃ ظالمو

کے پاس کہاں جاتا ہے اور اُن کی مدد کیوں نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے تم کو امام نے غضب ناک ہوا ہے۔ قرہ نے جواب دیا میں پیغام لایا ہوں جواب پہنچا دوں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

طبری نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب نویں محرم کو لشکر ابن سعد نے دوپہر کے وقت حضرت امام حسینؑ پر چڑھائی کی تھی اور آپ نے جناب عباسؑ کو انکو سمجھانے اور ایک رات کی مہلت مانگنے کو بھیجا تھا تو جناب عباسؑ کے ہمراہ کئی اور اصحاب بھی گئے تھے منجملہ اُن کے حبیب بن مظاہر بھی گئے تھے اور جب جناب عباسؑ لشکر ابن سعد کا جواب لیکر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے تھے اور دوسرے ہمراہی جناب عباسؑ کے ہمیں مقابلہ میں لشکر ابن سعد کے کھڑے تھے اُس وقت حبیب بن مظاہر نے زہیر بن قین سے کہا تھا کہ اے زہیر انکو سمجھاؤ زہیر نے کہا اے حبیب پہلے تو ابتدا کرو پھر میں بھی جو کہنا ہے وہ کہونگا حبیب نے اس طرح سے نصیحت شروع کی اے قوم جب تم اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کر کے کل کے دن قیامت میں خدا کے سامنے حاضر ہو گے تو تم سے بُرا کون ہوگا اے قوم تمہارے شہر کے لوگ تو شب زندہ دار اور خدا کی یاد کرنے والے ہیں۔ عزرہ بن قیس نے جواب میں کہا اے حبیب جس قدر جی چاہے اپنے کو اچھا کہو عزرہ کا جواب زہیر بن قین نے دیا وہ زہیر کے حال میں آویگا۔

ابو مخنف راوی ہے کہ روز عاشورا جب امام حسینؑ نے وہ خطبہ لشکر ابن سعد کے روبرو پڑھا تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم ذرا غور تو کرو کہ میں کون ہوں اور اپنے نبی کا نواسہ ہوں اُس وقت شمر لعین نے حضرت کا خطبہ قطع کرنے کو کہا تھا کہ اے حسین کیا کہتے ہو کچھ سمجھ میں نہیں آتا اُس وقت حبیب بن مظاہر نے شمر شقی سے کہا

تھا کہ اے بدبخت تو خدا کو نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ اے حسینؑ تم کیا کہتے ہو۔ طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ روز عاشورا جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کو مرتب فرمایا تو حبیب کو لشکر کی بائیں طرف کا سردار مقرر کیا تھا اور زہیر بن قین کو لشکر کی داہنے حصہ کی سرداری عطا فرمائی تھی اور حبیب بن مظاہر کی یہ عادت تھی کہ جو اُن سے لڑنے کو نکلے اور اُنکو پکارے تو وہ اُسکے سامنے لڑنے کو آجاتے تھے۔ جب لشکر حضرت کا اس طرح مرتب ہو چکا تو سالم۔ جو غلام زیاد کا تھا اور یسار۔ جو ابن زیاد کا غلام تھا اور ان دونوں میں آگے یسار تھا اور اُسکے پیچھے سالم تھا ان دونوں نے لشکر امام حسین علیہ السلام سے مبارز یعنی لڑنے والا طلب کیا بس فوراً حبیب بن مظاہر اور بریر ہمدانی لشکر ابن سعد کی طرف چلے مگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے دونوں کو روک لیا اُس وقت عبد اللہ بن عمیر کلبی نے حضرت سے اجازت میدان کی لی اور سالم اور یسار کے مقابلہ میں یہ بزرگ تشریف لے گئے۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ جب مسلم بن عوسجہ زخمی ہو کر میدان میں گرے حضرت امام حسین علیہ السلام اُنکے پاس میدان میں تشریف لائے اور حبیب بن مظاہر حضرت کے ہمراہ تھے حبیب نے مسلم بن عوسجہ سے کہا تمہاری جدائی مجھے بہت شاق ہے مگر تو اب جنت تم کو ملتی ہے مسلم بن عوسجہ نے بھی نہایت خفیف آواز سے کہا کہ خدا تم کو بھی بہشت نصیب کرے پھر حبیب نے کہا اے مسلم اگر اسی وقت میں تمہارے پیچھے پیچھے نہ آتا ہوتا یعنی زندہ رہتا تو میں تم سے کہتا کہ جو وصیت کرنا ہو وہ مجھ سے کہہ دو میں اُسے پورا کرونگا یہ سنکر مسلم بن عوسجہ نے کہا خدا تم پر رحمت نازل کرے بس میری یہی وصیت ہیں اور دونوں ہاتھوں سے حضرت امام حسینؑ کی طرف

اشارہ کیا اور کہا ان پر اپنی جان کو فدا کرنا حبیب نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا۔

جب نماز ظہر کی حضرت نے مہلت لشکر ابن سعد سے طلب کی تھی اور حصین بن نمیر نے جواب میں وہ سخت کلمہ کہا تھا کہ اے حسین آپکی نماز قبول نہیں ہے اس وقت حبیب بے چین ہو گئے اور آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ اے بدبخت نواسۂ رسول کی نماز تو قبول نہو اور تجھ سے شراب خوار کی قبول ہو یہ سنکر حصین نے حبیب پر حملہ کیا اور حبیب اس شقی پر جھپٹے اور اسکے گھوڑے کی منہ پر حبیب نے تلوار ماری اور اسکا گھوڑا زخم کھا کر الف ہوگیا اور حصین اس پر سے گر پڑا اور ابن سعد کے لشکر والے حصین کو حبیب سے بچا کر اٹھا لے گئے اور حبیب لشکر ابن سعد میں حصین کی تلاش میں پھرتے تھے کہ وہ مل جائے تو اسے ماریں مگر وہ نہ ملا اور حبیب نے اوروں پر حملہ شروع کیا اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

انا حبیب وابی مظہر	فارس ھیجاء وحرب تسعر
انتم اعد عدۃ واکثر	ونحن اوفی منکم واصبر
ونحن اعلیٰ حجۃ واظہر	حقا واتقیٰ منکم واعذر

اسیطرح سے حبیب لڑتے رہے اور بہت سے لوگوں کو انہوں نے قتل کیا آخر کو بدیل بن صریم عقفانی نے حبیب پر تلوار ماری اور ایک دوسرے شخص نے جو نبی تمیم سے تھا حبیب پر نیزہ لگایا جسکی وجہ سے حبیب زمین پر گر پڑے اور اٹھنا چاہے تھے کہ حصین بن تمیم نے حبیب کے سر مبارک پر تلوار لگائی جس سے پھر حبیب گر پڑے بس وہ نبی تمیم کا شخص گھوڑے سے اوترا اور اوس نے حبیب کا سر کاٹ لیا اس وقت حصین نے اس تمیمی سے کہا میں انکے قتل میں تیرا شریک ہوں

تمیمی نے جواب دیا قسم بخدا میں نے ہی انکو قتل کیا ہے کوئی میرا شریک نہیں ہے حصین نے کہا اچھا یہ تو مجھے دیدے میں اپنے گھوڑے کے شکار بند میں لٹکا کر پھروں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ ان کے قتل میں میں بھی شریک ہوا اس کے بعد میں تجھے ان کا سر دیدونگا اور تو ابن زیاد کے پاس لیجا کر انعام لینا مجھے کچھ انعام سے مطلب نہیں ہے محض یہی چاہتا ہوں کہ لوگ جان لیں کہ انکے قتل میں میں شریک تھا تمیمی نے پھر انکار کیا اور اہل لشکر نے تمیمی کو سمجھایا اور آخر کار اُس نے حصین کو حبیب کا سر دیدیا حصین اُسکو اپنے گھوڑے کے شکار بند میں لٹکا کر لشکر میں گھوڑا اوڑاتا پھرا کیا اور تھوڑی دیر کے بعد حصین نے وہ سر اُسی تمیمی کو دیدیا اُس شقی نے وہ سر اپنے گھوڑے کی سینہ پر باندھ لیا اور کوفہ میں لیجا کر ابن زیاد کو دیا جب یہ شخص حبیب کا سر لئے ہوئے ابن زیاد کے پاس قلعہ میں جا رہا تھا اُس وقت حبیب کے بیٹے نے جنکا نام قاسم تھا اور وہ تازہ جوان تھے اپنے باپ کا سر پہچان لیا اور اُس تمیمی سوار کے ساتھ ساتھ چلے جب وہ سوار سر لیکر قلعہ میں گیا تو قاسم ساتھ گئے جب وہ قلعہ سے نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ نکلے غرض اُسکے پیچھے پیچھے جہاں وہ جاتا تھا یہ بھی جاتے تھے اب اُس سوار کو ان کے ساتھ ساتھ رہنے سے شک ہوا اور اُس نے کہا اے لڑکے تو میرے ہمراہ کیوں پھر رہا ہے کیا مطلب ہے قاسم نے کہا کچھ نہیں یوں ہی میں تمہارے ساتھ پھرتا ہوں سوار نے کہا نہیں اصل بات بتاؤ میرے ہمراہ کیوں پھرتے ہو قاسم نے کہا یہ سر میرے باپ کا ہے تو مجھے دیدے میں اسکو لیجا کر دفن کردوں اُس نے کہا ابن زیاد دفن کرنے پر راضی نہوگا اور مجھے اُس سے انعام اور عمدہ عوض لینا ہے قاسم نے کہا خدا تجھے اسکا بہت بُرا عوض دیگا تو نے ایسے نیک خدا پرست کو مارا ہے جو

تجھے ہر طرح بہتر تھا یہ کہکر قاسم رونے لگے اور اُسکے ساتھ سے علیحدہ ہو گئے اور خاموش ہو کر بیٹھ رہے مگر ہمیشہ انکو یہ فکر تھی کہ کسی طرح سے وہ شقی مل جائے اور میں اُسکو قتل کروں تا اینکہ مصعب بن زبیر کا زمانہ آیا اور مصعب نے لشکر لیکر عبد الملک بن مروان پر چڑہائی کی اور مقام باجمیرا[1] میں جو موصل کے متعلقات سے ہے خیمہ زن ہوا اُس وقت قاسم نے خیمہ میں جاکر اُسکو تلوار لگائی اور وہ شقی تمام ہو گیا۔ حبیب کی شہادت کے بعد جناب امام حسین علیہ السّلام نے یہ الفاظ فرمائے تھے اے حبیب خدا سے میں تم کو اور اپنے مدد کرنیوالے اصحاب کو لونگا۔

مسلم بن عوسجہ اسدی

انکا نسب نامہ یہ ہے مسلم بن عوسجہ بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ ابو حجل اسدی سعدی یہ صاحب بڑے شریف عابد زاہد اصحاب رسول[ص] سے تھے علامۂ ابن سعد نے اپنے طبقات میں لکھا ہے کہ یہ صحابی تھے۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضوری سے مشرف ہوئے تھے اکثر اسلامی فتوحات اور جنگوں میں انکا ذکر موجود ہے۔

اہل سیر لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی خدمت میں امام حسین علیہ السّلام کے کوفہ میں تشریف لانیکی عرضی لکھی تھی اور جب جناب مسلم بن عقیل کوفہ میں آئے تو امام حسین علیہ السّلام کی بیعت اہل کوفہ سے یہ لیتے تھے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب ابن زیاد داخل کوفہ ہوا تو جناب مسلم بن عقیل چاروں قبائل مذحج جسکے افسر فوج مسلم بن عوسجہ تھے۔ و تمیم و ہمدان۔ کندہ و ربیعہ اہل مدینہ کو ہمراہ لے کر بغرض

[1] باجمیرا با موحدہ مضمومہ جیم مفتوحہ یاء تحتانیہ راء مہملہ الف مقصورہ نام ہے ایک مقام کا جو متعلقات موصل سے ہے۔

محاربۂ جنگ اپنے مقام سے باہر نکلے اور قلعہ کو جس میں ابن زیاد ٹھہرا تھا آکر محاصرہ کرلیا ابن زیاد نے مکروفریب دھمکی اور طمع دیکر سب کو متفرق کردیا اور جناب مسلمؑ کا ساتھ سب نے چھوڑ دیا اور جناب مسلم مختار کے گھر سے جہاں اب تک مقیم تھے ہانی کے گھر میں منتقل و مخفی ہو گئے اور شریک بن اعور بھی اوس وقت تک بحالت بیماری ہانی کے گھر میں زندہ موجود تھے جیسا کہ ہم ابن زیاد کے کوفہ کے آنے کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔

اب ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم دیکر کہا کہ وہ جناب مسلم کا پتہ و نشان لگائے اور یہ رقم اُن کے پتہ لگانے میں صرف کرے معقل غلام ابن زیاد جامع مسجد کوفہ میں گیا وہاں اُس نے مسلم بن عوسجہ کو دیکھا کہ وہ ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے ہیں معقل منتظر رہا جب مسلم بن عوسجہ۔ نماز سے فارغ ہوئے تو معقل اُنکے پاس گیا سلام کیا اور کہا اے صاحب میں ایک شام کا رہنے والا ذوکلاع کا غلام ہوں خدا نے مجھ پر فضل کیا مجھے خاندان رسالت کی محبت اور محبان خاندان رسالت کی محبت عطا فرمائی۔ میں نے سنا ہے کہ کوئی صاحب خاندان رسالت سے یہاں تشریف لائے ہیں جو حضرت امام حسینؑ کی طرف سے کوفہ والوں سے بیعت لیتے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ میں اون سے ملوں اور یہ تین ہزار درہم اُن کو پیش کروں مگر کسی نے اب تک مجھے اُنکا پتہ نہیں بتایا۔ ابھی ابھی میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم اے مسلم بن عوسجہ۔ اُن صاحب کے حال سے واقف ہو جو امام حسینؑ کی طرف سے یہاں تشریف لائے ہیں یہ سُنکر میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم یہ تین ہزار درہم مجھ سے لے لو اور اُن صاحب کی خدمت میں مجھے پہونچا دو۔ میں اُنکی بیعت کروں اور چاہے تو اُن سے ملنے سے پہلے تم مجھ سے اُنکی بیعت لے لو مسلم بن عوسجہ نے کہا میں تیری ملاقات ہونے پر خدا کا شکر کرتا ہوں اور مجھے تجھسے

ملکر بہت خوشی ہوئی کہ تو اہل بیت رسالتمآب کا محب ہے خدا تجھے اُنکی مدد کرنا نصیب
کرے مگر تجھے اُن سے ملانے میں مجھے اِن دشمنوں کا خوف ہے پھر مسلم بن عوسجہ نے
اُس سے اُسی وقت بیعت لی اور قسمیں اُسکو دلائیں کہ راز وہ فاش نہ کرے اُس نے
حسب فرمائش مسلم بن عوسجہ سب قسمیں کھائیں اُسکے بعد مسلم بن عوسجہ نے اُس سے کہا تو میرے
پاس آیا جایا کر جب موقع ہوگا اُس وقت میں تجھے مسلمؑ بن عقیل کی خدمت میں اجازت لیکر
پیش کروں گا پھر مسلم بن عوسجہ نے ایک دن اُسکو مسلمؑ بن عقیل کی خدمت میں حاضر کیا اور
اُس نے فوراً جاکر ابن زیاد کو اطلاع کردی اور یہ واقعہ شریک بن اعور کے انتقال کے بعد کا
ہے۔ اور جب مسلمؑ بن عقیل اور ہانی قتل ہوگئے تو مسلم بن عوسجہ۔ ایک مدت تک مخفی رہے
تاآنکہ مع اپنے اہل و عیال کے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں کربلا کے مقام پر حاضر ہوئے
اور اپنی جان اُن حضرت پر نثار کر کے شہید ہوئے۔ ابو مخنف راوی ہے کہ جب نویں
محرم کی شام کو حضرت امام حسین علیہ السّلام نے اپنے سب اصحاب اور اعزہ کو جمع
کر کے خطبہ پڑھا تھا اور فرمایا تھا کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ کچھ تم سے خدا مواخذہ نہ کریگا
ان اشقیا کی غرض محض یہی ہے کہ مجھے قتل کریں اور کسی سے انکو بحث نہیں ہے تو اُسوقت
حضرت کے جواب کے لئے اعزہ کی طرف سے تو جناب عباسؑ کھڑے ہوئے اور عرض
کی اے مولیٰ ہم سے یہ نہوگا کہ ہم آپکو چھوڑ کر چلے جاویں خدا ہم کو آپکے بعد باقی نہ رکھے
اور جو صاحب جماعت اصحاب سے اُٹھے وہ یہی مسلم بن عوسجہ تھے کھڑے ہو کر انھوں نے
عرض کی اے مولیٰ کیا ہم آپکو چھوڑ دینگے اور خدا کے سامنے کیا عذر کرینگے قسم بخدا ہم آپ سے
جُدا نہونگے جب تک ہمارے نیزے ان دشمنوں کے سینوں سے پار نہوں اور جب تک
یہ تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے برابر ہم اُن سے لڑتے رہیں گے اور اگر ہتھیار ہمارے پاس نہ رہے

توہم پتھروں سے ان اشقیا کو مارینگے اور آپ کے سامنے مر کر دنیا سے جاوینگے
مسلم بن عوسجہ کے بعد اور اصحاب نے بھی ایک دوسرے کے بعد اسی طرح عرض کی
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسینؑ نے شب
عاشورا خیموں کے گرداگرد خندق میں آگ روشن کرنیکا حکم دیا اور شمر لعین نے خندق
کے قریب آکر پکارا کہ اے حسینؑ قیامت سے پہلے آپ نے آگ اپنے لئے جلائی ہے
اُسکے جواب میں حضرت نے فرمایا اے بدبخت قیامت کی آگ کا تو تو ہی سزاوار ہے
اُس وقت مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ شمر کو تیر لگاویں مگر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے انکو
منع فرمایا اور کہا اے مسلم میں نہیں چاہتا کہ لڑائی ہماری طرف سے شروع ہو ابو مخنف
نے مقتل میں لکھا ہے کہ جب روز عاشورا جنگ شروع ہوئی تو لشکر ابن سعد کا داہنا
حصہ جس کا افسر عمرو بن حجاج زبیدی تھا اُس نے امام حسینؑ کے لشکر کے بائیں حصہ پر حملہ
کیا اور اس کے افسر زہیر بن قین تھے اور فرات کی طرف سے یہ حملہ لشکر ابن سعد نے
کیا تھا اور مسلم بن عوسجہ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر کے بائیں حصہ میں تھے بس
مسلم بن عوسجہ نے اُس وقت ایسی تلوار کی اور وہ معرکہ کیا کہ کسی نے کبھی ایسا معرکہ
دیکھنا کیسا سُنا بھی نہیں تھا اپنے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے یہ رجز مسلم بن عوسجہ پڑھتے تھے

ان تسالونی عنّی فانی ذو لبد   وانّ بیتی فی ذری بنی اسد

فمن بغانی حائد عن الرشد   وکافر بدین جبار صمد

اگر تم میرا حال دریافت کرنا چاہو تو میں صاحب استقلال ہوں اور قبیلۂ بنی اسد سے
ہوں جو مجھ سے دشمنی کرے وہ گمراہ کافر ہے۔

مسلم بن عوسجہ خوب لڑ رہے تھے کہ مسلم بن عبد اللہ ضبابی اور عبد اللہ بن خشکارہ

بلجی دونوں ملکر مسلم بن عوسجہ پر حملآور ہوئے اور میدان میں ان کے حملوں سے اس قدر گرد اڑی کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا جب گرد بیٹھ گئی تو معلوم ہوا کہ مسلم بن عوسجہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ اسی وقت میدان میں تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ قدرے جان مسلم میں باقی ہے آپ نے فرمایا اے مسلم خدا تم پر رحمت نازل کرے اور یہ فرما کر آپ نے یہ آیت پڑھی منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا یہ آیت پڑھ کر حضرت مسلم بن عوسجہ کے اور قریب گئے اور حبیب بن مظاہر نے درباب وصیت جو مسلم سے کہا اُس کو ہم حبیب کے حالات میں لکھ آئے ہیں حضرت امام حسین علیہ السّلام اور حبیب بن مظاہر بھی وہیں کھڑے تھے کہ مسلم بن عوسجہ تمام ہو گئے۔ انکی لونڈی نے نوحہ و اسیداہ۔ یا ابن عوسجتاہ شروع کیا اُس کا نوحہ سُنکر ابن سعد کے لشکری خوش ہوئے اوس وقت سبث بن ربعی باوجودیکہ اُس لشکر میں تھا اُس نے کہا وائے ہو تم پر تمہارے مائیں تم کو روئیں تم اپنے ہاتھوں سے اپنے آپکو قتل کرتے ہو اور وں کے نگاہوں میں ذلیل ہوتے ہو مسلم بن عوسجہ سے شخص کے قتل پر خوشی کرتے ہو یہ مسلم بن عوسجہ وہ ہیں جن کو میں نے بارہا دیکھا کہ مسلمانوں میں بڑے بڑے اُنھوں نے کام کئے آذربایجان پر چوبیس ہجری میں خدیفہ بن الیمان نے چڑھائی کی تھی مسلم بن عوسجہ خدیفہ کے لشکر میں تھے۔ اکدم چھ مشرکوں کو اُنھوں نے قتل کیا ایسا شخص تم میں کا قتل کیا جائے اور تم اُسکے قتل پر خوشی کرو وائے ہو تم پر۔

قیس ابن مسہر صیداوی

قیس ابن مسہر بن خالد بن جندب بن منقذ بن عمرو بن قعین بن الحرث بن ثعلبہ

بن دودان بن اسد بن خزیمۃ الاسدی الصیداوی صیدا ایک بطن ہے قبیلہ بنی اسد کا اسکی طرف صیداوی نسبت ہے۔

قیس اپنی گروہ میں نہایت شریف اور بڑے شجاع تھے اور پکے اور سچے اہل بیت اطہار کے محب اور مطیع تھے۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ معاویہ کے مرنیکے بعد اہل کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے اور ایک عرضی حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں سبکی طرف سے اس مضمون کی لکھی گئی کہ آپ یہاں تشریف لائیں ہم سب آپکی بیعت کے لئے تیار ہیں اور یہ عرضی عبد اللہ بن سبع اور عبد اللہ بن وال لیکر مکہ کو حضرت کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ دو روز کے بعد ایک عرضی اور لکھی گئی اور وہ قیس بن مسہر صیداوی اور عبد الرحمن بن عبد اللہ الارحبی کے ہاتھ بھیجی گئی۔ پھر تیسری عرضی دو روز کے بعد سعید بن عبد اللہ اور ہانی بن ہانی کے ہاتھ روانہ کی گئی اور سب عرضیوں کا ایک مضمون ایک ہی مطلب تھا کہ آپ جلد یہاں تشریف لائیں ان عرائض کے پہونچنے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب مسلم بن عقیل کو کوفہ کیطرف روانہ کیا اور قیس بن مسہر صیداوی اور عبد الرحمن ارحبی جو کوفہ سے عرضی لیکر آئے تھے انکو جناب مسلمؑ کے ہمراہ کیا جب جناب مسلمؑ منزل مضیق میں پہونچے اور انکے ہمراہ جو راہبر تھے وہ رستہ بھولے اور پیاس کی شدت سے مر گئے تب جناب مسلمؑ نے یہ حال لکھکر خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے انہیں قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ روانہ کیا اور قیس حضرت امام حسین علیہ السلام کا جواب لیکر پھر جناب مسلمؑ کے پاس پلٹ آئے اور جناب مسلمؑ کے ہمراہ کوفہ روانہ ہوئے۔ اور جناب مسلمؑ کے ہمراہ کوفہ میں رہے۔ جب جناب مسلمؑ نے کوفہ کے لوگوں کے بیعت کا حال حضرت امام حسینؑ

کو لکھا اور حضرت کی تشریف آوری کو لکھا اور یہ عرضی جناب مسلمؑ نے قیس بن مسہر کو دیکر حضرت کے خدمت میں روانہ کیا اور قیس کے ہمراہ عابس شاکری اور شوذب غلام عابس کو بھی ہمراہ کیا یہ تینوں شخص مکہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہونچے اور حضرت کے ساتھ ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام حاجز سے جناب مسلمؑ اور اہل کوفہ کے نام اپنی مکہ سے روانگی کا خط لکھا وہ خط لیکر پھر قیس ابن مسہر کوفہ کو روانہ ہوئے راہ میں درمیان خفان وقادسیہ حصین بن تمیم جو لشکر لئے ہوئے کوفہ کی راہ روکے پڑا تھا اُس نے قیس کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجدیا جب قیس کو گرفتار کر کےابن زیاد کے پاس بھیجدیا جب قیس ابن زیاد کے سامنے گئے ابن زیاد نے کہا امام حسینؑ کا جو خط تمہارے پاس ہے وہ مجھے دکھاؤ قیس نے کہا میں نے اُسے پھاڑ ڈالا ابن زیاد نے کہا کیوں پھاڑا قیس نے جواب دیا تاکہ تو اُسکے مضمون پر مطلع نہو پھر ابن زیاد نے کہا وہ خط کسکے نام تھا قیس نے کہا ایک جماعت کے نام تھا جن کے نام مجھے معلوم نہیں ہیں ابن زیاد نے کہا خیر اگر اُن لوگوں کے نام جن کے نام خط تھا تم نہیں بتاتے ہو تو منبر پر جا کر حسین علیہ السلام کو بُرا بھلا کہو قیس یہ سُنکر منبر پر گئے اور کہا اے اہل کوفہ یہ یقین جانو کہ حسینؑ اس زمانہ میں سب خلق اللہ سے بہتر اور افضل ہیں اور رسول اللہ کے بیٹی کے فرزند ہیں میں اُس جناب کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں اور حاجز کی منزل پر اُس جناب کو چھوڑا ہے تم سب اُنکی پیشوائی کرو اُنکی اطاعت کرو یہ کہکر پھر قیس نے ابن زیاد پر لعنت کی اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر سلام و درود بھیجا۔ بس ابن زیاد نے حکم دیا کہ اُنکو کوٹھے پر لیجاؤ اور وہاں سے نیچے گرادو قیس کو اُوپر لے گئے اور وہاں سے زمین پر گرایا اُنکا جسم چور چور ہو گیا اور روح پرواز کر گئی۔

طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام عجانات میں پہونچے اور حر کا رسالہ حضرت کے ساتھ ساتھ تھا اُس وقت چار شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کو طرماح بن عدی لیکر آئے تھے اور نافع مرادی کا گھوڑا اُنکے ہمراہ تھا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کا حال اور اپنے قاصد کا حال اِن لوگوں سے دریافت فرمایا اُن سب نے اہل کوفہ کا حال بیان کیا اور عرض کی آپکے قاصد کا کیا نام ہے حضرت نے فرمایا قیس بن مسہر صیداوی اُن لوگوں نے عرض کی کہ حصین بن تمیم نے اُنکو گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس بھیجدیا ابن زیاد نے قیس سے کہا کہ تم منبر پہ جاکر حسین علیہ السلام کو برا بھلا کہو قیس نے بجائے اُسکی فرمایش کے آپ پر اور آپ کے والد ماجد حضرت علی بن ابی طالبؑ پر درود و سلام بھیجا اور ابن زیاد پر لعنت کی تب ابن زیاد نے حکم دیا کہ قلعہ کے کوٹھے سے نیچے گرا دو وہ قلعہ کے بالاخانہ سے گرائے گئے اور مر گئے یہ سُنکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے چشمہائے مبارک میں آنسو آگئے اور حضرت نے یہ آیت پڑھی فمنهم من قضیٰ نحبه و منهم من ینتظر اور آیت کی تلاوت کے بعد یہ دعا کی۔ بار الہٰا ہم کو اور اُن کو جنت میں جگہ دے اور اپنے جوار رحمت میں ہم کو اور اُنکو ایک جگہ رکھ۔

عمرو بن خالد الاسدی الصیداوی ابو خالد

عمر و صیداوی کوفہ کے شرفا سے تھے اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت اور ولا میں کامل تھے۔ جب جناب مسلمؑ کوفہ میں آئے تو اُنکے ساتھ رہے جب اہل کوفہ نے خلاف کیا اور جناب مسلمؑ شہید ہوگئے یہ بہ مجبوری روپوش ہوگئے جب انکو یہ خبر ملی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کو آرہے ہیں اور منزل حاجر تک وہ جناب پہونچے

ہیں اُسی وقت اُنہوں نے اپنے غلام کو جن کا نام سعد تھا ہمراہ لیا اور کوفہ سے حاجز کو روانہ ہوئے اور اُنکے ہمراہ چار شخص اور ہوئے مجمع عاندی اور اُنکے بیٹے اور جنادہ بن الحرث السلمانی اور ایک نافع بجلی کے غلام جن کے ساتھ نافع کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام کامل تھا اور یہ لوگ طرماح بن عدی طائی کی حمایت اور ہمراہی میں جو اپنے عیال کے لئے طعام وغیرہ کی فکر میں کوفہ آئے ہوئے تھے روانہ ہوئے طرماح اِن سب کو غیر مشہور رستہ لے چلے اور نہایت عجلت اور تیزی سے راہ چلتے تھے کیونکہ نگہبانوں کا خوف تھا جو ابن زیاد کیطرف سے جا بجا رستوں پر مقرر و مامور تھے کہ کوئی شخص اِدہر سے اُدہر آنے جانے نہ پائے جب یہ لوگ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے قریب پہونچے تو طرماح بن عدی نے یہ اشعار خوش الحانی سے پڑہنا شروع کئے

یا ناقتی لا تذعری من زجری — وامضی بنا قبل طلوع الفجر
بخیر رکبان وخیر سفر — حتی تحلی بکریم النجر
الماجد الحر رحیب الصدر — اتی به اللہ لخیر امر
ثمۃ ابقاہ بقاء الدہر

تا اینکہ منزل عذیب ہجانات میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے اور سب حضرت کو آداب بجالائے۔ اور سب نے اشعار پڑھے حضرت نے سب کے جواب میں فرمایا قسم بخدا چاہے ہم شہید ہوں اور چاہے فتح یاب ہر حال میں ہم کو خدا سے اُمید بہتری ہے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ حضرت کی خدمت میں پہونچے اور حر بن یزید ریاحی نے جو حضرت کو گھیرے ہوئے تھے اِن سب کو دیکھا حضرت امام حسینؑ

سے عرض کی اے مولی یہ سب کوفہ کے لوگ ہیں آپکے ہمراہ نہیں آئے ہیں لہذا میں انکو قید کرونگا یا انکو کوفہ کی طرف پھیر دونگا حضرت نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا جو ہمارا حال ہوگا وہی انکا ہوگا یہ تو اب ہمارے ساتھ ہیں ہمارے انصار و اعوان ہیں اور اے حر تو نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اب جب تک ابن زیاد کا کوئی حکم تجکو نہ آئے تو کسی بات میں ہم سے تعرض نکریگا حر نے پھر عرض کی اے مولی یہ لوگ تو آپکے ساتھ نہیں آئے ابھی ابھی آئے ہیں یہ اُس وعدہ سے خارج ہیں حضرت نے فرمایا یہ لوگ میرے اصحاب ہیں اور گویا میرے ساتھ ہی آئے ہیں اگر تو خلاف وعدہ کریگا تو ہم اسی وقت تجھ سے لڑینگے یہ سُنکر حر چپ ہوگئے اور پھر اُن لوگوں کے بارہ میں کچھ عرض نہیں کی۔

ابو مخنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب روز عاشورا دونو لشکر لڑنے پر تیار ہوئے تو ان سب نے جو طرماح کے ساتھ کوفہ سے آئے تھے لشکر ابن سعد پر تلوار کھینچکر ایکساتھ سب ملکر حملہ کردیا جب یہ لوگ ابن سعد کے لشکر میں گھسے اُس لشکر کے لوگ بھی ان پر حملآور ہوئے اور انکو ایک دوسرے سے علیحدہ اور جدا کردیا۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور جناب عباسؑ کو انکی کمک کے لئے بھیجا جناب عباسؑ فوراً لشکر ابن سعد پر تلوار لیکر حملآور ہوئے اور اُن سبکو ابن سعد کے لشکر والوں سے آپ چھوڑاکر اپنے ہمراہ لے چلے جب ابن سعد کے لشکر نے یہ دیکھا تو پھر اُن سب پر حملہ کیا اور جناب عباسؑ اور انکے درمیان حائل ہوگئے ان سب نے پھر ابن سعد کے لشکر والوں پر باوجود زخمی ہونیکے بہت سخت حملہ کیا اور دیر تک لڑتے رہے یہانتک کہ ایک ہی جگہ سب شہید ہوگئے جناب عباسؑ میدان سے پلٹ آئے اور حضرت امام حسینؑ

سے سب کیفیت عرض کی حضرت نے اُن پر رحمت کی دعا کی۔

سعد غلام عمرو بن خالد اسدی صیداوی

یہ سعد عمرو بن خالد اسدی کے غلام تھے اور نہایت شریف النفس اور صاحب ہمت تھے اپنے آقا عمرو کے ہمراہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے تھے اور اُنھیں کے ساتھ قتل ہوئے لِنکے آنے اور شہادت کا مفصل حال انکے آقا عمرو بن خالد کے ذکر میں ابھی بیان ہوا تکرار کی ضرورت نہیں۔

ابو موسیٰ موقع بن ثمامہ الاسدی الصیداوی

ابو موسیٰ ابن موقع[ہ] چھپکر کوفہ سے کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جب یہ لڑتے لڑتے زخمی ہو کر گر پڑے، تو انکی قوم والے جو لشکر ابن سعد میں تھے اونہوں نے اُنکو اُٹھالیا اور کوفہ میں لاکر چھپا دیا جب ابن زیاد کو یہ خبر ملی اُس نے لوگوں کو بھیجا کہ اُنکو قتل کرو مگر اور لوگوں نے سفارش کی منت سماجت سے اُنکو قتل سے چھوڑا لیا مگر اس پر بھی ابن زیاد نے اُنکو قید کرکے مقام زارہ جو عمان میں ہے وہاں بھیجدیا یہ صاحب ایکسال وہیں زخموں کی وجہ سے بیمار رہے اور وہیں اُنکا انتقال ہو گیا

تیسرا مقصد

اس مقصد میں آل ہمدان اور اُن کے غلاموں کا ذکر ہے جو معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے

ہ موقع میم کو پیش واؤ کو زبر قاف پر تشدید اخر میں عین مہملہ پر وزن معظم ہے۔

ابو ثمامہ عمرو صیداوی

ابو ثمامہ عمرو بن عبد اللہ بن کعب الصائد بن شرحبیل بن شراحیل بن عمرو بن حیثم بن حاشد بن خثیم بن حیرون بن عوف بن ہمدان ہمدانی صائدی۔

یہ صاحب تابعی ہیں (یعنی صحابہ رسولؐ کے بعد جو لوگ ہوئے وہ تابعی کہلاتے ہیں) ابو ثمامہ بڑے شہسوار اور شیعوں میں بڑی شان و عظمت والے تھے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب خاص میں تھے اور حضرت کے ساتھ لڑائیوں میں حاضر رہے حضرت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں رہے آپکے بعد کوفہ میں مقیم ہو گئے جب یزید تخت پر بیٹھا انہوں نے بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنیکے متعلق عرضی لکھی تھی اور جب جناب مسلمؑ کوفہ آئے تو یہ اُنکے ساتھ ہوئے اور اہل کوفہ سے حسب اجازت جناب مسلمؑ روپئے لیکر ہتیار خرید کرتے تھے اور ہتیاروں کی شناخت ان کو خوب تھی اور جناب مسلم نے جب ایک فوج قلعہ پر ابن زیاد سے لڑنے کو بھیجی تھی یہ بھی اُس فوج میں قبیلۂ تمیم و ہمدان کے افسر ہو کر گئے تھے۔ جب اہل کوفہ نے جناب مسلمؑ کا ساتھ چھوڑ دیا تو یہ مخفی ہو گئے اور ابن زیاد کو اِنکی بہت تلاش رہی آخر کار کوفہ سے بغرض نصرت و امداد حضرت امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے اور راہ میں ہلال بن نافع بن جملی سے ملاقات ہوئی اور دونوں صاحب ملکر حضرت امام حسین علیہ السلام کیخدمت میں کربلا اور مکہ کی راہ میں کسی مقام پر حاضر ہوئے۔

طبری کی تاریخ میں مذکور ہے کہ جب ابن سعد کربلا پہونچا تو اُس نے کثیر بن عبد اللہ شعبی جو بڑا شجاع اور حیلہ ساز تھا اُسکو بلا کر کہا تو امام حسینؑ کے پاس جا اور اُن سے

دریافت کر کہ آپ یہاں کس غرض سے آئے ہیں کثیر نے کہا بہت خوب اور اگر تو کہے تو میں انکو قتل بھی کر دوں ابن سعد نے کہا نہیں نہیں محض اُن سے یہ بات دریافت کر کے چلا آ میری غرض یہ نہیں ہے کہ تو انکو قتل کرے یہ سُنکر وہ شقی وہاں سے حضرت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا ابو ثمامہ نے جب اُسے آتے دیکھا تو حضرت کی خدمت میں عرض کی اے مولا بڑا اشریر و حیلہ ساز مکار و قتال آپکی خدمت میں آرہا اور یہ عرض کر کے ابو ثمامہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے جب وہ شقی قریب آگیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں داخل ہونیکا ارادہ کیا تو ابو ثمامہ نے اُس سے کہا تلوار رکھدے اُس نے نہیں مانا اور کہا میں قاصد ہوں تم جانے دو تو اسیطرح ہتیار لگائے ہوئے جاؤنگا اور جو کہنا ہے وہ حسینؑ سے کہکر پلٹ جاؤنگا اور اگر یہ تم کو منظور نہیں ہے تو میں یوں ہی بدوں پیغام پہونچائے پلٹ جاتا ہوں۔ ابو ثمامہ نے کہا اچھا چل اور جو حضرت سے عرض کرنا ہے عرض کر لے مگر میں تیری تلوار کا قبضہ پکڑے رہونگا۔ اُس نے یہ بھی نہیں مانا تب ابو ثمامہ نے کہا اچھا جو پیغام لایا ہے وہ ہم سے بیان کر ہم حضرت کی خدمت میں عرض کر کے جواب لادینگے لیکن تجھے اس طرح سے تو نہ جانے دینگے کیونکہ تو فاجر فاسق ہے مگر اُس نے یہ بھی منظور نہیں کیا اور بدوں پیغام پہونچائے ہوئے پلٹ گیا اور ابن سعد سے جاکر ساری کیفیت بیان کی تب ابن سعد نے قرہ بن قیس تمیمی کو یہی پیغام دیکر حضرت کے پاس روانہ کیا۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ جب روز عاشورا ہنگامہ جدال و قتال گرم ہوا اور ابو ثمامہ نے دیکھا کہ زوال شمس ہوگیا اور دوپہر ڈھل گئی ہے اُس وقت حضرت سے عرض کی اے مولیٰ میری جان آپ پر سے قربان ہو اب دشمن بہت قریب آپکے آگئے

ہیں اور جب تک میں زندہ ہوں آپ سے کوئی بول نہیں سکتا مگر میری آرزو یہ ہے کہ یہ نماز ظہر جسکا وقت آگیا ہے آپکے پیچھے پڑھکر شہید ہوں۔ یہ سُنکر حضرت نے سر مبارک آسمان کیطرف اُٹھایا اور فرمایا تو نے ایسے وقت میں نماز کو یاد کیا خدا تجھے نماز گذاروں میں لکھے بیشک یہی اول وقت ہے ظہر کی نماز کا اے ابو ثمامہ ان سے کہو کہ ذرا لڑائی موقوف کریں ہم نماز پڑھ لیں ابو ثمامہ نے لشکر شام کو پکار کر کہا انکے جواب میں حصین بن تمیم نے کہا تمہاری نماز قبول نہیں ہے اوسکا جواب جو حبیب بن مظاہر نے دیا وہ حبیب کے ذکر میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نماز ختم ہونیکے بعد ابو ثمامہ نے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کی اے مولیٰ اب میری بھی آرزو ہے کہ میں بھی اپنے ساتھ والوں سے جا کر مل جاؤں اور آپکو صحیح و سالم دنیا میں چھوڑ جاؤں خدا وہ گھڑی نہ دکھائے کہ آپ سے دنیا کو میں خالی دیکھوں۔ حضرت نے فرمایا اچھا جاؤ ہم بھی تھوڑی دیر بعد تم سے آکر ملتے ہیں بس ابو ثمامہ میدان میں آئے اور لڑتے لڑتے جب زخموں سے چور ہو گئے اُس وقت قیس بن عبداللہ صاہدی نے اُنکو قتل کیا اور قیس آپکا چچا زاد بھائی تھا مگر ان سے اُسکو دشمنی تھی۔

ابو ثمامہ حرؑ کی شہادت کے بعد شہید ہوئے ہیں۔

بریر بن خضیر الہمدانی المشرقی

مشرقی نسبت ہے بنو مشرق کیطرف اور بنو مشرق قبیلۂ ہمدان کا ایک بطن ہے بریر معمر شخص تھے یہ بھی تابعی ہیں بڑے بہادر اور عابد و زاہد قاری قرآن قاریوں کے اُستاد او حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب اور کوفہ کے شرفا میں تھے۔ اور

بریر ابواسحاق ہمدانی کے ماموں تھے۔

اہل تاریخ وسیر ناقل ہیں کہ جب بریر کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ میں آئے ہیں تو بریر کوفہ سے مکہ روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں رہے تا اینکہ شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ لشکر حر کی ملاقات کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے جو خطبہ پڑھا تھا جسکا شروع یہ تھا۔ اما بعد۔ فان الدنیا قد تغیرات الخ اور آپنے اپنے اصحاب کو اجازت دی تھی کہ تم سب مجھے تنہا چھوڑ کر چلے جاؤ سب سے پہلے تو اس خطبہ کا جواب مسلم بن عوسجہ اور نافع بجلی نے دیا تھا۔ جیسا کہ ان دونوں کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں بعد مسلم اور نافع کے پھر بریر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ قسم خدا کی ہم بہت راضی اور خوش ہیں کہ خدا نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہم کو آپکے جان نثار اور آپ کے روبرو لڑنے کی توفیق دی تا کہ ہم شہید ہوں اور ہمارے اعضا کاٹے جاویں اور آپکے نانا جان ہماری شفاعت کریں اور خدا ان لوگوں کا برا کرے جنہوں نے اپنے نبی کی نواسہ کو چھوڑ دیا۔ اور خدا انکو جہنم میں لیجائے۔

ابو مخنف نے لکھا ہے کہ نویں محرم کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک خیمہ علیحدہ نصب کرو اور نورہ کا سامان وہاں مہیا کیا جاوے چنانچہ حسب ارشاد خیمہ لگایا گیا اور نورہ کا سامان رکھا گیا حضرت نورہ لگانے کو خیمہ میں تشریف لے گئے خیمہ کے دروازہ پر عبدالرحمن بن عبدربہ اور بریر حاضر تھے اور ہر ایک اس کوشش میں تھا کہ حضرت کے فارغ ہونے کے بعد وہ نورہ لگائے گا کہ بریر

نے عبدالرحمن سے مزاح شروع کی عبدالرحمن نے کہا اے بریر بھلا اب یہ وقت
اور یہ دن مزاح کا ہے کل تو مارے جاوینگے بریر نے کہا خدا کی قسم میری ساری
قوم گواہ ہے کہ میں نے مزاح کو کبھی جوانی میں پسند نہیں کیا مگر اب اسکی مجھے خوشی ہے
کہ شہید ہونگا اور بہشت میں جاونگا اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اسی وقت میں
اس لشکر پر حملہ کروں اور وہ تلواریں لیکر مجھ پر آویں اور مجھے قتل کریں۔
ضحاک بن قیس مشرقی جس نے امام حسینؑ سے کربلا میں آکر اس شرط سے۔ بیعت
کی تھی کہ اگر انکو یہ معلوم ہوگا کہ میری مدد سے حضرت کو نفع ہے تو وہ حضرت پر
اپنی جان نثار کرینگے ورنہ علیحدہ ہو جاوینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ شب عاشورا
کی مہلت طلب کرنے میں ہم نے لکھا ہے۔ یہی ضحاک راوی ہیں کہ شب عاشورا
جب حضرت امام حسینؑ اور اُن کے سب اصحاب نمازوں اور تلاوت قرآن
میں مصروف تھے اُس وقت ابن سعد کی فوج کا ایک دستہ جو ہم سب کی نگرانی
کرتا تھا ہمارے خیموں کی طرف گذرا اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام
یہ آیتیں پڑھ رہے تھے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي
لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔ حاصل مطلب[1]

[1] سورہ آل عمران کی ۱۷۸، ۱۷۹ آیات

ظاہری ان آیات کا یہ ہے کہ ہمارے مہلت دینے سے کافر کو تم یہ خیال نہ کرو کہ انکی اس میں اچھائی اور بہتری ہے بلکہ انکو ہم نے جو عذاب سے اب تک مہلت دی وہ اس لئے ہے کہ وہ اور زیادہ گناہ کر لیں تاکہ عذاب سخت کے وہ مستحق ہوں۔ خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ مومنین کو اسی حال پر جس پر وہ ہیں چھوڑ دے بلکہ اُن میں سے پلید اور پاک اچھے اور بُرے کو پہچنوا دیگا منجملہ اُن لوگوں کے جو ابن سعد کی طرف سے ہماری نگرانی کر رہے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ آیات پڑھتے ہوئے سنکر ایک شخص بولا کہ قسم رب کعبہ کی ہم طیبوں میں ہیں خدا نے ہم کو تم سے ممیز کر دیا۔ ضحاک کہتے ہیں اُس شقی کی آواز سُنکر میں نے پہچانا کہ وہ کون ہے اور میں نے بریر سے کہا کہ تم نے اسکو پہچانا یہ کون بدبخت ہے بریر نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا کہ کون ہے ضحاک نے کہا اسکا نام ابو حریث عبد اللہ بن شہر سبیعی ہے یہ شخص بڑا بدمعاش اور مسخرہ ہے اور یہ وہی ہے جسکو سعید بن قیس ہمدانی[۱] نے کئی قصور پر قید کیا تھا یہ سُنکر بریر نے کہا ہاں اب میں اسے پہچان گیا اُسکے بعد بریر نے اُسکو پکار کر کہا اے بدبخت خداوند عالم نے کبھی تجکو پاک لوگوں میں مقرر نہیں کیا یہ سُنکر وہ بولا تم کون ہو بریر نے کہا میرا نام بریر ہے اُس نے کہا بیشک سچ کہتے ہو میں ہلاک ہوا بریر نے کہا جب تو یہ جانتا ہے کہ تو ہلاک ہونے والوں میں ہے تو پھر تو توبہ کیوں نہیں کرتا قسم بخدا آیت میں جو طیبون مذکور ہیں وہ ہم ہیں اور خبیثوں سے مراد تم سب

---

[۱] سعید بن قیس ہمدانی صاحب قبیلۂ ہمدان کے سردار اور رئیس تھے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں تھے بعض کا قول ہے کہ انکی وفات آخر زمانہ جناب امیر میں ہوئی بعض کہتے ہیں کہ بعد جنگ صفین مرحوم ہوئے بعض کا قول ہے کہ بعد جناب امیر علیہ السلام وفات ہوئی۔ ۱۲ مصنف

ہو۔ اُس نے کہا اے بریر بیشک مجھے بھی اسکا یقین ہے اور میں اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ بریر نے کہا تو جب یہ جانتا ہے تو پھر کیوں اُس لشکر میں ہے اُس نے کہا آپ پر قربان ہوں اگر میں تمہاری طرف چلا آؤں تو یہ یزید بن عذرۃ الغنزی کی مصاحبت کون کریگا۔ بریر نے کہا خدا تیرا بُرا کرے تو بڑا احمق ہے کہ جان بوجھکر اپنے کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُس جناب کے اصحاب اور عزیزوں پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ اُس وقت بریر نے عرض کی اے مولی حکم ہو تو میں جاکر ان اشقیا کو فہمایش کروں آپ نے اجازت دی بریر ابن سعد کے لشکر کے قریب گئے اور کہا اے گروہ مردم خداوندعالم نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بشیر اور نذیر کرکے اپنی طرف دعوت کرنیوالا بھیجا اور اُس جناب کو ہدایت کا روشن چراغ بنایا۔ اے لوگو یہ فرات کا پانی بہ رہا ہے سؤر اور کُتّے اس میں لوٹتے ہیں اُسکو پیتے ہیں اور نواسۂ رسولؐ پر تم نے پانی بند کردیا کیا رسولؐ کی ہدایت کا یہی معاوضہ ہے اُدہر سے لشکر والوں نے جواب دیا اے بریر بس چپ رہو بہت کچھ کہہ چکے حضرت امام حسینؑ نے بھی بریر کو منع کیا کہ تم اب کچھ نہ کہو اور خود وہ جناب تلوار کو ٹیک کر کھڑے ہوئے اور آپ نے وہ خطبہ پڑہا جسکا شروع یہ تھا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں یہ خطبہ جو حضرت کے حالات میں پورا گذر گیا۔

ابومخنف نے عفیف بن زہیر بن ابی الاخنس سے روایت کی ہے کہ یزید بن معقل جو قبیلۂ بنی عمیرہ بن ربیعہ سے تھا لشکر ابن سعد سے نکلا اور بریر کو پکار کر اُس نے کہا اے بریر دیکھو خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا بریر نے کہا خدا نے میرے

ساتھ تو ہر طرح کی اچھائی کی تم نے ساتھ البتہ برائی کی اُس نے کہا اے بریر تم غلط کہتے ہو اور پہلے تو جھوٹ نہیں بولتے تھے اے بریر تم کو وہ دن یاد ہے جب میں تمہارے ہمراہ کوچہ بنی دودان میں چل رہا تھا تم نے کہا تھا کہ عثمان ایسے ہیں ویسے ہیں اور معاویہ ضال اور مضل ہے اور علی بن ابی طالبؑ امام برحق ہیں بریر نے کہا بیشک میری یہی رائے ہے یہی عقیدہ ہے یزید بن معقل نے جواب دیا اے بریر تم گمراہی پر ہو بریر نے کہا اچھا ہم اور تو مباہلہ کریں ایک دوسرے کو بددعا کر کے لڑنا شروع کریں جو حق پر ہوگا وہ قتل نہ ہوگا جو باطل پر ہوگا وہ مارا جاویگا بس یہ کہکر بریر ہمدانی اور یزید دونو میدان میں نکل آئے اور دونوں نے آسمان کیطرف ایک دوسرے کی بددعا کیلئے اور قتل کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دونوں طرف سے تلوار کے وار چلے پہلے یزید نے بریر پر وار کیا جس سے بریر کو کچھ بھی اثر نہوا پھر بریر نے یزید پر تلوار لگائی جو خود کو کاٹتی ہوئی دماغ تک اوتر آئی اور وہ زمین پر گرا اور بریر کی تلوار اُسکی سر میں پیوست تھی ہلا ہلا کر بریر نے اُسسے نکالا اور بریر یہ رجز اُس وقت پڑھتے تھے۔

انا بریر وابی خضیر ۔۔۔ وکل خیر فلہ بریر

تلوار اُسکے سر سے نکالکر پھر بریر نے لشکر پر حملہ کیا بریر کو لشکر پر آتے دیکھ کر رضی بن منقذ عبدی نے بریر پر حملہ کیا بریر اُس سے لپٹ گئے اور بریر نے اُسکو زمین پر گرا دیا اور سینہ پر اُسکے سوار ہو گئے اُس وقت رضی نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ بھائیو مجھے بچاؤ اُسکی آواز سُنکر کعب بن جابر بن عمرو ازدی دوڑا کہ بریر پر حملہ کرے (راوی عفیف بن زہیر) کہتا ہے کہ میں نے کعب سے کہا اے بدبخت یہ بریر ہیں جو ہم کو مسجد میں قرآن پڑھایا کرتے تھے تو ان پر حملہ کرتا ہے مگر اُس نے کچھ نہ سنا اور جلتے

ہی بریر کی پشت پر نیزہ مارا جب بریر کو نیزہ کا پشت میں درانا محسوس ہوا تو بریر نے رضی کی ناک دانتوں سے کاٹ لی ادھر کعب نے نیزہ کو بریر کی پشت سے کھینچا نیزہ کا پھل تو بریر کی پشت میں رہ گیا اور بریر پشت پر اُسکے کھینچنے سے گر پڑے پھر کعب نے تلواریں مار مار کر بریر کو شہید کیا۔ راوی کہتا ہے رضی جسکی ناک بریر نے کاٹ لی تھی میں نے دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا گرد وغبار اپنے بدن کا جھاڑ رہا ہے اور ایک ہاتھ اُسکا ناک پر ہے اور کہہ رہا کہ اے ازدی بھائی تو نے مجھے وہ انعام دیا ہے کہ ساری عمر نہ بھولونگا۔ کربلا کے معرکہ کے بعد جب کعب اپنے گھر پلٹ کر آیا تو اُسکی بہن جسکا نام نوار تھا اُس نے کعب سے کہا کہ تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں کا ساتھ دیا اور سید القراء بریر کو قتل کیا میں تجھ سے ساری عمر اب کوئی بات نکرونگی۔

مصنف علامہ فرماتے ہیں کہ بریر اور اُن کے والد کے نام میں ارباب سیر و رجال و مقاتل میں اختلاف ہے کتب رجال میں اُنکا اور اُنکے والد کا نام یزید بن حصین لکھا ہے۔ ابن کثیر نے اُنکا نام بریر لکھا ہے جسکا پہلا حرف با موحدہ تحتانیہ یعنی بائے ابجد ہے دوسرا اور چوتھا حرف رائے مہملہ یعنی راء قرشت اور تیسرا حرف یاء مثناۃ تحتانیہ یاء یعنی حطی ہے اور والد کا نام ابن اثیر نے خضیر لکھا ہے یعنی پہلا حرف خاء معجمہ دوسرا حرف ضاد معجمہ تیسرا حرف یاء مثناۃ تحتانیہ چوتھا حرف راء مہملہ خضر کا مصغر ہے وزن پر بریر کے ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جیساکہ خود بریر نے اپنے رجز میں اپنا اور اپنے باپ کا بھی نام بریر و خضیر لیا ہے۔

عابس ابن ابی شبیب الشاکری

عابس ابن ابی شبیب بن شاکری بن ربیعہ بن مالک بن صعب بن معاویہ بن کثیر

بن مالک بن جشم بن حاشد ہمدانی شاکری نسبت ہے قبیلۂ بنو شاکر کی طرف جو ہمدان کا ایک قبیلہ ہے۔

عابس ایک مرد شجاع رئیس عابد زاہد شب زندہ دار خالص مخلص شیعہ تھے اور سارا قبیلۂ بنو شاکر کا حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے شیعہ مخلصین سے تھا اسی قبیلہ کے لوگوں کی شان میں حضرت امیر علیہ السّلام نے جنگ صفین میں فرمایا ہے کہ اگر قبیلۂ بنو شاکر کے لوگوں کی تعداد ایک ہزار پوری ہوتی تو خدائی میں کوئی سوائے خدا کے اور کسی کو معبود نہ بناتا۔ اس قبیلہ کو لوگ شجاعان عرب وحامیان عرب کہتے تھے اور ان کا لقب عرب نے جوانان صباح رکھا تھا۔ اور عابس شاکری کو وداعی بھی کہتے تھے اس وجہ سے کہ انکے قبیلہ نے ہمدان میں آکر قبیلۂ بنو وادعہ کے یہاں سکونت اختیار کی تھی۔ علامۂ طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب مسلمؑ کوفہ میں آئے اور مختار کے گھر میں اُترے اور اہل کوفہ اُنکے پاس جمع ہوئے اُس وقت جناب مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کا خط بنام اہل کوفہ نکالکر پڑھا اور سب کو سُنایا حضرت کا خط سُنکر لوگ رونے لگے عابس نے اسوقت ایک خطبہ پڑھا جس میں بعد حمد و صلوٰۃ کے اُنھوں نے جناب مسلمؑ کو سنا کر کہا کہ میں اور لوگوں کے دلوں کا حال تو جانتا نہیں وہ کیا کریں گے مگر میں طرح سے اپنی جان قربان کرنے کو حاضر ہوں جب تم بلاؤ موجود ہوں جسوقت حکم دو تمہارے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہوں جبتک زندہ رہوں اور اس کام سے میری غرض سوائے خوشنودی خداوند عالم اور کچھ نہیں ہے عابس کے خطبہ ختم ہونے پر پھر حبیب بن مظاہر نے بھی ایسا ہی کہا تھا جو اُن کے حال میں ہم نے نقل کیا ہے۔ اور تاریخ طبری میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب جناب مسلمؑ کوفہ میں آئے

اور مختار کے گھر سے ہانی کے گھر میں منتقل ہوئے اور آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اہل کوفہ نے بیعت کی اور آپکی اطاعت کو سب آمادہ ہیں اب آپ جلد ادھر تشریف لائیں تو یہ عرضی عابس کے ہاتھ جناب مسلمؑ نے روانہ کی تھی عابس مع اپنے غلام کے جنکا نام شوذب تھا یہ عرضی لیکر مکہ معظمہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں گئے تھے۔ ابو مخنف راوی ہیں کہ جب روز عاشورا ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو اور چند اصحاب حضرت امام حسینؑ کے شہید ہو چکے تو عابس نے اپنے غلام شوذب کو بلایا اور کہا اے شوذب تیرا کیا ارادہ ہے غلام نے عرض کی بس یہی ارادہ ہے کہ آپکے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر سے اپنی جان نثار کروں عابس نے کہا ہاں مجھے تجھسے یہی اُمید تھی اور ہے بس لے تو اب میدان کے لئے تیار ہو جا اور حضرت پر تصدق ہو میں خدا سے تجھے لونگا اور اے شوذب اگر اس وقت میرے پاس تجھ سے زیادہ کوئی اور شخص عزیز موجود ہوتا تو میں اُسکو بھی اُن حضرت پر قربان کرتا اے شوذب آج کا دن ایسا ہے کہ جسقدر ہو ہم تم ثواب حاصل کریں اور پھر ایسا دن نہ آویگا غلام سے یہ باتیں کر کے عابس خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوئے اور آداب بجالانے کے بعد عرض کی اے مولیٰ آپ سے زیادہ میں کسیکو نہیں چاہتا ہوں اور اگر میں آپ سے اِن اشقیا کو دفع کر سکتا تو اپنی جان دیکر آپ کو بچاتا اب میرا آخری سلام آپ قبول فرمائیں اب میں لڑنے اور شہید ہونے جاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اور آپکے والد ماجد امام و ہادی برحق ہیں یہ عرض کر کے عابس رخصت ہوئے اور تلوار کھینچکر لشکر شام پر آئے اور پکارا جو چاہے مجھسے لڑنے کو نکلے۔

ابومخنف نے ربیع بن تمیم ہمدانی سے روایت کی ہے ربیع کہتا ہے میں نے جب
عابس کو آتا دیکھا فوراً پہچان لیا کیونکہ اکثر معرکوں میں میں نے انکو دیکھا تھا کہ وہ بڑی
بہادری سے لڑتے تھے بس میں نے لشکر ابن سعد میں پکارا کہ یہ شیروں کا شیر ہے
یہ ابن شبیب ہے دیکھو اسکے سامنے کوئی اکیلا نہ جاوے ورنہ فوراً یہ اُسکو قتل کریگا
یہ سنا تھا کہ سارا لشکر خایف ہوگیا اور کوئی تنہا اُن کے مقابلہ کو نہ نکلا اور عابس درمیان
لشکر پکارتے پھرتے تھے کہ کوئی مجھ سے لڑنے کو آوے مگر کوئی نہ نکلا تب عمر بن سعد
نے پکارا او اے ہو تم پر اگر عابس کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتے ہو تو دور سے
اُن پر پتھر برسادو یہ سنکر لوگوں نے عابس پر پتھر مارنا شروع کیا عابس نے جب
دیکھا تو اپنے ذرہ اور خود سب کو اُتار کے پھینک دیا اور تلوار لیکر لشکر میں گھس گئے
ربیع کہتا ہے قسم بخدا میں نے دیکھا کہ دو دو سو سے زیادہ آدمی عابس کے حملہ کرنے
پر اُنکے سامنے سے بھاگتے تھے اور ادھر اُدھر سے پتھر مارتے تھے تا اینکہ انکو قتل کیا
اور انکا سر کاٹ لیا اور چند آدمی سر لئے ہوئے آپس میں جھگڑتے تھے ہر ایک
کہتا تھا کہ عابس کو میں نے مارا اور یہی جھگڑا کرتے ہوئے وہ سب ابن سعد کے
پاس آئے ابن سعد نے کہا کیوں بیکار لڑتے ہو کسی ایک نے انکو نہیں مارا ہے
سب نے ملکر مارا ہے۔

شوذب بن عبداللہ الہمدانی الشاکری

شوذب عابس کے غلام اور بڑے بہادر شہسوار نمودار شیعہ تھے حضرت امیر المومنین
علیہ السّلام سے حدیث کی روایت کرتے تھے صاحب حدائق وردیہ لکھتے ہیں

شوذب کے پاس شیعہ جمع ہوتے تھے اور شوذب اُن سے احادیث حضرت امیر علیہ السّلام بیان کیا کرتے تھے اور جب عابس کوفہ سے جناب مسلمؑ کی عرضی لے کر مکہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں آئے تھے تو شوذب بھی اُنکے ہمراہ آئے تھے اور پھر مکہ سے کربلا آئے روز عاشورہ عابس نے ان کا منشاء دریافت کر کے انکو میدان میں بھیجا جیسا کہ ابھی عابس کے حال میں مذکور ہوا یہ میدان میں گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔

حنظلہ بن اسعد شبامی

حنظلہ بن اسعد بن شبام بن عبد اللہ بن اسعد بن حاشد بن ہمدان الہمدانی الشبامی۔ شبام بکسر شین معجمہ و باء موحدہ و الف آخر میں میم ہے۔ کتاب کے وزن پر ہے بنو شبام ایک ہمدان کا قبیلہ ہے۔

حنظلہ سر برآوردہ شیعہ و فصیح و بلیغ و شجاع قاری تھے انکا ایک بیٹا تھا جسکا نام علی تھا کسی تاریخ میں اُسکا ذکر آیا ہے۔

ابو مخنف نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے کربلا میں پہونچنے کے بعد یہ حنظلہ حضرت کی رفاقت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور ابن سعد اور حضرت امام حسینؑ سے جو بعد ورود کربلا پیغام سلام خط کتابت ہوتی تھی وہ یہی حنظلہ لیجاتے تھے۔ روز عاشورا جب میدان جنگ گرم ہوا حنظلہ خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے حاضر ہوئے اور میدان کی اجازت چاہی بعد حصول اجازت میدان میں آئے اور لشکر ابن سعد کو مخاطب کر کے یہ آیات پڑھنے تھے۔

يَا قَوْمِ اِنِّی اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ه مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ه يَا قَوْمِ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ه يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ه يَا قَوْمِ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی

حضرت امام حسین علیہ السّلام نے جب دیکھا کہ حنظلہ یہ آیات لشکر کو سنا رہے ہیں اور انکو کچھ اثر نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا اے حنظلہ اے ابن اسعد یہ لوگ مستحق عذاب ہو گئے ہیں یہ تمہاری نصیحت کچھ نہ سُنیں گے تمہارے اور تمہارے اصحاب کے قتل پر آمادہ ہیں اور بہت سے تمہارے برادران ایمانی کو قتل کر چکے ہیں یہ سنکر حنظلہ نے عرض کی اے مولی آپ سچ فرماتے ہیں اب اجازت ہو میں اپنی جان دیکر اپنے برادران ایمانی سے جا کر ملوں۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے جاؤ اور جو عالم اس دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے وہاں پہونچو۔ حضرت کی یہ دعا سُنکر حنظلہ نے تسلیم کی آداب بجالائے اور عرض کی اے مولی آپ پر سلام ہو خدا آپ پر اور آپکے اہل بیت پر درود بھیجے اور بہشت میں ہم کو آپکی مصاحبت نصیب ہو حضرت نے فرمایا آمین آمین پس حنظلہ نے تلوار کھینچ لی اور لشکر سے لڑنا شروع کیا اور لشکر نے اُنپر حملہ کیا اور ایک مجمع نے اُن کو شہید کیا۔

عبدالرحمٰن الارجبی

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ الکدن بن ارحب بن دعام بن مالک بن معاویہ

بن صعب بن رومان بن بکیر الہمدانی الارحبی بنوارحب بھی ایک ہمدان کے قبیلہ سے ہے۔ عبدالرحمن مشہور تابعی تھے اور بڑے شجاع اور بہادر تھے۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ مکہ معظمہ میں جو وفد یعنی جماعتیں اہل کوفہ کی حضرت کے پاس عرضیاں بلانے کی لیکر آئی تھیں پہلا وفد عبداللہ بن سبع اور عبداللہ وال کا تھا دوسرا وفد قیس اور انہیں عبدالرحمن کا تھا ان دونوں کے ہاتھ پچاس عرضیاں اہل کوفہ نے روانہ کی تھیں اور یہ وفد بارہویں ماہ صیام کو مکہ پہونچا تھا اور دیگر وفد والے ان سے وہیں مکہ میں ملے تھے۔ تیسرا وفد سعید بن عبداللہ حنفی اور ہانی بن ہانی کا تھا ابومخنف نے لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے جناب مسلم کو کوفہ روانہ کیا تو اُنکے ہمراہ بھی عبدالرحمن اور قیس اور عمارہ بن عبید السلولی بھی گئے تھے مگر یہ عبدالرحمن بعد میں کوفہ سے پھر چلے آئے اور حضرت کے ساتھ ساتھ کربلا میں آئے اور عاشورے کے روز جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو حضرت سے اجازت لیکر یہ صاحب میدان میں آئے اور جدال وقتال کے بعد شہید ہوئے اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

صبراً علی الاسیاف والاسنہ   صبراً علیہا الدخول الجنۃ

سیف بن الحرث بن سریع بن جابر الہمدانی و مالک بن عبداللہ بن سریع بن جابر الہمدانی الجابری بنو جابر بھی ایک بطن ہے قبائل ہمدان سے سیف اور مالک دونوں سریع کے پوتے ہیں اور آپس میں چچازاد بھائی ہیں اور اخیافی بھائی بھی ہیں کیونکہ دونوں کی والدہ ایک ہی تھیں۔ یہ دونوں بزرگ سالم مع اپنے غلام کے جن کا نام شبیب تھا خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام

حاضر ہوئے اور آپ کے لشکر میں شریک ہو گئے جب روز عاشورا ان دونوں نے دیکھا کہ حضرت پر چڑھائی ہو رہی اور کسی طرح صلح کی اُمید نہیں ہے یہ دونوں بھائی روتے ہوئے خدمت میں حاضر ہوئے حضرت امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹو کیوں روتے ہو قسم بخدا مجھے کامل اُمید ہے کہ تھوڑی دیر بعد تم خوش ہو جاؤ گے اور تمہاری آنکھیں خنک ہو جاویں گی ۔ دونوں نے عرض کی ہم آپ پر قربان ہوں اپنے لئے ہم نہیں روتے بلکہ آپ کا حال دیکھ کر کہ آپکو دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا ہے ہم روتے ہیں اور ہم کچھ نہیں کر سکتے سوا اسکے کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کر دیں ۔ حضرت نے فرمایا خدا تم کو ایسی جزائے خیر دے جو متقی لوگوں کی جزا سے بہتر ہو۔

ابو مخنف کی روایت ہے کہ ابھی وہ دونوں بزرگ حضرت کی خدمت میں یہ عرض کر رہے تھے کہ حنظلہ بن اسعد لشکر ابن سعد کو وعظ و پند کرتے ہوئے اور لڑ کر شہید ہو گئے یہ دیکھ کر یہ دونوں صاحبوں نے حضرت کو سلام کیا آپ نے جواب دیا بس میدان کو روانہ ہوئے اور لڑنا شروع کر دیا ایک لڑتا تھا اور دوسرے لڑنے والے کے پیچھے پیچھے اسکو بچاتا تھا یہاں تک کہ دونو بزرگ شہید ہو گئے۔

شبیب مولی الحرث بن سریع الہمدانی

شبیب بھی جو حرث کے غلام تھے بڑے بہادر اور شجاع تھے اپنے آقا حرث اور سیف کے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لشکر میں داخل ہوئے تھے جناب شہر ابن آشوب فرماتے ہیں کہ حملۂ اولی میں ظہر سے پہلے جو حضرت امام حسین علیہ السّلام

کے اصحاب شہید ہوئے اُسی حملہ میں شبیب بھی شہید ہوئے ہیں۔

عمار الدالانیؒ

عمار بن سلامہ بن عبد اللہ بن عمران بن راس بن دالان ابو سلامۃ الھمدانی الدالانی بنو دالان بھی ایک بطن ہمدان ہے۔ یہ صاحب ابو سلامہ صحابی ہیں جناب سرورِ کائنات کی خدمت میں حاضری کا شرف آپکو حاصل ہوا تھا جیسا کہ علامہ کلبی او ابن حجر نے لکھا ہے۔

اور طبری کہتے ہیں کہ یہ بزرگ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب میں ہیں او حضرت کے ہمراہ تینوں لڑائیوں میں جنگ جمل صفین نہروان میں حاضر تھے۔ جب حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے منزل ذی قار سے بصرہ کو جنگ کے واسطے کوچ فرمایا تھا اُس وقت انھیں ابو سلامہ عمار نے آپکی خدمت میں عرض کی تھی کہ اے مولیٰ بصرہ میں پہونچکر آپ کیا کریں گے حضرت نے جواب میں فرمایا تھا کہ میں وہاں جاکر اُن لوگوں کو ہدایت کرونگا خدا کی دعوت دونگا خدا کی اطاعت کرنے کو کہونگا اگر یہ باتیں نہ منظور کرینگے تو پھر اُن سے لڑونگا یہ سُنکر ابو سلامہ نے عرض کی تھی کہ جو خدا کیطرف بندوں کو بلاوے اُنکی ہدایت کرے اُسپر کوئی غالب نہیں ہوسکتا۔

ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں لکھا ہے کہ ابو سلامہ عمار دالانی کربلا میں حاضر خدمت حضرت امام حسینؑ ہوئے تھے اور روز عاشورا کربلا میں شہید ہوئے صاحب حدائق وردیہ اور سروی کہتے ہیں کہ یہ صاحب پہلے حملہ میں مع دیگر اصحاب شہید ہوئے ہیں۔

حبشی بن قیس النہمی

حبشی بن قیس بن سلمہ بن طریف بن ابان بن سلمہ بن حارثہ ہمدانی نہمی بنونہم بھی ایک ہمدان کا بطن ہے۔

ان حبشی کے دادا سلمہ منجملہ صحابہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جیسا کہ اہل رجال نے لکھا ہے۔

اور انکے والد قیس کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا تھا اور خود حبشی بن قیس حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مبارک میں بمقام کربلا بزمانہ مہلت حاضر ہوئے تھے۔

علامۂ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین کیطرف سی شہید ہوئے

زیاد ابو عمرۃ الہمدانی الصائدی

زیاد بن غریب بن حنظلہ بن دارم بن عبد اللہ بن کعب الصائدی بن شرجیل بن شراحیل بن عمر بن جشم بن حاشد بن جشم بن حیزون بن عوف بن ہمدانی ۔ بنو صائد بھی ایک بطن منجملہ قبائل ہمدان کے ہے۔

غریب تو صحابی تھے اور زیاد کو بھی شرف زیارت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوا تھا۔

زیاد شجاعان عرب میں مشہور شخص تھے اور بڑے عابد اور زاہد۔ تہجد گذار تھے اور مشاہیر عباد سے تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں لکھا ہے کہ زیاد حضرت امام حسین علیہ السلام کے طرف سے کربلا میں شہید ہوئے۔

اور علامہ شیخ ابن نما مہران کاہلی سے راوی ہیں کہ میں کربلا میں روز عاشورا موجود تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ بڑی بہادری اور دلیری سے لڑ رہا ہے اور جس طرف ابن سعد کے لشکر پر وہ جاتا ہے ادھر صفایا کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا انکا نام ابو عمرہ حنظلی ہے اسکے بعد عامر بن نہشل نے اُنپر حملہ کیا اور شہید کیا۔

سوار بن منعم حابس بن ابی عمیر بن نہم الہمدانی النہمی

سوار بن منعم کربلا کے مقام میں عاشورا سے پہلے ایام مہلت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر شریک جان نثاران ہوئے تھے۔

اور یوم عاشورا پہلا حملہ جو لشکر ابن سعد نے حضرت کے لشکر پر کیا تھا اُس حملہ میں جو اصحاب شہید ہوئے اُن میں سوار بھی ہیں۔

حدایق وردیہ میں منقول ہے کہ سوار جب زخمی ہو کر گر پڑے تو انکو زندہ پکڑ کے ابن سعد کے پاس لے گئے ابن سعد نے قتل کا حکم دیا سوار کے قوم والوں نے سفارش کر کے چھوڑ لیا اور اپنے پاس رکھا اور وہیں اپنے قوم کے پاس چھ ماہ بعد اُنہوں نے رحلت کی۔ اور اسی کی موید فقرہ زیارت حضرت صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ فرجہ وسہل مخرجہ ہے جو آپ نے انکی متعلق فرمایا ہے السلام علی الجریح الماسور سوار بن ابی عمیر النہمی سلام اُس زخمی پر جو قید کیا گیا جنکا نام سوار بن ابی

عمیرہ نہمی تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس قید سے دوسری قید جو قبل معرکہ کربلا ہوئی وہ مراد لیں۔

لفظ نہمی جو نسبت اِن کی ہے اُسکا حلیہ یہ ہے پہلے نون مفتوح ہے اُس کے بعد ہا، ہوز ساکن اُسکے بعد میم ہے پھر یا حطی ہے اور بعض کتب میں بجائے نہمی فا کے ساتھ لکھا ہے وہ غلط ہے۔

عمرو بن عبد اللہ الہمدانی الجندعی

جندع بھی ایک بطن ہے قبائل ہمدان سے۔ عمرو جندعی کربلا میں آکر بزمانۂ مہلت حضرت سے مشرف ہوئے صاحب حدائق وردیہ کہتے ہیں کہ لڑتے لڑتے جب بہت زخمی ہو گئے اُس وقت اُنکے سر پہ ایک تلوار کا زخم شدید لگا اور زمین پر گر پڑے اُنکے قوم قبیلہ والے جو لشکر ابن سعد میں تھے انکو اُٹھالے گئے اور اُسی سر کے زخم کی سبب ایکسال بیمار صاحب فراش رہکر جان بحق تسلیم ہوئے۔ حضرت صاحب الزمان علیہ السّلام زیارت ناحیہ میں انکا ذکر یوں فرماتے ہیں السلام علی الجریح المرتث عمرو الجندعی

مقصد چہارم

بیان میں مذحجین کے جنہوں نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی نصرت کی۔ ہانی بن عروہ بن نمران بن عمرو بن قعاس بن عبد یغوث بن مخدش بن حصر بن غنم بن مالک بن عوف بن منبہ بن غطیف بن مراد بن مذحج ابو یحیٰین المذحجی المرادی الغطیفی جناب ہانی خود بھی اصحاب حضرت رسالت پناہی سے تھے اور اُنکے والد بھی

صحابی تھے۔ ابن سعد نے انکا سن شریف وقت شہادت نوے سال سے کئی سال زیادہ لکھا ہے بعض مورخین کا قول ہے کہ تر اسی سال کے تھے۔ عصا کو ٹیک کر چلتے تھے اسی عصا سے ابن زیاد کو مارا تھا۔

علامۂ مسعودی نے مروج الذہب میں انکے حالات میں لکھا ہے اپنے قبیلہ کے سردار اور شیخ تھے چار ہزار سوار زرہ پوش اور آٹھ ہزار پیادے وقت ضرورت ان کے قبیلہ سے نکلتے تھے اور کندہ جوان کے حلیف تھے اگر وہ بھی انکے ساتھ ہو جاتے تھے تو تیس ہزار زرہ پوش انکے ہمراہ نکلتا تھا۔

کامل مبرد میں ہے عروہ نے کثیر بن شہاب مذحجی جو خراسان کا مال خراج کھا کر غبن کر کے معاویہ سے بھاگا تھا اسکو ہانی بن عروہ نے اپنے یہاں پناہ دی تھی معاویہ کو جب معلوم ہوا کہ کثیر بن شہاب ہانی کے گھر میں ہے اور ہانی نے اسکو پناہ دی تو معاویہ نے قسم کھائی کہ میں ہانی کو مدن قتل کئے ہوئے نہ ہونگا جب ہانی کو یہ معلوم ہوا تو ایکدن ہانی تن تنہا معاویہ کے دربار میں آئے اور اُس وقت تک معاویہ نے ہانی کو نہیں دیکھا تھا جب سب لوگ چلے گئے اور ہانی بیٹھے رہے تو معاویہ نے دریافت کیا کون ہو انھوں نے کہا میں ہانی بن عروہ ہوں تیری پناہ میں آیا ہوں۔ معاویہ نے کہا اب تمہارا وہ زمانہ نہیں ہے جو تمہارے باپ کے وقت میں تھا تم سے کوئی بول نہیں سکتا تھا ہانی نے کہا اُس وقت سے اب اور زیادہ میرا زمانہ ہے معاویہ نے کہا کیونکر اب زیادہ ہے ہانی نے کہا جب میں مسلمان نہیں تھا اور اب خدا کے فضل سے مشرف باسلام ہوں معاویہ نے کہا کثیر کہاں ہے ہانی نے کہا وہ میرے پاس ہے گویا تمہارے لشکر میں ہے معاویہ نے کہا اے ہانی دیکھو جس قدر مال اُس نے

تغلب کیا ہے اُس میں سے کچھ تم لے لو اور کچھ اُس کو دیدو۔

علامۂ طبری نے لکھا ہے کہ جب معقل غلام ابن زیاد نے ابن زیاد کو خبر دی کہ مسلم بن عقیل ہانی کے گھر میں مخفی ہیں۔ ابن زیاد نے ہانی کو بلایا ہانی فوراً بے خوف چلے آئے اور اُنکو اسکا وہم بھی نہ تھا کہ ابن زیاد اُنکو قتل کریگا۔ جب ہانی ابن زیاد کے پاس پہونچے تو ابن زیاد نے کہا کہ تمہاری موت تم کو لائی ہے ہانی نے کہا اے امیر یہ کیا کہتے ہو اُس کے بعد ابن زیاد نے سب اقعات جناب مسلم کے دریافت کرنے شروع کئے ہانی ہر بات کا انکار کرتے جاتے تھے ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو پکارا وہ سامنے آیا ہانی نے اُسے دیکھا اور جانا اسی نے مخبری کی یہ اسی غرض سے مکر کر کے جناب مسلم کے پاس آیا تھا اُس وقت ہانی نے سب باتوں کا اقرار کیا اوس وقت ابن زیاد نے کہا اے ہانی کیا ہمارے باپ زیاد کا تم پرہ احسان نہیں ہے کہ اُنھوں نے تمہارے باپ کو معاویہ سے سفارش کر کے بچا لیا تھا ہانی نے کہا تو اب دوسرا احسان کر کہ جو میری پناہ میں ہے اُس کو تو بچا لے اور میں ضامن ہوں کہ اسی وقت مسلم کو اپنے گھر سے رخصت کر کے باہر پہونچا دونگا یہ سنکر ابن زیاد نے کوڑے ہانی کے مُنہ پر مارے کہ اُنکی ناک زخمی ہو گئی اور ہانی کو قید کر دیا۔

ابو مخنف نے یہ روایت کی ہے کہ جب ابن زیاد کو اُسکے غلام معقل نے ہانی کے گھر میں جناب مسلم کے ہونے کی خبر پہونچائی ابن زیاد نے اُسی وقت محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ کو حکم دیا کہ ہانی کو فوراً حاضر کرو محمد ابن اشعث نے کہا کہ اے امیر کیا ہانی نے کچھ خلاف کیا ہے ابن زیاد نے کہا کچھ نہیں تم اُنکو لے آؤ چنانچہ دونوں شخص گئے اور ہانی کو اپنے ہمراہ لائے اور یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے ہانی کو دیکھتے ہی ابن زیاد نے

کہا کیوں ہانی تم کو یاد ہے کہ میرے والد نے شیعوں کو قتل کیا مگر تمہارے باپ کو چھوڑ دیا اور اُنکی قدر و منزلت کی اور حاکم کوفہ کو اُنکی بابت حکم دیا کہ انکی مدد کیا کرے۔ اس احسان کا اے ہانی یہی عوض تھا کہ تم نے ایک ایسے شخص کو اپنے گھر میں چھپایا جو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اور سارا قصہ ابن زیاد نے اُس وقت کا بیان کیا جب ابن زیاد ہانی کے مکان میں شریک کی عیادت کو گیا تھا اور ابن زیاد کے قتل کی صلاح ہوئی تھی۔ مگر جناب مسلمؑ نے دھوکے سے ابن زیاد کا مارنا پسند نہ فرمایا۔ ہانی نے ان سب امور کا انکار کیا۔ ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو پکارا اور وہ آیا اُسکو دیکھ کر ہانی کو یقین ہو گیا کہ یہ مخبر تھا اسی نے سب خبر ابن زیاد کو دی ہے اُس وقت ہانی نے کہا اے ابن زیاد تم نے جو سنا صحیح ہے مگر مجھ پر جو تمہارے باپ کا احسان ہے وہ کبھی نہیں بھولوں گا اور مجھ سے احسان کے خلاف کبھی کوئی بات نہ ہوگی اور تم اور تمہارے اہل سب میری پناہ میں ہیں ہانی کا یہ کلام سنکر ابن زیاد نے ہانی کو گرادیا اور مہران نافع جو شخص ہانی کے پیچھے کھڑا تھا اُس نے ابن زیاد سے کہا کس قدر ذلت کی بات ہے کہ ہانی تم کو اور تمہارے اہل کی بابت کہے کہ میری امان میں ہو یہ سنکر ابن زیاد نے مہران سے کہا ہانی کے سر کے بال پکڑ لے مہران نے ہانی کے گیسو پکڑ لئے ابن زیاد نے چھڑی ہانی کے چہرہ پر مارنا شروع کیا اس قدر مارا کہ ساری پیشانی اور ناک ہانی کی زخمی ہو گئی جب قبیلۂ مذحج کے لوگوں نے ہانی کی آواز سنی تو فوراً قلعہ کو گھیر لیا قاضی شریح قلعہ سے نکلا اور اُس نے اہل مذحج سے کہا کہ کوئی خوف کا مقام نہیں ہے ابن زیاد نے ہانی کو قید کر لیا ہے تم لوگ گھبراؤ نہیں اور فساد نہ کرو یہ سنکر اُن لوگوں نے کہا خیر حاکم کو قید کرنے کا حق ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور ہانی کو ابن زیاد نے قید میں رکھا جب جناب مسلمؑ بھی گرفتار ہو کر ابن زیاد کے سامنے آئے اُس وقت

ابن زیاد نے مسلمؑ اور ہانی دونوں کو قتل کا حکم دیا اور کہا کہ دونوں بزرگوں کے پیر میں رسی باندھ کر ان کی لاشیں بازاروں میں کھینچی جاویں۔ ہانی کا قتل ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو ہوا اور اُسی دن جناب مسلمؑ بھی مارے گئے۔ جناب مسلمؑ کو تو بکیر بن حمران نے دارالامارہ کے کوٹھے پر لیجا کر قتل کیا اور جسم شریف انکا قلعہ کے اُوپر سے نیچے پھینکدیا اور ہانی بن عروہ کو مشکیں باندھکر اُس بازار میں لے گئے جہاں بھیڑ بکریاں فروخت ہوتی تھیں جب اُس بازار میں پہونچے تو ہانی نے اپنے اہل قبیلہ مذحج کو پکارنا شروع کیا کہ کوئی آوے میری مدد کرے جب کوئی نہ آیا تو ہانی نے اپنی مشکیں توڑ ڈالیں اور کہتے تھے کہ لاٹھی یا چھری یا پتھر مجھے کوئی اِس وقت دیدے کہ میں انکو مار کر اپنے کو بچالوں مگر کسی نے یہ بھی نہ کیا اور حاکم کے آدمیوں نے پھر ہانی کو پکڑ لیا اور مشکیں باندھ دیں اور کہا گردن بڑھاؤ ہانی نے کہا میں اپنے خون میں خود شریک ہونا نہیں چاہتا اور گردن نہیں بڑھائی رشید ترکی جو ابن زیاد کا غلام تھا پہلے اُس نے ہانی کو تلوار لگائی مگر اُسکا کچھ اثر نہوا اُس وقت ہانی یہ کلمات کہتے تھے خدا کی طرف بازگشت ہے یا اللہ میں تیری رحمت اور رضوان کی طرف حاضر ہوتا ہوں قاتل نے دوسری ضربت لگائی اور اس ضربت سے ہانی شہید ہوئے۔

جناب مسلمؑ اور ہانی کے قتل کے بعد ابن زیاد نے دونو صاحبوں کے سر یزید کے پاس شام میں بھیجدیئے۔

علامۂ طبری نے لکھا ہے کہ جب جناب مسلمؑ اور ہانی کے قتل کی خبر حضرت امام حسین علیہ السلام کو پہونچی تو آپ کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ دونوں پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

علامہ طبری نے لکھا ہے کہ جب خازر[1] کی لڑائی ہوئی اور عبدالرحمن بن حصین مرادی نے (جو لشکر مختار میں تھے) اس رشید ترکی ہانی کے قاتل کو دیکھا اسکو قتل کیا۔

جنادہ[2] بن الحرث المذحجی المرادی السلمانی الکوفی

یہ صاحب مشاہیر شیعہ سے تھے اور حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب خاص تھے۔

جناب مسلمؑ جب کوفہ میں آئے تو جنادہ اُنکے ساتھ رہے اور جب اُنھوں نے دیکھا کہ جناب مسلم اسے لوگ پھر گئے تو جنادہ خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے کوفہ سے نکل کر حاضر ہو گئے اور اُنکے ساتھ عمر بن خالد صیداوی اور چند لوگ اور بھی حضرت کی خدمت میں آکر شریک لشکر ہوئے تھے اور یہ لوگ اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں آئے تھے جب حضرت امام حسین منزل عذیب میں تھے اور لشکر حر حضرت سے مل چکا تھا حر نے اُنکو روکا اور حضرت کی خدمت میں جانے سے منع کیا مگر حضرت امام حسین علیہ السّلام نے حُر کو سمجھا کر انکو اپنے ساتھ لے لیا چنانچہ یہ حال مفصل بیان میں عمر بن خالد کے مذکور ہوا ہے۔

روز عاشورا جب لڑائی شروع ہوئی یہ جنادہ اور جو لوگ ان کے ساتھ منزل

---

[1] خازر پہلا حرف خا نقطہ دار اور دوسرا زا نقطہ دار ہے آخر میں را مہملہ بے نقطہ ہے۔ ایک شہر کا نام ہے جو موصل و اربل کے درمیان میں ہے اور اس مقام پر مالک بن اشتر بزمانۂ مختار سنہ ۶۶ھ میں شہید ہوئے ہیں۔

[2] جنادہ پہلا حرف جیم ہے پھر نون والف پھر دال بے نقطہ آخر میں ہائے ہوز ہے غلطی سے انکا نام حبّار اور حیان بھی بتایا گیا ہے۔ اور سلمانی نسبت ہے طرف سلمان کے جو ایک بطن قبیلۂ مراد کا ہے اور

عذیب ہجانات میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آکر شامل لشکر ہوئے تھے یکبارگی سب مالکر لشکر شام میں گھس گئے اور لڑنا شروع کیا لشکر شام نے انکو گھیر لیا جناب عباسؑ یہ حال دیکھکر میدان میں آئے اور ان سب کو اس جناب نے لشکر کے نرغہ سے نکال لیا مگر ان سب نے جناب عباسؑ کیخدمت میں عرض کی ہم اب زندہ نہ پھرینگے اور جب تک زندہ ہیں ان سے لڑینگے اور پھر لشکر پر حملہ شروع کیا اور بعد جنگ عظیم ایک ہی جگہ سب کے سب شہید ہوئے۔

واضح الترکی حرث سلمانی مذحجی کا غلام

واضح حرث کے غلام ترکی بڑے شجاع اور قاری تھے اور اپنے مالک حرث کے بیٹے جنادہ کے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بمقام عذیب ہجانات حاضر ہوئے تھے۔ صاحب حدایق وردیہ نے یہی لکھا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ واضح غلام ترکی وہی ہیں جو لڑتے وقت یہ رجز پڑھتے تھے اور پیادہ لڑتے تھے۔

اَلْبَحْرُ مِنْ ضَرْبِیْ وَطَعْنِیْ یَصْطَلِی	وَالْجَوُّ مِنْ عَثْیِرْ نَقْعِیْ یَمْتَلِی
اِذَا حُسَامِیْ فِیْ یَمِیْنِیْ یَنْجَلِی	یَنْشَقُّ قَلْبُ الْحَاسِدِ الْمُبَجَّلِی

اہل مقاتل کہتے ہیں کہ جب یہ زمین پر زخمی ہو کر گرے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو انہوں نے پکارا حضرت فوراً انکے پاس اس وقت پہونچے جب یہ دم توڑ رہے تھے حضرت نے انکو گلے سے لگا لیا اس وقت انہوں نے کہا کہ میرے مثل کون ہو سکتا ہے کہ نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رخسارہ پر اپنا رخسارہ رکھے ہوئے

ہیں یہ لکھکر روح پرواز کر گئی۔

مجمع بن عبداللہ العائذی

ان کا نسب یہ ہے مجمع بن عبداللہ بن مجمع بن مالک بن ایاس بن عبد مناة بن عبید اللہ بن سعد العشیرۃ المذحجی العائذی۔

مجمع کے والد عبداللہ بن مجمع اصحاب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تھے اور خود مجمع کا شمار تابعیوں میں ہے اور یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں تھے ان ہی کا ذکر اہل انساب اور مصنفین طبقات نے لکھا ہے۔

مجمع اور اُن کے بیٹے عائذ جن کا ذکر اسکے بعد ہوگا - یہ دونوں باپ بیٹے عمرو بن خالد صیداوی کے ہمراہ مقام عذیب ہجانات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور حر نے انکو روکا تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر کو سمجھا کر انکو اپنے لشکر میں لے لیا تھا۔

ابومخنف نے لکھا ہے کہ جب یہ لوگ حُر کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے اِن سے فرمایا کہ کوفہ کے لوگوں کا حال بیان کرو اب انکا کیا خیال ہے کیا ارادہ ہے انھوں نے عرض کی اے مولی کوفہ کے جتنے رئیس اور سردار ہیں سب کو ابن زیاد نے دھمکا کے ڈرا کے روپیہ دیکر آپ کے خلاف کردیا ہے سب آپ سے لڑنے کو تیار ہیں اور عام غریب لوگ اُن کے دل آپکی طرف ہیں اور تلواریں انکی آپ پر چلیں گی یزید کے ساتھ ہونگے - پھر حضرت نے فرمایا تم کو ہمارے قاصد کا کچھ حال معلوم ہے جو ہمارا خط بنام اہل کوفہ لے گیا ہے اُنھوں نے عرض

کی انکا نام ارشاد ہو کون گیا ہے آپ نے فرمایا قیس بن مسہر کو ہم نے سب کے آخر میں بھیجا ہے اُنھوں نے عرض کی کہ حصین بن نمیر نے اُنکو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اور وہ بھی مارے گئے اور سب قصہ جو قیس کے حال میں ہم لکھ آئے ہیں اُنہوں نے بیان کیا۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ صاحب یعنی مجمع بن عبد اللہ جنکا حال ہم لکھ رہے ہیں روز عاشورا انھیں لوگوں کے ہمراہ ایک ہی جگہ ایک ہی وقت مارے گئے جن کیساتھ عمر بن خالد مارے گئے۔

عائذ بن مجمع بن عبد اللہ المذحجی العائذی

عائذ بھی اپنے والد ماجد مجمع کے ہمراہ کوفہ سے بعد شہادت جناب مسلمؑ نکل کر راہ میں حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حرؑ نے اُنکو بھی روکا تھا مگر حضرت نے چھوڑا لیا۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ سب چار شخص ایک ساتھ حضرت کی خدمت میں آئے اور اُنکے نام یہ لکھے ہیں۔ عمرو بن خالد۔ جنادہ۔ مجمع اور مجمع کے بیٹے عائذ و جمع غلام حرث۔ سعد عمرو بن خالد کے غلام بس یہ چھ شخص ہوئے مگر سیر والوں نے اصل مالکوں کو شمار کیا غلاموں کو شمار میں نہیں لیا۔

صاحب حدائق کہتے ہیں کہ عائذ بن مجمع تو پہلے ہی اُسی حملہ میں جو لشکر شام نے حضرت کے لشکر پر کیا تھا شہید ہوئے اور مورخین کا بیان ہے کہ بعد حملۂ اولی یہ اپنے باپ کے ساتھ اور چار لوگوں کے ہمراہ ایک ساتھ ایک ہی وقت ایک ہی

جگہ شہید ہوئے جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہے۔

نافع بن ہلال الجملی

نافع بن ہلال بن نافع بن جمل بن سعد العشیرہ بن مذحج المذحجی الجملی یہ بزرگ نہایت شریف النفس اپنے قوم کے سردار اور رئیس تھے اور بڑے بہادر قاری قرآن اور راوی حدیث اور منشی کامل تھے اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب خاص سے تھے اور تینوں لڑائیاں جنگ جمل و جنگ صفین و جنگ نہروان میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے ساتھ حاضر تھے۔ اور جناب مسلم کی شہادت سے پہلے یہ کوفہ سے روانہ ہو کر راہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور کوفہ سے چلتے وقت یہ کہہ آئے تھے کہ میرا گھوڑا جسکا نام کامل ہے وہ میرے بعد میرے پاس بھیجدیا جائے چنانچہ عمرو بن خالد وجنادہ ومجمع وعائذ بن مجمع وغیرہ (جنکا ذکر ہم کر چکے ہیں) جب حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انکا گھوڑا بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ جناب علامہ ابن شہر آشوب تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے بعد ملاقات لشکر حر ایک خطبہ پڑھا تھا اور اپنے اصحاب و اعزہ کو اجازت دی تھی جس کو ہمارے ساتھ مرنا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ مجھ سے الگ ہو کر چلا جاوے میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں آپکے جواب میں پہلے تو عزیزوں نے عرض کی تھی اور جب اصحاب کی نوبت آئی تو سب سے پہلے زہیر بن قین نے جواب دیا تھا کہ اے مولی جب تک ہم زندہ ہیں آپ سے جدا نہوں گے۔

زہیر کے بعد نافع بن ہلال اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی اے مولیٰ آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کے نانا جان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ کر سکے کہ سب مسلمانوں کے دلوں میں انکی خاص محبت ہو جائے اور اُن کے تمام احکام کو پورے طور سے بجالائیں بعض لوگ اُن میں منافق تھے جو اُنکی مدد کا وعدہ کرتے تھے اور دل میں اُنکے خلاف تھے۔ اور آپکے والد ماجد کے ساتھ بھی لوگوں کا یہی حال اور سلوک رہا بعض نے تو انکی اطاعت دل وجان سے کی اور جو آپکے والد ماجد سے لڑا اس سے لڑ کر اُنھوں نے اپنی جانیں دیں اور بعض لوگ مخالف رہے اے مولیٰ آج آپکا بھی ہمارے گمان میں یہی حال ہے جو کوئی آپکی بیعت توڑے اور آپکے خلاف ہو وہ خود اپنے لئے بُرا کریگا نقصان اور ضرر اُٹھائیگا مغرب خواہ مشرق جس طرف اور جہاں آپکا دل چاہے آپ تشریف لے چلیں ہم آپکے ہمراہ ہیں آپکی حفاظت کریں گے۔ اور خدا کی قسم ہم کو جو کچھ ہمارے مقدر میں لکھ گیا ہے اُس سے کچھ خوف نہیں ہے اور نہ موت سے ہم کو کچھ ڈر ہے ہم اپنے رائے میں مضبوط اور ارادہ میں پختہ ہیں جو دوست آپکا ہو اُس کے ہم دوست ہیں اور آپکے دشمن کے ہم دشمن ہیں نافع کے بعد بریر ہمدانی نے اسی طرح کا جواب حضرت کو دیا تھا جو اُنکے حالات میں مذکور ہو چکا ہے۔

علامہ طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جب کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام پر پانی بند کر دیا گیا اور حضرت اور حضرت کے اصحاب کو پیاس کی شدت ہوئی تو اُس وقت آپنے جناب عباسؑ کو طلب فرمایا اور تیس سوار اور بیس مشکیں اُنکے ہمراہ کر کے فرات پر پانی لینے کو بھیجا تو اس جماعت میں علم لئے ہوئے یہی نافع آگے

آگے تھے جب یہ لوگ نہر پہ پہونچے اور عمرو بن حجاج جو فرات پہ مع چار ہزار سواروں کے گھاٹ روکے تھا اُسکو محسوس ہوا کہ کوئی آیا ہے تو اُس نے کہا تم کون ہو نافع نے کہا تیرا چچازاد بھائی ہوں اُس نے کہا تمہارا نام کیا ہے نافع نے اپنا نام بتایا عمرو بن حجاج نے کہا کیوں آئے ہو نافع نے کہا پانی پینے آیا ہوں جس سے تم سیراب ہو رہے ہو عمرو بن حجاج نے کہا اچھا پانی پی لو نافع نے کہا خدا کی قسم میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں پی سکتا جب تک امام حسین علیہ السّلام اور اُنکے اصحاب پیاسے ہیں عمرو بن حجاج نے کہا یہ تو ممکن نہیں کہ اُنکو پانی دیا جائے میں اسی واسطے یہاں مقرر ہوا ہوں کہ اُن حضرت کی طرف پانی نہ جانے دوں یہ باتیں نافع اور عمرو بن حجاج میں ہو رہی تھیں کہ اور سب نافع کے ہمراہی وہاں پہونچ گئے اور نافع نے اُن سے کہا کہ تم مشکیں بھرو وہ سب نہر میں اُترے اور مشکیں بھرنا شروع کیں اور عمرو بن حجاج نے اپنے ساتھیوں کو لیکر حملہ شروع کیا اِدھر جناب عباسؑ اور نافع اور اُنکے ہمراہیوں نے اُنکا مقابلہ کیا اور بہت سے آدمی مار کر اُن سب کو بھگا دیا اور پانی لیکر اپنے مقام پر پلٹ آئے۔

تاریخ طبری میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب عمر بن قرظہ انصاری جو حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لشکر میں تھے مارے گئے تو اُنکا بھائی جس کا نام علی تھا اور وہ ابن سعد کے لشکر میں تھا وہ لشکر سے باہر نکلا اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کو اُس نے پکارا اور کہا۔ اے حسینؑ آپ نے میرے بھائی کو فریب دیکر اپنے ساتھ رکھا اور اُنکو قتل کرا دیا یہ کلام بے ادبانہ علی کا سُنکر نافع نے اُس پر حملہ کیا اور تلوار اُس پہ ماری وہ زمین پر گرا ابن سعد کے لشکر والے اُسکو اُٹھا لے گئے اور مرہم پٹی علاج معالجہ کیے

بعد وہ اچھا ہو گیا اور جو لوگ علی کو بچانے آئے تھے اُنھوں نے حضرت کے لشکر پر حملہ کیا نافع نے اُن سب کو مار کے ہٹا دیا۔

یحییٰ ابن ہانی بن عروہ مرادی راوی ہیں کہ جب علی کے بچانے والوں نے حضرت امام حسینؑ کے لشکر پر حملہ کیا اور نافع اُنکو مارتے تھے اُس وقت نافع یہ رجز پڑھتے تھے۔

ان تنکرونی فانا ابن الجملی   دینی علیٰ دین حسین بن علیؑ

مزاحم بن حرث نے نافع کے جواب میں کہا ہم فلاں کے دین پر ہیں نافع نے کہا تو شیطان کے دین پہ ہے یہ سُنکر نافع تلوار لیکر اُس پر جھپٹے مزاحم نے چاہا بھاگ جاوے مگر تلوار ایسی کاری پڑی کہ فوراً گر کے مر گیا۔ اُس وقت عمرو بن حجاج نے اپنے لشکر والوں کو پکارا تم جانتے ہو کہ کس شیر کے مقابلہ میں جاتے ہو دیکھو خبردار جو ان کے سامنے جاویگا وہ قتل ہوگا۔

ابو مخنف نے مقتل میں لکھا ہے کہ نافع نے اپنے تیروں پر اپنا نام لکھ رکھا تھا اور زہر سے وہ تیر بجھائے ہوئے تھے اور بارہ آدمی لشکر ابن سعد کے تو نافع نے جان سے مارے اور زخمی انکے علاوہ ہیں جب نافع کے پاس تیر ختم ہو گئے تو تلوار کھینچکر نافع نے لشکر پر حملہ کیا اور یہ شعر رجز پڑھتے تھے۔

انا الھزبر الجملی   انا علیٰ دین علیؑ

کہ لشکر ابن سعد نے اک ساتھ نافع پر حملہ کیا اور نرغہ میں لیکر پتھر اور تیر اون پر برسانے لگے اتنے تیر اور پتھر مارے کہ دونوں بازو نافع کے ٹوٹ کر بیکار ہو گئے اُس وقت شمر بے حیا اپنے ساتھیوں کی مدد سے اُنکو گرفتار کر کے ابن سعد کے سامنے لایا۔ ابن سعد نے

کہا اے نافع تم نے یہ کیا کیا اور اپنی جان کو تلف کیا نافع نے کہا خدا خوب جانتا ہے
کہ اس جان دینے سے میرا کیا ارادہ ہے اُس وقت ایک شخص نے نافع کا خون
اُن کی ڈاڑھی پر بہتے ہوئے دیکھکر کہا اے نافع دیکھو یہ خون تمہارا بہ رہا ہے نافع
نے جواب دیا قسم خدا کی بارہ آدمی تو میں نے تمہارے لشکر کے جان سے مارے
اور زخمیوں کا شمار نہیں اور مجھے اپنی جان کا کچھ افسوس نہیں ہے اور خدا کی قسم
اگر میرے بازو نہ توڑے جاتے تو ممکن نہ تھا کہ تم لوگ مجھے پکڑ سکو۔ پھر شمر نے ابن سعد سے
کہا کیا حکم ہے میں انکو قتل کروں ابن سعد نے کہا تو انکو لایا ہے تیرا دل چاہے تو انکو قتل کر
یہ سنکر شمر نے تلوار نکالی نافع نے کہا اے شمر اگر تو مسلمان ہوتا تو ہرگز ہمارا خون اپنی گردن
پر لیکر خدا کے سامنے قیامت میں نہ جاتا۔ خدا کا شکر جس نے میری موت تجھ سے شریر کے
ہاتھ پر مقرر فرمائی نافع یہ کہکر خاموش ہوئے اور شمر نے انکو شہید کیا۔

حجاج بن مسروق بن جعف بن سعد العشیرۃ المذحجی الجعفی

حجاج شیعیان حضرت علی علیہ السّلام سے تھے کوفہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام
کی خدمت میں رہے اور حضرت کی صحبت انکو نصیب ہوئی جب حضرت امام حسین علیہ السّلام
مکہ سے بقصد عراق روانہ ہوئے حجاج کوفہ سے بغرض حضوری وہمراہی حضرت روانہ ہوئے او
حضرت کی خدمت میں پہونچے اور برابر حضرت کے ساتھ رہے اور حضرت کے موذن رہے جب
حضرت نماز جماعت پڑھاتے تھے یہ اذان کہتے تھے۔

مصنف خزانۃ الادب الکبری نے لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ منزل قصر بنی
مقاتل میں پہونچے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک خیمہ لگا ہوا ہے آپ نے دریافت

فرمایا یہ کسکا خیمہ ہے لوگوں نے عرض کی یہ خیمہ عبید اللہ بن حر جعفی کا ہے حضرت نے انھیں حجاج بن مسروق اور یزید بن معقل جعفی کو اُس کے پاس بھیجا یہ دونوں صاحب اُس کے پاس گئے اور کہا اے عبید اللہ حضرت امام حسین علیہ السّلام تجھے یاد فرماتے ہیں بلاتے ہیں اُس نے کہا آپ میرے طرف سے حضرت کی خدمت میں عرض کریں کہ میں نے کوفہ محض اسی خوف سے چھوڑا ہے کہ میں نے سُنا کہ آپ کوفہ کو آرہے ہیں ایسا نہو کہ میں بھی آپکے اور آپکے اہل بیت کے خون میں شریک ہوں اور میں نے یہ خیال کیا کہ اگر میں آپکے دشمنوں کے ساتھ ہو کر آپ سے لڑونگا تو اس سے زیادہ اور کون گناہ ہو سکتا ہے اور اگر آپکی طرف سے آپکے دشمنوں سے لڑوں اور آپکے سامنے مارا نہ جاؤں تو کچھ فائدہ نہیں۔ اور کوفہ میں آپکا نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی معین ہے یہ کلام عبید اللہ کا سنکر حجاج اور یزید وہاں سے رخصت ہو کر خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام حاضر ہوئے اور عبید اللہ نے جو کہا تھا سب عرض کیا حضرت کو یہ سُنکر قلق ہوا اور آپ نے اپنے نعلین طلب فرمائیں اور خود پیادہ پا عبید اللہ کے خیمہ میں تشریف لائے عبید اللہ نے دیکھتے ہی حضرت کا استقبال کیا اور صدر مجلس میں لا کر حضرت کو بٹھایا۔ یزید بن مرہ ناقل ہے کہ مجھ سے عبید اللہ بن حر جعفی نے بیان کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام جب میرے خیمہ میں تشریف لائے تو حضرت کی ریش مبارک نہایت عمدہ خضاب کی ہوئی تھی کہ میں نے ایسا خضاب کبھی نہیں دیکھا اور حضرت کو یہ دیکھکر کہ آپ خود آرہے ہیں اور چند صاحبزادے کم عمر آپ کے ساتھ ہیں۔ مجھپر ایسی رقت طاری ہوئی کہ ایسی رقت مجھے کبھی نہیں ہوئی تھی جب حضرت مسند پر بیٹھ چکے۔ تو آپنے فرمایا اے عبید اللہ تم ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتے ہو عبید اللہ نے عرض کی اے مولا اگر مجھے کسیکا ساتھ دینا ہوتا تو میں آپ ہی کے ساتھ ہوتا اور

آپ کے سب اصحاب سے زیادہ آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوتا اے مولیٰ میری یہی
خواہش ہے کہ آپ مجھے اپنی رفاقت میں لینے سے معاف فرمائیں لیکن یہ میرے
سوار اور میرے اصحاب سب موجود ہیں یہ سب آپکے واسطے حاضر ہیں اور یہ گھوڑا
میرا حاضر ہے اس کی یہ صفت ہے کہ اسکو جس تیز رو کے پیچھے میں نے ڈالا اسکو میں نے
پکڑ لیا اور کتنا ہی تیز رو اگر میرے پیچھے دوڑا اور میں نے اسکو بھگایا وہ مجھے نہ پا سکا
آپ اس پر سوار ہوں اور جہاں آپکو اپنی حفاظت معلوم ہو وہاں آپ تن تنہا تشریف
لیجاویں اور میں آپکے عیال اور اہل بیت کو آپکے پاس صحیح و سالم بحفاظت پہونچادونگا
اور کسی طرح کی کوئی تکلیف انکو جب تک میں اور میرے ہمراہی زندہ ہیں نہونے پائے گی
اور آپکو خوب معلوم ہے کہ میں جس کام کو کرتا ہوں تو اس میں کوئی حارج و مزاحم نہیں ہو سکتا
حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یہ تو تو نے اپنا حق محبت و نصیحت ہم سے ادا کیا اب
میری نصیحت بھی تو سن لے وہ یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو تو یہاں سے دور کہیں ایسی جگہ
چلا جا کہ جہاں ہماری آواز تو سن نہ سکے اور ہماری مصیبتیں نہ دیکھے جو کوئی ہماری مصیبت
دیکھیگا اور ہماری مدد نہ کریگا خدا اُسکو جہنم میں ڈالیگا یہ کہکر حضرت اُسکے خیمہ سے نکل
آئے اور اُس وقت آپ خز کا جبہ اور عبا اور گلابی رنگ کی ٹوپی سر اقدس پر دئے ہوئے
تھے اور حجاج اور یزید بھی آپکے ہمراہ تھے اور چند صاحبزادے کم سن بھی ساتھ تھے
جب حضرت میرے خیمہ سے اُٹھے تو میں بھی براہ تعظیم و ادب حضرت کے ساتھ ساتھ
چلا اُس وقت میں نے پھر ریش مبارک کی طرف دیکھا اور عرض کی اے مولیٰ یہ ریش مبارک کا
اصلی رنگ ہے یا خضاب کا رنگ ہے حضرت نے فرمایا اے عبید اللہ بوڑھاپا مجھپر
جلدی آگیا یہ خضاب ہے۔

علامہ ابن شہر آشوب وغیرہ لکھتے ہیں کہ جب روز عاشورا لڑائی شروع ہوئی تو حجاج بن مسروق جعفی خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہو کر طالب اذن جہاد ہوئے حضرت نے اجازت دی حجاج میدان کو گئے اور لڑتے لڑتے زخمی ہوئے اور خون سے ریش شریف رنگین ہو گئی تھی اس وقت پھر میدان سے پھر کر خدمت میں حضرت کے حاضر ہوئے اور یہ اشعار عرض کئے۔

فدتک نفسی هادیا مهدیا	اليوم القى جدك النبيا
ثم اباك ذا الندى عليا	ذاك الذى نعرفه وصيا

میری جان آپ پر سے فدا ہو آپ تو ہمارے ہادی اور مہدی ہیں۔ آج میں آپکے نانا جان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے والد ماجد علی مرتضیٰ وصی رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہونگا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں ہی ہوگا اور تمہارے بعد میں انکی خدمت میں آتا ہوں یہ سنکر حجاج میدان کو پھر روانہ ہوئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

یزید بن مغفل[1] بن جعف بن سعد العشیرہ المذحجی الجعفی[2]

یہ صاحب بھی شجاع اور بہادر اور شاعر تھے اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب میں تھے جنگ صفین میں حضرت کے طرف سے یہ لڑے تھے اور آپ نے حریث خارجی کی لڑائی میں انکو بھیجا تھا اور جب حریث قتل ہوا تو یہ معقل بن

---

[1] مغفل بر وزن مکرم پہلا حرف میم مضموم دوسرا غین نقطہ دار تیسرا فا مشدد آخر میں لام ہے۔

[2] جعفی نسبت ہے جعف کیطرف جو ایک خاندان ہے سعد عشیرہ کا جعف کی جیم کو پیش ہے۔

قیس کے داہنے پر تھے۔

اور مرزبانی نے اپنے معجم میں لکھتا ہے کہ یہ تابعی تھے اور انکے والد کا شمار صحابہ رسولؐ میں ہے۔ صاحب خزانۃ الادب ناقل ہیں کہ یہ صاحب مکۂ معظمہ سے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ ہوئے تھے اور انکو حضرت نے ہمراہ حجاج عبید اللہ بن حر کے کے پاس بھیجا تھا جیسا ابھی ہم حجاج کے حال میں بیان کر آئے ہیں اور صاحبان مقاتل اور سیر نے لکھا ہے کہ جب روز عاشورا ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو یزید بن مغفل نے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے میدان کی اجازت حاصل کی اور میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے

ان تنکرونی فانا ابن مغفل   وفی یمینی نصل سیف منجل

اعلو به الهامات وسط القلل   عن الحسینؑ الماجد الفضل

ایسی جنگ ان صاحب نے کی کہ کسی نے کم دیکھا ہوگا بہت سے لوگ لشکر شام کے قتل کئے آخر خود شہید ہو گئے اِنکے رجز کے اشعار مرزبانی نے بھی اپنے معجم میں نقل کئے ہیں اُن اشعار میں جو صاحب خزانہ نے لکھا ہے چند الفاظ کا فرق ہے۔

پانچواں مقصد

اِس مقصد میں انصار کے جماعت سے جو لوگ حضرتؑ کے ہمراہ شہید ہوئے اُنکا بیان ہے

عمرو بن قرظہ[۱] الانصاری

---

[۱] قرظہ پہلا حرف قاف ہے اُس کے بعد را مہملہ ہے اوس کے بعد ظا معجمہ ہے اور قاف پر پیش زبر زیر تینوں حرکتوں سے مشہور ہے اور بعض کتب میں قرطہ طا حطی سے جو منقول ہے وہ غلط ہے۔

انکا پورا نام و نسب یہ ہے عمرو بن قرظہ بن کعب بن عمرو بن عائذ زید مناۃ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الکوفی الخزرجی۔ عمرو کے والد ماجد قرظہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے آنحضرت سے اکثر حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں۔ آنحضرت کے بعد پھر انکو شرف صحابیت حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نصیب ہوا مدینہ منورہ سے آکر یہ کوفہ میں مقیم ہوئے اور جنگ جمل صفین و نہروان تینوں لڑائیوں میں یہ جناب امیر المومنین کی طرف سے لڑے تھے حضرت نے انکو فارس کا حاکم مقرر کیا تھا اور اکاون ہجری میں انکی وفات ہوئی اور کوفہ میں سب سے پہلے نوحہ انھیں پر کیا گیا۔ قرظہ نے کئی اولادیں چھوڑیں سب سے زیادہ مشہور انکی اولاد میں عمرو اور علی تھے عمرو تو حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں کربلا کے مقام میں کوفہ سے اُس وقت حاضر ہو گئے تھے جب تک حضرت کے پاس لوگوں کے آنے جانے کی ممانعت ابن زیاد کیطرف سے نہیں ہوئی تھی اور یہی عمرو حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام عمرو بن سعد کے پاس کربلا میں شمر کے آنے سے پہلے تک لے جاتے تھے روز عاشورا جب لڑائی شروع ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت لیکر عمرو بن قرظہ میدان میں آئے اور لڑنا شروع کیا اور رجز میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

قد علمت کتائب الانصار ۔۔۔ انی ساحمی حوزۃ الذمار

فعل غلام غیر نکس شار ۔۔۔ دون حسین مہجتی و داری

حاصل مطلب رجز کا یہ ہے کہ گروہ انصار کو معلوم ہے کہ میں حمایت میں ایسے بزرگ کے لڑتا ہوں جنکی حمایت اور مدد واجب و لازم ہے میں اپنی جان راہ خدا میں دے رہا ہوں اور وہ بزرگ جنکی طرف سے میں لڑتا ہوں وہ حسین ہیں میری جان اور میرا گھر

سب اُن پر تصدق ہے۔ علامہ ابن منا فرماتے کہ عمرو نے جو رجز میں گھوڑے کے تصدق کرنے کا ذکر کیا ہے اس سے اُنکا یہ مطلب ہے کہ میں ابن سعد نہیں ہوں کہ باوجودیکہ وہ بھی صحابی رسولؐ کا بیٹا ہے اُس نے اپنے نبیؐ کے نواسہ کو یہ جواب دیا کہ اگر میں آپکی طرف چلا آؤں تو میرا گھر بار مال متاع جو کچھ کوفہ میں ہے وہ سب ضبط ہو جاوٗیگا۔

غرض عمرو یہ رجز پڑھتے ہوئے تھوڑی دیر تک تو لڑا کئے اور پھر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت کو دشمنوں کے تیروں وغیرہ سے حفاظت کرتے رہے اور جو تیر حضرت کی طرف آتا تھا اُسکو اپنی پیشانی اور سینہ پر روک لیتے تھے کوئی تیر حضرت تک نہ آنے دیتے تھے یہاں تک کہ بہت زخمی ہو گئے تب حضرت سے عرض کی کہ اے مولیٰ مجھپر جو فرض تھا اُسکو میں نے ادا کیا یا نہیں حضرت نے فرمایا بیشک تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اور اے عمرو بہشت میں تم مجھ سے پہلے جاؤ گے اے عمرو ہمارے نانا جان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ کے نواسے بھی میرے پیچھے خدمت عالی میں حاضر ہوتے ہیں یہ سُنکر عمرو زمین پر گر پڑے اور اونکی روح پرواز کر گئی اُنکا بھائی جسکا نام علی تھا وہ لشکر ابن سعد میں شریک تھا جب عمرو شہید ہوئے تو وہ لشکر ابن سعد سے باہر نکلا اور اُس نے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے پکار کر کہا کہ اے حسینؑ آپ نے میرے بھائی کو فریب دیا اور اُنکو گویا تم ہی نے مار ڈالا حضرت نے جواب میں فرمایا میں نے اُنکو فریب نہیں دیا خدا نے اُنکی ہدایت کی اور تو گمراہ ہوا یہ سُنکر وہ شقی اور زیادہ غصہ میں آیا اور اُس نے کہا کہ خدا مجھے قتل کرے اگر میں حسین علیہ السّلام کو قتل نہ کروں یا خود مارا جاؤں یہ کہکر شقی نے حضرت امام حسین علیہ السّلام پر حملہ کیا نافع بن ہلال نے اُسپر

ایسا نیزہ لگایا کہ وہ شقی زمین پر گر پڑا لشکر ابن سعد سے اور لوگ دوڑے اور اُس کو زندہ اُٹھا لے گئے اور بعد مرہم پٹی کے وہ اچھا ہو گیا۔

عبدالرحمن بن عبدرب الانصاری الخزرجی

یہ صاحب خود صحابی رسولؐ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے تھے اور جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بھی اصحاب مخلصین میں تھے۔ ابن عقدہ نے محمد بن اسمٰعیل بن اسحاق راشدی سے اور اسمٰعیل نے بوسیلہ خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ جب مقام رحبہ میں حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دلائی تھی کہ جس نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روز غدیر خم حدیث مَن کُنتُ مولاہ الخ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ اُٹھ کھڑا ہو اور جس نے نہ سنا ہو وہ نہ اُٹھے اُس وقت بارہ صحابہ اُٹھ کھڑے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ابو ایوب انصاری ابو عمر بن ابو عمرو بن محصن۔ وابو زینب۔ وسہل بن حنیف۔ وخزیمہ بن ثابت وعبداللہ بن ثابت۔ وحبشی بن جنادہ السلولی۔ وعبید بن عازب ونعمان عجلان الانصاری وعبدالرحمن بن عبدرب الانصاری اور ان سب نے یکزبان ہو کر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہم نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غدیر خم میں فرماتے ہوئے سنا ہے اُس جناب نے یہ کلمات فرمائے تھے اَلَا اِنَّ اللّٰہَ وَلِیِّی وَ اَنَا وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلَا فَمَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہٗ وَ اَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَہٗ وَاَعِنْ مَنْ اَعَانَہٗ۔

علامہ ابن اثیر نے کتاب اسدالغابہ میں اس حدیث کو اور اس واقعہ کو جا بجا ان سب

صحابہ کے حالات میں جن کے نام اُپر لئے گئے ذکر کیا ہے اور حدایق وردیہ میں مذکور ہے کہ یہ وہی عبدالرحمن ہیں جن کو جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے قرآن پڑھایا اور اُنکو پرورش کی تھی۔ اور یہ صاحب حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ مکہ سے ہوئے تھے اور روز عاشورا پہلے حملہ میں شہید ہوئے۔

علامہ سروی نے لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں کو مارنے کے بعد عبدالرحمن مذکور شہید ہوئے رضی اللہ عنہٗ۔

نعیم بن العجلان الانصاری الخزرجی

یہ نعیم تین بھائی تھے ایک کا نام نضر اور دوسرے کا نام نعمان تھا اور یہ تینوں بھائی حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے اصحاب میں تھے اور جنگ صفین میں یہ تینوں بھائی بڑی بہادری اور مردانگی سے لڑتے تھے اور تینوں بھائی بڑے شجاع تھے اور شاعر بھی تھے۔ نضر و نعمان واقعۂ کربلا سے پہلے فوت ہو گئے تھے یہ نعیم باقی تھے اور کوفہ میں رہتے تھے جب حضرت امام حسین علیہ السّلام عراق کیطرف تشریف لائے تو یہ کوفہ سے نکلکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عاشورے کے دن پہلے حملہ میں یہ بھی شہید ہوئے۔

جنادہ بن کعب بن الحرث الانصاری الخزرجی

یہ صاحب مکہ معظمہ سے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ ہوئے اور اُن کے اہل و عیال بھی ان کے ساتھ تھے۔ یوم عاشورا لڑنے کو نکلے اور حملۂ اولیٰ میں یہ بھی شہید ہوئے۔

عمر بن جنادہ بن کعب بن الحرث الانصاری الخزرجی

یہ کم سن تھے اپنے باپ اور ماں کے ہمراہ یہ بھی حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ مکّہ معظمہ سے ہونے تھے ۔

جب جناده اُنکے والد شہید ہو گئے تو انکی والده نے کہا اے عمر تم بھی میدان کو جاؤ اور اپنی جان نواسۂ رسول ؐ پر قربان کرو والده سے یہ سُنکر فوراً خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے حاضر ہوئے اور میدان کی اجازت چاہی حضرت نے اجازت نہیں دی انھوں نے پھر مکرر عرض کی ۔ بروایت ابو مخنف حضرت نے فرمایا یہ تو ابھی بچے ہیں باپ انکے مارے گئے شاید انکی ماں کو انکی شہادت ناگوار ہو عمر نے عرض کی اے مولیٰ میری والده نے تو خود مجھے حکم دیا ہے کہ آپ پر سے اپنی جان نثار کروں یہ سُنکر حضرت نے انکو میدان کی اجازت دی اور میدان میں آئے اور لڑتے لڑتے مارے گئے لشکر ابن سعد نے سر کاٹ کر حضرت کے لشکر کیطرف پھینک دیا عمرو کی ماں نے میدان میں آکر وہ سر اُٹھا لیا اور عمرو کے قاتل کو مارا جس سے وه مر گیا پھر وه مومنہ خیمہ کیطرف آئیں اور خیمہ کی ایک چوب نکالکر میدان کیطرف لڑنے کو چلیں حضرت امام حسین علیہ السّلام نے انکو روکا اور خیمہ میں پھیر لائے ۔

سعد بن حرث انصاری عجلانی اور اُنکے بھائی ابو الحتوف

بن حرث انصاری عجلانی

یہ دونوں صاحب کوفہ کے رہنے والے اور دفتر کے لوگ تھے عمر ابن سعد کے لشکر میں کوفہ سے آئے تھے ۔ صاحب حدایق وردیہ نے لکھا ہے کہ جب عاشورے کے روز امام حسین علیہ السّلام کے اصحاب شہید ہو گئے اور حضرت نے بآواز بلند پکارا کہ

کوئی ہماری مدد کرنے والا ہے حضرت کی آواز سُنکر خیمہ سے بی بیاں اور بچے سب روتے پیٹتے ہوئے نکل آئے انھیں سعد اور ان کے بھائی ابو الحتوف نے جب اہلِ بیت کی آوازیں سُنیں تلوار لیکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی طرف سے لشکرِ شام سے لڑنا شروع کر دیا اور بہت سے لوگوں کو مار کے خود دونوں بھائی ایک ساتھ شہید ہوئے۔

چھٹا مقصد

اس میں اُن شہیدوں کا بیان ہے جو بجلی اور خثعمی تھے

زہیر بن قین بن قیس الانماری البجلی

زہیر اپنے قوم کے شریف اور رئیس تھے کوفہ میں آکر سکونت اختیار کی تھی اور بڑے شجاع تھے اکثر لڑائیوں میں شریک رہے تھے شروع میں یہ عثمانی تھے سن ۶۰ھ ہجری میں مع اپنے اہل و عیال کے حج کرنے مکۂ معظمہ آئے تھے راہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت سے مشرف ہوئے اور علوی ہو گئے ابو مخنف نے زہیر کے بعض ہمراہیوں کی زبانی لکھا ہے اُنکا بیان ہے کہ ہم زہیر کے ہمراہ حج سے فارغ ہو کر جب کوفہ کو پھرے اور راہ میں حضرت امام حسینؑ کے لشکر سے ملاقات ہوئی تو زہیر کو حضرت کے لشکر کے ساتھ ساتھ چلنا بہت ہی ناگوار تھا جب کسی مقام پر حضرت امام حسینؑ ٹھیر جاتے تو زہیر اُن سے آگے چلکر اُترتے اور جب امام حسینؑ آگے روانہ ہوتے تو زہیر پیچھے ٹھیر جاتے ایکدن ایسی منزل آئی کہ زہیر کو حضرت امام حسینؑ سے علیحدہ ٹھیرنے کا مقام نہ ملا مجبوری سے اُسی جگہ ایک طرف حضرت امام حسینؑ کے خیمے لگائے گئے ایک طرف زہیر اُترے

جب کھانے کا وقت آیا دستر خوان بچھا ہم سب زہیر کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے کہ دفعتہً
حضرت امام حسین علیہ السلام کا بھیجا ہوا اک شخص آیا اور اُس نے ہم سب پر سلام کیا اور زہیر
سے کہا اے زہیر تم کو حضرت امام حسین علیہ السّلام نے یاد کیا ہے یہ سنا تھا کہ ہم سب کے
ہاتھوں سے نوالے گر پڑے اور سب کو سکتہ سا ہوگیا۔ پھر ابو مخنف نے زبانی زوجہ
زہیر جنکا نام دلہم دختر عُمر تھا روایت کی ہے دلہم کہتی ہیں کہ میں نے جب یہ حال دیکھا
تو کہا وا اے ہو تم پر اے زہیر ارے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے
تم کو بلاتے ہیں اور تم نہیں جاتے ہو خدا کی قسم اگر وہ جناب مجھے بلاتے تو میں فوراً حاضر
ہوتی اور جو کچھ فرماتے اُس کو سنکر اُنکا حکم بجا لاتی زوجہ کا کلام سنکر زہیر اُٹھ کھڑے
ہوئے اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں سے
زہیر اپنے خیمہ کی طرف آئے تو نہایت خوش اور بشاش تھے خوشی سے اُنکا چہرہ
چمک رہا تھا آتے ہی اُنھوں نے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ یہاں سے اوکھاڑو اور حضرت
امام حسین علیہ السّلام کے خیمہ کے قریب لے چلو اور سب سامان وہیں لے آؤ اور مجھ سے
زہیر نے کہا کہ اے دلہم میں تجھے طلاق دیتا ہوں تم اپنے قوم قبیلہ میں چلی جاؤ میں نہیں
چاہتا کہ میری وجہ سے تم مصیبت میں گرفتار ہو اُس کے بعد زہیر نے اپنے ہمراہیوں
سے کہا جسکا خوشی سے دل چاہے وہ میرے ساتھ رہے اور جسکا دل نہ چاہے وہ چلا
جاوئے مگر ایک حدیث اور واقعہ مجھ سے سن لو جب لشکر اسلام نے بلنجر پر چڑھائی
کی اور فتحیاب ہوا میں بھی اوس لشکر میں تھا سب کو اور مجھے بہت خوشی ہوئی اور
بہت سامان سب کو ملا اُس وقت جناب سلمان فارسی نے یہ فرمایا تھا کہ اے زہیر
جب تم نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسینؑ کے ہمراہ اُن کے دشمنوں سے لڑو گے تو

اُس وقت اس سے زیادہ تم کو خوشی ہو گی لہذا میں تم سب کو رخصت کرتا ہوں اور
خدا حافظ کہتا ہوں یہ کہکر زہیر امام حسین علیہ السّلام کے لشکر میں جاکر شامل ہو گئے اور
مرتے دم تک حضرت کا ساتھ نہیں چھوڑا اور حضرت کے سامنے شہید ہوئے۔
ابو مخنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب لشکر حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو راہ میں
روکا تھا اور حضرت ذو حسم پہاڑی کے قریب اُترے تھے۔ اور وہاں۔ حضرت
نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے خطبہ پڑھا تھا اُس وقت زہیر نے اور اصحاب سے
کہا تھا کہ تم لوگ حضرت کا جواب دو گے یا میں دوں سب نے کہا نہیں آپ ہی جو
عرض کرنا ہے کیجئے یہ سنکر زہیر نے پہلے حمد و نعت کہی اُس کے بعد کہا اے مولیٰ جو
کچھ آپ نے فرمایا ہم نے سنا اے مولیٰ اگر دنیا میں ہم ہمیشہ رہنے والے ہوتے تو بھی
ہم آپکی مدد اور حمایت میں اپنی جان قربان کرنے کو اُس رہنے سے زیادہ پسند کرتے
حضرت امام حسین علیہ السّلام نے زہیر کا جواب سماعت فرما کے زہیر کے لئے دُعا فرمائی
مقتل ابو مخنف میں مرقوم ہے کہ جب حر نے حضرت امام حسینؑ کو ابن زیاد کا خط آنیکے
بعد آگے چلنے سے منع کیا اور حضرت نے فرمایا کہ اے حرؑ اتنا اور رکہ کہ ہم ان گانوں میں
جو تین گانوں سامنے دکھائی دیتے ہیں غاضریہ یا نینوئے یا شفیہ میں اُتریں حر نے
عرض کی اے مولیٰ یہ شخص جو ابن زیاد کا حکم لایا ہے گویندہ کے طور پر ہے اب آگے
آپ نہ جائیں یہیں ٹھیر جائیں حر کا یہ کلام سُنکر زہیر بن قین نے حضرت کی خدمت
میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ حکم دیجئے کہ ہم ابھی لشکر حر سے لڑکر انکو ہٹا دیں اے
مولیٰ اس لشکر قلیل سے لڑنا بہت آسان ہے ان کو ابھی ہم شکست دے دینگے
اور انکے بعد پھر اے مولیٰ جو فوجیں آوینگی اُن سے لڑنا مشکل ہو گا حضرت نے زہیر

کے جواب میں فرمایا اے زہیر مجھے اپنی طرف سے لڑائی کی ابتدا کرنا منظور نہیں ہے۔ پھر زہیر نے عرض کی کہ اچھا اے مولیٰ اگر آپ لڑنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں تو یہ سامنے جو گانوں فرات کے کنارے دکھائی دیتا ہے وہاں تک چلئے وہاں چلکر اُترئیے یہ مثل قلعہ ہے اور اگر اسکو بھی حُر نہ مانے تو پھر ہم اُس سے ابھی لڑ لیں گے ان پر فتحیاب ہونا سہل ہے بمقابلہ فوجوں کے جو بعد میں آئینگی حضرت نے فرمایا اس گانوں کا نام کیا ہے جہاں تم چلنے کو کہتے ہو زہیر نے عرض کی اسکا نام عُقر ہے حضرت نے فرمایا خدا کی پناہ عُقر سے یہ فرما کے حضرت اُسی جگہ اُتر پڑے جس مقام کا نام کربلا ہے۔

مقتل ابو مخنف میں زہیر کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ جب نویں محرم کو لشکر ابن سعد نے دوپہر کے وقت حضرت کے لشکر پر چڑھائی کی تھی اور وہ حضرت خیمہ کی قنات کے سایہ میں خیمہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تلوار کو صاف فرما رہے تھے اور سر مبارک زانو پر رکھکر حضرت کو غنودگی آگئی تھی اُس وقت جناب زینبؑ لشکر کی آواز سنکر حضرت کی خدمت میں آئیں اور عرض کی اے بھائی دشمن چڑھے چلے آرہے ہیں اتنے میں جناب عباسؑ بھی حضرت کی خدمت میں آپہونچے اور عرض کی یا حضرت لشکر نے چڑھائی کی ہے حضرت نے فرمایا اے عباسؑ تم سوار ہو کر انکے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیا کہتے ہیں جناب عباسؑ مع بیس سواروں کے میدان میں آئے ان سواروں میں حبیب بن مظاہر اور زہیر بن قین بھی جناب عباسؑ کے ہمراہ آئے تھے جناب عباسؑ نے لشکر شام سے فرمایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے اور کیا غرض ہے اُن لوگوں نے جواب دیا ابن زیاد کا حکم آیا ہے کہ یا تو حضرت حسین علیہ السّلام یزید کی بیعت کریں ورنہ لڑائی شروع ہو جناب عباسؑ نے فرمایا جلدی نہ کرو اتنا توقف کرو کہ میں تمہارا یہ کہنا حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں

عرض کروں یہ سُنکر سب ٹھیر گئے اور کہا اچھا آپ جائیں اور حضرت سے کہکر جو جواب وہ دیں ہم سے آکر بیان کرو جناب عباس علیہ السّلام حضرت کی خدمت میں پھرے اور ہمراہی کے سوار وہیں میدان میں ٹھیرے رہے اُس وقت حبیب بن مظاہر نے زہیر بن قین سے کہا کہ چاہتے تم اِن لوگوں سے باتیں کرو اور انکو سمجھاؤ یا کہو تو میں سمجھاؤں زہیر بن قین نے کہا پہلے آپ ہی ان سے باتیں کریں اُس وقت حبیب نے جو کلمات نصیحت اُن لوگوں سے کھے وہ حبیب کے حال میں بیان ہوئے ہیں اور عزرہ بن قیس نے حبیب بن مظاہر کے جواب میں اُس وقت کہا کہ اے حبیب جس قدر چاہے تم اپنے آپ کو بڑہاؤ اور اچھا کہو اس سے کیا ہوتا ہے یہ سنکر عزرہ بن قیس کے جواب میں زہیر بن قین نے کہا تھا خدا نے ہمارے نفس پاک کئے اور ہدایت کی تو خدا سے ڈر یہ کیا کہتا ہے اے عزرہ میں تجکو نصیحت کرتا ہوں اے عزرہ برائے خدا تو اپنے کو پاک نفسوں کے قتل کرنے میں شریک نہ کر عزرہ نے زہیر کے جواب میں کہا اے زہیر تم خاندان رسالت کے دوست نہیں تھے بلکہ عثمانی تھے اب کدہر ہو زہیر بن قین نے کہا امام حسینؑ کیطرف سے اس وقت میرا آنا یہی دلیل اسکی ہے کہ میں خاندان رسالت کا دوست ہوں اے عزرہ میں نے نہ کوئی خط امام حسین علیہ السّلام کو بلانے کے واسطے لکھا نہ کوئی قاصد اُنکی خدمت میں بھیجا نہ کوئی وعدہ مدد کا اُن سے کیا (جیسا کہ تم لوگوں نے کیا) مکہ معظمہ سے چلکر راہ میں مجھ سے اور حضرت امام حسین علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی انکو دیکھ کر مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یاد آئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو اُن حضرت سے قرابت ہے اُسکا مجھے خیال ہوا اور میں نے دیکھا کہ وہ حضرت دشمنوں میں جا رہے ہیں میں نے ارادہ کرلیا کہ میں اُن حضرت کی مدد کروں اور اُن پر

جان نثار کروں خدا اور رسولؐ کے جو حقوق تم پر ہیں تم نے انکو ضایع کیا مجھ پر جو خدا اور رسولؐ کا حق ہے اُسے میں ادا کروں۔

زہیر کی تقریر یہاں تک پہونچی تھی کہ جناب عباسؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام ایک شب کی مہلت کا لیکر آگئے اور لشکر شام سے آپ نے فرمایا کہ اے لشکر شام امام حسین علیہ السلام ایک رات کی مہلت طلب فرماتے ہیں یہ سنکر لشکر میں مشورہ ہوا بعد مشورہ مہلت منظور ہوئی اور جناب عباسؑ مع اپنے ہمراہیوں کے میدان سے پلٹ آئے

ابو مخنف نے ضحاک بن عبد اللہ مشرقی سے روایت کی کہ جب شب عاشور حضرت نے خطبہ پڑہا تھا اور سب کو عام اجازت چلے جانے کی دی تھی اور سب نے جواب میں کہا تھا کہ ہم آپکو چھوڑ کر ہرگز ہرگز نہ جائینگے اُس وقت زہیر بن قین نے حضرت کے جواب میں عرض کیا تھا کہ اے مولیٰ اگر میں ہزار مرتبہ بھی مارا جاؤں اور آپ سے اور آپ کے اہل بیت سے یہ بلا دفع ہو جاوے تو میں بہت خوش ہوں اور یہ میری خاص آرزو ہے

باتفاق سب اہل سیر نے لکھا ہے کہ روز عاشورا جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا لشکر مرتب فرمایا تھا تو زہیر کو لشکر کا میمنہ اور حبیب کو میسرہ سپرد فرمایا تھا اور جناب عباسؑ کو لشکر کا علم دیا اور خود وہ جناب قلب لشکر میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

ابو مخنف نے علی بن حنظلہ بن اسعد شامی سے روایت کی ہے کہ علی بن حنظلہ سے کثیر بن عبد اللہ شعبی بجلی نے بیان کیا کہ جب ہم مقابلہ کو امام حسینؑ کے نکلے تو زہیر بن قین نے ہمارے طرف گھوڑے پر سوار اور سب ہتیار لگائے ہوئے آئے۔ اور بآواز بلند اُنھوں نے کہا اے اہل کوفہ خدا سے ڈرو ہر مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی نصیحت واجب ہے اور ابھی تو جب تک ہم سے تم سے تلوار نہ چل جائے ہم تم

سب ایک ہی ایک مذہب ایک ہی ملّت پر ہیں اور لڑائی شروع ہونے کے بعد
پھر ہمارے اور تمہارے درمیان علیحدگی ہو جاوے گی تم ایک فرقہ ہو جاؤ گے ہم ایک
فرقہ پس ذرا تھوڑی دیر سوچو اور غور کرو کہ خدا نے ہمارا تمہارا امتحان اس طرح سے کیا ہے کہ
ہم تم اپنے نبی کی اولاد سے کیسا سلوک اور کیسی اطاعت کرتے ہیں۔ ہم تم کو بلاتے ہیں کہ آؤ
اہل بیت رسالت کی مدد کرو اور یزید اور ابن زیاد کو چھوڑ دو کیونکہ ان سے تم کو سوائے
نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوگا تمہاری آنکھوں میں گرم سلائیاں پھرا دینگے تمہارے ہاتھ پیر
کاٹینگے۔ تمہارا مثلہ بنا دینگے خرمے کے درختوں میں تم کو پھانسی دینگے تمہارے رئیسوں
اور قاریوں کو قتل کرینگے جیسا کہ حجر بن عدی اور ہانی بن عروہ وغیرہ سے اب تک سلوک
کیا ہے یہ سُنکر ان اشقیا نے زہیر بن قین کو برا بھلا کہا اور ابن زیاد اور اُس کے باپ
کی تعریف کی اور کہا قسم بخدا جب تک ہم تمہارے سردار یعنی امام حسین علیہ السّلام کو مع
اُنکے سارے لشکر کے قتل نہ کر لینگے یہاں سے ہم نہ ہٹینگے یا یہ کہ اُنکو مع لشکر کے ابن زیاد
کے پاس زندہ لیجا وینگے۔ اگر وہ بیعت قبول کریں گے ان کے جواب میں پھر زہیر نے کہا
اے بندگان خدا بمقابلہ یزید و ابن زیاد حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فرزند یعنی امام حسین
علیہ السّلام زیادہ مستحق محبت و اطاعت ہیں اگر تم اُنکی اطاعت نہیں کرنا چاہتے ہو تو اُن کو
قتل تو نکرو اور خدا سے ڈرو اُنکو چھوڑ دو غالباً یزید تم سے بے اُنکے قتل کے راضی ہو جاویگا
یہ سُنکر شمر بے حیا نے زہیر کی طرف تیر چلایا اور کہا بس اے زہیر چپ رہو خدا تم کو موت
دے زہیر نے کہا اے شمر میں تجھ سے بات نہیں کرتا ہوں تو ایک جانور ہے خدا تجھے جہنم
میں ڈالے اور عذاب الیم تجھے دے شمر نے کہا خدا تم کو اور تمہارے سردار کو موت دے
زہیر نے کہا او بدبخت مجھے تو موت سے ڈراتا ہے خدا کی قسم امام حسینؑ کے ساتھ مرنا مجھے

بے حد پسند ہے تمہارے ساتھ ہمیشہ کی زندگی سے اُسکے بعد پھر زہیر نے باواز بلند سارے لشکر کو مخاطب کر کے پکارا اے بندگان خدا دیکھو شمر اور اُسکے ساتھیوں کے کہنے میں نہ آؤ اور آل رسولؐ اور اُنکے ہمراہیوں کا خون نہ بہاؤ اور اگر تم نے انکو قتل کیا تو کبھی تم کو شفاعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب نہو گی۔ زہیر یہ کہہ رہے تھے کہ اک شخص نے لشکر امام حسین علیہ السّلام سے زہیر کو پکارا اے زہیر حضرت امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ بس اب تم چلے آؤ جس طرح مومن آل فرعون نے اپنی قوم کو نصیحت کی تھی وہی کام تم نے اس وقت کیا ہے یہ سنکر زہیر وہاں سے چلے آئے۔ ابو مخنف حمید بن مسلم سے راوی ہیں کہ اس کے بعد شمر لعین نے امام حسینؑ کے خیمہ پر حملہ کیا اور خیمہ پر نیزے لگائے اور کہا کہ آگ لاؤ ان خیموں کو میں جلادوں اہل بیت عصمت وطہارت یہ کلام اُس شقی کا سُنکر بے چین اور بیقرار ہو گئے اور باواز بلند سب چیخ اُٹھے ادہر خود حضرت امام حسین علیہ السّلام نے پکارا اُو شمر بے حیا تو ہمارے خیموں میں آگ لگانا چاہتا ہے اس لئے کہ میرے اہل بیت جل جاویں خدا تجھے جہنم میں جلائے شمر کی یہ حرکت دیکھکر زہیر بن قین نے مع دس شخص اور اپنے ساتھ لیکر شمر پر حملہ کیا اور خیمہ کے پاس سے اُسکو ہٹا دیا اور ابو عزہ ضبابی اور ذو قربا کو زہیر نے اس معرکہ میں قتل کیا زہیر کے ہمراہیوں پر شمر کے لشکر والوں نے حملہ کیا اور کئی ہمراہی زہیر بن قین کے اس وقت مارے گئے مگر زہیر صحیح وسالم رہے مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ بعد شہادت حبیب بن مظاہر ہنگامۂ جدال وقتال بہت گرم ہوا اس وقت زہیر بن قین اور حر بن یزید ریاحی نے ملکر خوب تلوار کی اور جب ان میں کا ایک شخص دشمنوں کے نرغہ میں گھیر جاتا تھا تو دوسرا حملہ کر کے اُسکو نرغہ سے نکال لیتا تھا دونوں بزرگ یوں ہی لڑتے رہے تا اینکہ حُر شہید ہو گئے اور زہیر میدان سے پلٹ آئے جب حضرت امام حسینؑ

علیہ السلام نماز ظہر پڑھ چکے اُس کے بعد زہیر نے پھر لشکر شام پر ایسا شیرانہ حملہ کیا کہ ایسا حملہ نہ دیکھا گیا نہ سُنا گیا۔ اور اُس وقت زہیر یہ رجز پڑھتے تھے۔

انا زہیر وانا ابن القین اذودکم بالسیف عن الحسین

میرا نام زہیر بن قین ہے حمایت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے تم کو تلوار سے مار رہا ہوں

بہت سے حملے کرکے زہیر پھر خدمت میں حضرت کے حاضر ہوئے اور آکر یہ اشعار بطور الوداع عرض کئے۔

فدتك نفسي هاديا مهديا اليوم القى جدك النبيا

وحسنا والمرتضى عليا وذا الجناحين الشهيد الحيا

میں آپ سے ہادی مہدی پر صدقے ہوں اے مولیٰ آج آپکے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہونگا اور آپکے والد ماجد حضرت امیر المومنین اور آپکے بھائی امام حسنؑ اور آپکے چچا جعفر طیار سب کی خدمت میں پہونچونگا یہ اشعار پڑھ کے پھر زہیر میدان میں آئے اور پھر حملہ شروع کیا خوب لڑتے رہے کہ کثیر بن عبد اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس تمیمی دونوں نے ملکر زہیر پر حملہ کیا اور زہیر کو شہید کیا علامہ سروی نے اپنی کتاب المناقب میں لکھا ہے کہ جب زہیر بن قین شہید ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السّلام اُن کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا اے زہیر تم پر خدا کی رحمت ہو اور تمہارے قاتلوں پر خدا لعنت کرے جو بندروں اور ریچھوں کی طرح مسخ ہو گئے ہیں۔

سلمان بن مضارب بن قیس الانماری البجلی

سلمان زہیر کے چچازاد بھائی تھے زہیر کے والد قین اور سلمان کے والد مضارب دونو

بھائی تھے او قیس کے بیٹے تھے اسی سن ساٹھ ہجری میں سلمان حج کو آئے تھے اور جب زہیر بن قین حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لشکر میں داخل ہوئے تو سلمان بھی زہیر کے ساتھ حضرت کے لشکر میں آ گئے۔ صاحب حدایق ناقل ہیں کہ بعد نماز ظہر زہیر سے پہلے سلمان شہید ہوئے۔

سوید بن عمر بن ابی المطاع الانماری الخثعمی

علامہ طبری اور داؤدی نے لکھا ہے کہ سوید بڑے شجاع شریف عابد و زاہد۔ لڑائیوں کے آزمودہ کار تھے۔

ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ جب ضحاک بن عبداللہ المشرقی جنہوں نے اس شرط سے حضرت کی رفاقت قبول کی تھی کہ جب تک مجھے یہ معلوم ہوگا کہ میری مدد سے آپ بچ جائینگے اُس وقت تک میں آپکے ساتھ رہونگا اور آپکی طرف سے دشمنوں سے لڑونگا اور جب مجھے یہ معلوم ہوگا کہ آپ فتحیاب نہوں گے تو میں آپ سے جُدا ہو جاؤنگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب روز عاشورا حضرت کے سب انصار شہید ہو گئے اور صرف دو شخص ایک تو یہی سوید دوسرے بشر بن عمر و حضرمی باقی رہ گئے اور ضحاک حضرت سے اجازت لیکر آپ سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اُس وقت سوید میدان میں آئے اور لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑے لوگوں نے جانا کہ وہ مر گئے ہیں مگر وہ زندہ تھے بیہوش بے حس و حرکت زمین پر اتنا پڑے رہے کہ لشکر ابن سعد میں حضرت امام حسینؑ کے شہید ہو جانے کا غل ہوا یہ آواز سنکر سوید ہوش میں آئے تلوار اُن کی تو پہلے ہی جب زخمی ہو کر گرے دشمن لے گئے تھے ایک چھری اُنکے پاس چھپی ہوئی تھی اُسے نکالکر سوید نے لشکر ابن سعد پر حملہ کیا لشکر والے

دوڑ پڑے اور سوید کو گھیر لیا اور عروہ بن بکار اور زید بن ورقا جھنی نے انکو قتل کیا۔

عبداللہ بن بشر الخثعمی

ان کا نسب یہ ہے عبداللہ بن بشر بن ربیعہ بن عمر بن مغارہ بن قمر بن عامر بن راسیہ بن مالک بن واہب بن جلیحہ بن کلب بن ربیعہ بن عقرس بن خلف بن آیل بن انمار الانماری الخثعمی۔ عبداللہ بن بشر خثعمی ایک مشہور شخص تھے انکی اور انکے والد کے ذکر اکثر تاریخی لڑائیوں میں مذکور ہیں یہ عبداللہ پہلے تو ابن سعد کے لشکر میں تھے نویں محرم سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں ابن سعد کے لشکر سے نکل کر شریک ہوئے اور عاشورے کے دن نماز ظہر سے پہلے جو حضرت کے لشکر پر حملہ ہوا تھا اُس میں یہ بھی شہید ہوئے۔

ساتواں مقصد

کندیوں کے بیان میں

یزید بن زیاد بن مہاجر ابوالشعثاء الکندی البہدلی

یزید ایک مرد شجاع شریف ماہر فن جنگ تھے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ سے نکلکر اُس وقت حاضر ہوئے تھے جب تک حر کا رسالہ حضرت سے نہیں ملا تھا۔ ابو مخنف ناقل ہیں کہ حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ملاقات کے بعد جو خط ابن زیاد کو لکھا تھا؛ ور اُسکا جواب ابن زیاد نے جو لکھا تھا وہ خط مالک ابن نسر کندی لیکر حر کے پاس آیا تھا اور جب اس مالک بن نسر کندی کا اور یزید بن زیاد کندی سے ملاقات ہوئی تو یزید نے مالک سے کہا اے

تو مالک بن نسر ہے اُس نے کہا ہاں یزید نے کہا او بدبخت تجھے موت آوے تو یہ خط کیوں لیکر آیا مالک نے کہا میں نے اپنے امام کے حکم کی اطاعت کی اور اپنی بیعت جو یزید سے ہے اُسکو پورا کیا یزید نے کہا اپنے امام کی تو تو نے اطاعت کی مگر خدا کی نافرمانی کی اور اپنے نفس کو یہ گناہ کرکے ہلاک کیا اور جہنم اپنے لئے حاصل کیا تو نے قرآن میں خدا کا یہ ارشاد سنا نہیں ہے وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون۔ اُن میں ایسے بھی امام ہیں جو اپنی جماعت کو دوزخ کیطرف بلاتے ہیں اور قیامت کے روز اُنکا کوئی ناصر و معین نہو گا۔ یزید کے جواب میں مالک نے نہایت سخت سے جواب دیا۔ ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ یزید جب میدان میں آئے اور سوار و پر اُنھوں نے حملہ کیا لڑ رہے تھے کہ اُنکے گھوڑے کے پاؤں کاٹے گئے اوس وقت انھیں یزید نے بیٹھے بیٹھے ایک سو تیر جو اُنکے پاس تھے سب لشکر شام پر مارے سوا پانچ تیروں کے اور سب نے کام کیا اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السّلام نے اُنکے لئے دعا کی بار الہا اُنکے تیروں کو کارگر کر اور ثواب میں اُنکو بہشت عطا فرما۔ جب پورے تیر ختم ہو گئے یزید تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور لشکر پر حملے کرتے رہے آخر کار شہید ہوئے۔

حرث بن امرء القیس الکندی

یہ صاحب عرب کے شجاعوں میں مشہور تھے اور بڑے عابد تھے لڑائیوں میں اکثر اُنکا ذکر ہے لشکر ابن سعد میں کوفہ سے یہ بھی آئے تھے جب صلح کی امید جاتی رہی اور لڑائی ٹھن گئی یہ صاحب ابن سعد کے لشکر سے جُدا ہو کر حضرت امام حسین علیہ السّلام کیطرف آگئے اور روز عاشورا لڑنے کے بعد شہید ہوئے۔ صاحب حدایق وردیہ کا بیان ہے کہ

یہ صاحب پہلے حملے میں شہید ہوئے ہیں۔

زاہر بن عمرو الکندی

یہ صاحب ایک پہلوان پختہ کار بہادر اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت و اطاعت میں مشہور معروف تھے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب عمرو بن الحمق نے زیاد کی مخالفت کی تو یہ زاہر بھی عمرو بن الحمق کے شریک تھے معاویہ نے عمر بن الحمق کو پکڑ بلایا اور زاہر بھی اُسکے ساتھ پکڑے گئے عمرو کو معاویہ نے قتل کرا دیا اور زاہر کو چھوڑ دیا۔ سنہ ساٹھ ہجری میں زاہر حج کو آئے تھے اُسی زمانہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت باسعادت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے ہمراہ کربلا آئے اور عاشورے کو پہلا حملہ جو حضرت کے لشکر پر ہوا تھا اُس میں شہید ہوئے۔

جناب شیخ طوسی وغیرہ علیہم الرحمہ نے لکھا ہے کہ انھیں زاہر کے پوتے پر وتے محمد ابن سنان نے حضرت امام رضا اور امام محمد تقی علیہما السّلام سے حدیثیں روایت کی ہیں اور محمد بن سنان کی وفات دوسو بیس ہجری میں ہوئی ہے۔

بشر بن عمر بن الاحدوث الحضرمی الکندی

یہ حضرموت کے رہنے والے تھے اور قبیلۂ کندہ میں انکا بھی شمار ہے اور یہ تابعی تھے اور انکے کئی لڑکے تھے جنکا ذکر اکثر لڑائیوں میں تاریخوں نے لکھا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت مبارک میں یہ صاحب کربلا میں مع اپنے فرزند کے جنکا نام محمد تھا حاضر ہوئے تھے ہمدانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب روز عاشور لڑائی شروع ہوئی اور بشر بھی لڑنے کو تیار تھے اس وقت یہ خبر آئی کہ انکے بیٹے کو جنکا نام عمر تھا رے کی سرحد پر یزید

کے لشکریوں نے قید کرلیاہے یہ سنکر بشر نے کہا کچھ پرواہ نہیں ہے میں اپنے کو اور بیٹے کو دونوں کو خدا سے لونگا اور مجھے یہ گوارا نہیں کہ اُسکے قید ہونے کے بعد زندہ رہوں بشر کا یہ کہنا حضرت امام حسین علیہ السّلام نے سنا آپ نے فرمایا اے بشر خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے میں خوشی سے تم کو اجازت دیتا ہوں تم جاؤ اور اپنے بیٹے عمرو کو چھوڑالو۔ بشر نے عرض کی اے مولیٰ اے آقا بھیڑیے اور شیر کھائیں اگر میں آپکو ان دشمنوں میں چھوڑکر چلا جاؤں۔ تب حضرت نے فرمایا اچھا اگر تم نہیں جاتے ہو تو یہ پانچ بُردیمانی جنکی قیمت ایکہزار اشرفی ہے لیکر اپنے بیٹے محمد کو جو تمہارے ساتھ ہے بھیجدو وہ جاکر اپنے بھائی کو چھوڑانے کی فکر کریں یہ فرما کے حضرت نے وہ پانچواں بردیمانی انکو عطا فرمادیں۔ سروی نے لکھا ہے کہ یہ بشر بھی پہلے حملہ میں شہید ہوئے ہیں

جندب بن حجیر الکندی الحولانی

یہ صاحب نمودار شیعوں میں تھے اور حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے اصحاب میں تھے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی مدد کو یہ اپنے وطن سے چلے اور حضرت سے راہ میں حُر کے پہونچنے سے پہلے آکرمل گئے تھے پھر حضرت کے ہمراہ رہے اور کربلا میں روز عاشور لڑنے کے بعد پہلے ہی حملہ میں شہید ہوئے۔

صاحب حدایق لکھتے ہیں کہ جندب اور اُنکے بیٹے جنکا نام حجیر اپنے دادا کے نام پر تھا دونوں بیٹے پہلے ہی حملے میں شہید ہوئے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیٹے کا شہید ہونا ثابت نہیں ہوتا اسی وجہ سے میں نے انکا کچھ حال بھی نہیں لکھا ہے۔

اٹھواں مقصد غفاریوں کے بیان میں

عبداللہ بن عروہ بن حراق الغفاری اور اُن کے بھائی

عبدالرحمان بن عروہ بن حراق الغفاری

یہ دونوں بھائی کوفہ کے شرفا میں تھے اور بڑے بہادر و شجاع تھے اور اُنکے دادا حراق جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے اصحاب خاص تھے اور جنگ جمل و صفین و نہروان تینوں لڑائیوں میں حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے لشکر میں تھے اور حضرت کی طرف سے لڑے تھے اور کربلا میں آکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

ابومخنف نے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام کے اصحاب کو معلوم ہوگیا کہ ہم اس لشکر پر فتحیاب نہوں گے اور نہ حضرت کو بچا سکیں گے اُس وقت جس قدر اصحاب باقی تھے سب نے یہ ارادہ کرلیا کہ جس طرح ہو سکے حضرت کے سامنے شہید ہوجاوٗ ایسا نہو کہ ہم میں سے کوئی زندہ رہے اور حضرت شہید ہوجاویں یہ خیال کرکے ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے میں شہید ہوں چنانچہ یہ دونوں بھائی عبداللہ و عبدالرحمان حضرت امام حسین علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے اور سلام کے بعد عرض کی اے مولا دشمن ہم کو زندہ نہ چھوڑینگے لہذا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے سامنے ہم دنیا سے چلے جائیں اور جب تک زندہ رہیں دشمنوں سے آپکی حفاظت کریں حضرت نے فرمایا مرحبا میرے پاس آجاوٗ حضرت کے قریب دونو بھائی آ گئے دونوں نے ساتھ ملکر لڑنا شروع کیا اور لڑنے میں جو رجز پڑھتے تھے پہلا مصرعہ ایک بھائی کہتا تھا دوسرا مصرعہ دوسرا بھائی اُس میں لگا دیتا تھا رجز میں یہ اشعار پڑھتے تھے

قد علمت حقا بنو غفار — و خندف بعد بنی نزار

لنضربن معشر الفجار ٭ بکل غضب صارم بتار
یا قوم ذودوا عن الاطہار ٭ بالمشرفی والقنا الخطار

حاصل ترجمہ یہ ہے بنی غفار و بنی خندف و بنی نزار سب کو معلوم ہے کہ ہم فاجروں سے لڑ رہے ہیں اور اے قوم آل اطہار کی مدد کرو اُن سے بلا کو دفع کرو۔ یہ رجز پڑھتے تھے اور لڑتے تھے یہاں تک کہ دونوں بھائی شہید ہوئے۔ سروی نے لکھا ہے کہ ایک بھائی جنکا نام عبداللہ تھا پہلے حملہ میں شہید ہوئے اور دوسرے بھائی عبدالرحمان لڑ کے حملہ کر کے انکے بعد شہید ہوئے اور یہی ظاہر ہے۔

جون بن حوی ابوذر غفاری کے غلام

جون کو اہل بیت اطہار سے ایسی خصوصیت تھی جیسے کہ ابوذر غفاری ؓ کو اہل بیت اطہار سے تھی۔ پہلے تو جون حضرت امام حسن علیہ السّلام کی خدمت میں رہے بعد وفات امام حسن علیہ السّلام حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں رہے اور جب حضرت نے مدینہ سے سفر کیا جون بھی حضرت کے ہمراہ مکہ آئے پھر مکہ سے کربلا میں آئے۔
علامہ سید رضی داؤدی نے لکھا ہے کہ جب ہنگامۂ کارزار روز عاشورا گرم ہوا تو جون حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے مولیٰ مجھے جہاد کا حکم دیجئے حضرت نے فرمایا تم کو اجازت ہے مگر اے جون تم تو ہمارے پاس اس غرض سے رہے تھے کہ آرام سے بسر کرو اب تم قتل ہونے کی خواہش کرتے ہو یہ سنکر جون حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور قدم چوم چوم کر عرض کی اے مولیٰ غلام اُن لوگوں میں نہیں ہے کہ راحت و آرام کے زمانہ میں تو آپ کی کاسہ لیسی کرے آرام سے بسر کرے اور مصیبت کے وقت

آپ سے جدا ہو جاوے اے مولیٰ اس میں تو شک نہیں کہ میرا پسینہ بو دار ہے اور حسب اچھا نہیں اور رنگ کالا ہے مگر اے میرے مولیٰ آپکی برکت سے جنت میں میرا پسینہ خوشبودار حسب عمدہ رنگ سفید ہو جاویگا۔ خدا کی قسم میں آپ سے ہرگز جدا نہ ہونگا جب تک میرا سیاہ خون آپ سب کے خون میں مل نہ جائے اب حضرت نے اُنکو اجازت دی جون میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

کیف تری الفجار ضرب الاسود بالمشرفی والقنا المسدد
یذب عن آل النبی احمدؐ

کیوں لعینوں غلام حبشی کی لڑائی تم نے دیکھی وہ حمایت میں اولاد رسولؐ کے کیسا لڑتا ہے۔ محمد بن ابی طالب مکی نے لکھا ہے کہ جب جون شہید ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السّلام اُنکی لاش پر آئے اُس وقت حضرت نے یہ دعا کی۔ اللّٰھمّ بیض وجھہ وطیب ریحہ واحشرہ مع الابرار وعرف بینہ وبین آل محمدؐ۔ بار الٰہا جون کا چہرہ سفید کر دے پسینہ میں اُنکے خوشبو ہو جاوے نیکوں کے ہمراہ بہشت میں اُنکو جگہ دے محمد و آل محمدؐ کے ساتھ رہیں۔ ہمارے علماء نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے آپکے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب قوم بنی اسد شہیدوں کے لاشے دفن کر گئے پھر چند روز کے بعد اُنکو جون کی لاش ملی اُس لاش سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

نواں مقصد بنی کلب کے بیان میں

عبد اللہ بن عمیر الکلبی

آپکا نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن عمیر بن عباس بن عبد قیس بن علیم بن جناب الکلبی العلیمی ابو وہب یہ صاحب بھی پہلوان بڑے بہادر اور شریف تھے کوفہ میں آکر اقامت کی تھی اور محلہ ہمدان میں قریب چاہ جعد مکان بنایا تھا اُسی میں مع زوجہ رہتے تھے۔ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ جب کوفہ کا لشکر کربلا کی روانگی کے واسطے نخلیہ میں جمع ہو رہا تھا اُسکو دیکھ کر عبداللہ بن عمیر کلبی نے دریافت کیا کہ یہ لشکر کیوں جمع ہو رہا ہے لوگوں نے کہا حضرت امام حسین علیہ السّلام سے لڑنے جاتا ہے یہ سُنکر عبداللہ نے کہا قسم بخدا مجھے ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ میں کسی ایسے جہاد میں شریک ہوتا جس میں مشرکوں سے مقابلہ ہوتا اور مجھے یقین ہے کہ ایسے لوگوں سے لڑنا جو نبی کے نواسے سے لڑیں اسکا ثواب مشرکوں کے لڑنے سے بیش خدا کم نہوگا یہ دل میں سوچکر اپنے گھر آئے اور زوجہ سے سب واقعہ بیان کر کے اپنا ارادہ بیان کیا کہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی مدد کو جاؤنگا اور اپنی جان اُن حضرت پر نثار کرونگا اُس مومنہ نے سنتے ہی کہا سبحان اللہ بہت عمدہ تم نے ارادہ کیا ہے خدا تمکو اور ہدایت کرے ضرور جاؤ مگر اے عبداللہ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو۔ یہ صلاح کر کے رات کو عبداللہ مع زوجہ کے مخفی طور سے کوفہ سے روانہ ہوئے تا اینکہ حضرت کی خدمت میں پہونچ گئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر رہے روز عاشورا جب سب سے پہلے ابن سعد نے حضرت کے لشکر پر تیر مارا اسکے بعد ابن سعد کے کمانداروں نے تیر برسائے اُس وقت زیاد کا غلام جسکا نام یسار تھا اور ابن زیاد کا غلام جسکا نام سالم تھا دونوں غلام ابن سعد کے لشکر سے نکلے اور پکارا کہ کون لڑنے کو ہم سے آتا ہے میدان میں آوے اُنکی آواز سنکر حبیب بن مظاہر اور بریر ہمدانی میدان میں جانے کو اوٹھ کھڑے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا اے حبیب و بریر تم ابھی نہ جاؤ اس کے بعد عبداللہ بن عمیر نے حضرت سے

عرض کی اے مولی مجھے حکم دیجئے حضرت نے عبداللہ کو دیکھا کہ نہایت بلند قامت جوان رعنا سینہ کشادہ شخص ہیں فرمایا مجھے یہ خیال ہے کہ ہر ایک اپنے برابر کے درجہ والے سے لڑے یعنی غلام غلام سے آزاد آزاد سے اور اگر تمہارا دل یہی چاہتا ہے کہ ان سے لڑو تو اچھا جاؤ یہ سنکر عبداللہ میدان میں آئے دونوں غلاموں نے پوچھا تم کون ہے عبداللہ نے اپنا نام ونسب بتایا انھوں نے کہا ہم تو چاہتے تھے کہ حبیب یا بریر ہم سے لڑنے آویں اس وقت یسار آگے تھا اور سالم اسکے پیچھے عبداللہ نے یسار سے کہا اے ولدالزنا تجھے لڑنے سے غرض ہے یا یہ غرض ہے کہ فلان نہ آوے ارے جو تم سے لڑنے آویگا وہ ہر طرح تم سے بہتر ہے۔ یہ کہکر عبداللہ نے یسار پر تلوار ماری جس سے اسکا کام تمام ہوا یہ دیکھکر سالم نے عبداللہ پر حملہ کیا عبداللہ کے اصحاب نے عبداللہ کو پکارا دیکھو سالم تم پر حملہ کرنے آتا ہے عبداللہ نے کچھ خیال نہیں کیا اور سالم نے عبداللہ پر تلوار کا وار کیا عبداللہ نے بائیں ہاتھ پر اسکا وار روکا انگلیاں عبداللہ کلبی کے اس وار روکنے سے کٹ کر گر پڑیں اب عبداللہ کلبی نے ایسی تلوار ماری کہ سالم قتل ہوگیا اور عبداللہ کلبی دونو یسار اور سالم کو مار کے رجز پڑھتے ہوئے میدان سے خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوئے۔ رجز میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

ان تنکرونی فانا ابن کلب — حسبی بیتی فی علیم حسبی

انی امرء ذو مرۃ و عصب — لست بالخوار عند الحرب

انی زعیم لک ام وھب — بالطعن فیھم مقدما والضرب

اگر تم مجھے نہ پہچانتے ہو تو اب جان لو کہ میں کلبی کا بیٹا ہوں میرا قبیلہ اور خاندان اور قبیلۂ علیم ہے میں صاحب قوۃ اور شدت ہوں لڑائی میں ضعیف و عاجز نہیں ہوں۔

عبداللہ یہ جز پڑھ رہے تھے کہ انکی زوجہ امّ وہب خیمہ کی ایک چوب کھینچکر اپنے شوہر عبداللہ کے قریب نکل آئیں اور یہ کہا کہ ماں باپ میرے تم پر قربان ہوں اے عبداللہ آل رسول اللہ کے سامنے اُن کے دشمنوں سے لڑے جاؤ زوجہ کی آواز سنکر عبداللہ اپنی جگہ سے پھرے اور زوجہ کو خیمہ کی طرف پھیر لے چلے وہ مومنہ نہیں مانتی تھی اور کہتی تھی اے عبداللہ میں بھی تمہارے ساتھ قتل ہونگی اور چونکہ عبداللہ کے داہنے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ خون کے جم جانے سے چپک گیا تھا اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئی تھیں اِس وجہ سے عبداللہ اپنی زوجہ کو پکڑ نہیں سکتے تھے خیمۂ آل اطہار کی طرف اوسی کہنیوں سے ڈھکیلتے تھے یہ حال دیکھ کر خود حضرت امام حسین علیہ السلام میدان میں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا خدا تم دونوں کو ہماری حمایت کرنے کا عوض عطا فرمائے اے زوجہ وہب خدا تجھ پر رحمت نازل کرے خیمہ کو تو پھر چل اور سب اہل بیت کے ساتھ بیٹھ کیونکہ عورتوں پر جہاد نہیں ہے حضرت کا یہ ارشاد سنکر وہ مومنہ فوراً بلا عذر خیمہ کو پلٹ آئی ۔

ابو جعفر (طبری) نے لکھا ہے کہ عمر بن حجاج زبیدی نے حضرت کے لشکر کے داہنے طرف حملہ کیا حضرت کے لشکریوں نے اوسے روکا اور نیزوں سے ہٹا دیا اور شمر نے لشکر کے بائیں طرف حملہ کیا اُسکو بھی اصحاب حضرت نے ہٹایا عبداللہ کلبی حضرت کے لشکر کے بائیں حصہ میں تھے انہوں نے اس حملہ کے روکنے اور دفع کرنے میں خوب تلوار کی اور بہت سے لوگ لشکر ابن سعد کے قتل کئے اتنے میں ہانی بن شبیت حضرمی اور بکیر بن حی التیمی بن تیم ثعلبہ نے عبداللہ کلبی پر حملہ کیا اور دونوں نے مل کر انکو شہید کیا

ابو مخنف کا بیان ہے کہ لشکر ابن سعد کی داہنے اور بائیں طرف کی فوج اور سواروں اور پیادوں نے اکدم ملکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لشکر پر حملہ کیا اور بڑا معرکہ ہوا اور اکثر اصحاب حضرت کے اس حملہ میں شہید اور زخمی ہو گئے اور عبداللہ کلبی بھی اسی حملہ میں شہید

ہوئے جب حملہ ختم ہوا اور میدان کی گرد بیٹھ گئی اُس وقت عبداللہ کلبی کی زوجہ اُنکی لاش پر خیمہ سے نکلکر میدان میں آئی اور لاش کے سرہانے بیٹھ کر عبداللہ کلبی کے چہرہ کی گرد وغبار کو صاف کرتی جاتی تھی اور کہتی تھی۔ اے عبداللہ بہشت تم کو مبارک ہو اور خدا مجھے بھی تمہارے پاس بلالے شمر نے اپنے غلام رستم سے کہا ایک گرز اس عورت کے سر پر مار رستم نے اُس مومنہ کے سر پر گرز مارا اور مومنہ اُسی جگہ شہید ہو گئی۔

عبدالاعلیٰ ابن یزید الکلبی العلیمی

بڑے شہسوار بہادر کوفہ کے رہنے والے مذہبًا شیعہ تھے جب جناب مسلمؑ نے ابن زیاد پر چڑھائی کی تھی یہ بھی جناب مسلمؑ کے ہمراہ تھے جب جناب مسلمؑ کے ہمراہیوں نے انکو چھوڑ دیا اور سب بھاگ گئے اُنکو کثیر ابن شہاب نے قید کر کے ابن زیاد کے پاس پہونچا دیا ابن زیاد نے ان کو قید رکھا جب جناب مسلمؑ کو ابن زیاد قتل کرا چکا تو اُس نے انکو اپنے سامنے بلایا اور دریافت کیا کہ کیا تم بھی مسلمؑ کے ساتھ ہم سے لڑنے آئے تھے اُنھوں نے کہا میں محض دیکھنے آیا تھا ابن زیاد نے کہا اچھا قسم کھاؤ کہ تم مسلمؑ کے ہمراہ لڑنے نہیں آئے تھے اُنھوں نے قسم نہیں کھائی ابن زیاد نے ان کو قتل کرا دیا۔

سالم ابن عمرو مولیٰ بنی المدینتہ الکلبی

یہ صاحب بنی مدینہ کے غلام تھے بنی مدینہ قبیلہ کلبی کی ایک شاخ ہے سالم کوفی تھے اور شیعہ تھے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں کربلا میں حاضر ہوئے تھے اور آپکے لشکر میں شریک ہوئے اور روز عاشورا شہید ہوئے۔ سروی کا قول ہے کہ پہلے ہی

حملہ میں یہ بزرگ شہید ہوئے ہیں حضرت صاحب العصر والزماں عجل اللہ فرجہ وسہّل مخرجہ سے جو زیارت شہداء کربلا منقول ہے اُس میں انکا نام موجود ہے۔

دسواں مقصد

اس میں ازدیین کا بیان ہے

مسلم بن کثیر الاعرج الازدی ازد شنوہ الکوفی

انکا شمار تابعین میں ہے کوفہ کے رہنے والے تھے اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے اصحاب میں تھے اور حضرت کے ہمراہ کسی لڑائی میں۔ انکے ایک پیر کو صدمہ پہونچا تھا اس وجہ سے لنگ کرتے تھے۔ اہل سیر لکھتے ہیں کہ یہ کوفہ سے آکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں کربلا پہونچنے سے پہلے قریب کسی مقام پر حاضر ہوئے تھے۔
علامہ سروی نے لکھا ہے کہ روز عاشورا کا پہلا حملہ جو لشکر ابن سعد نے کیا تھا اوس میں یہ بھی شہید ہوئے ہیں۔

رافع بن عبد اللہ مولی مسلم ازدی

رافع اپنے آقا مسلم کے ہمراہ جنکا ذکر ابھی ہوا خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام حاضر ہوئے تھے اور روز عاشورا اپنے آقا مسلم کے بعد میدان میں نماز ظہر کے بعد آئے اور لڑبھڑ کے شہید ہوئے۔

القاسم بن حبیب بن ابی بشر الازدی

یہ بھی کوفہ کے شہسواروں میں تھے ابن سعد کے لشکر میں یہ بھی کربلا آئے تھے بعد اسکے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں آکر مل گئے اور آپ کے سامنے پہلے حملہ میں شہید ہوئے۔

زہیر بن سلیم الازدی

انھوں نے جب دیکھا کہ لشکر شام ہر طرح سے آمادہ جنگ ہے اور صلح نہو گی تو شب عاشور لشکر ابن سعد سے نکل کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور پہلے حملہ میں یہ بھی شہید ہوئے۔

نعمان بن عمرو ازدی راسبی[1]

و

حلاس[2] بن عمرو ازدی راسبی

یہ دونوں صاحب کوفہ کے رہنے والے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب سے تھے یہ دونو بھی ابن سعد کے لشکر میں آئے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ صلح نہو گی تو رات کو مخفی طور لشکر ابن سعد سے نکلکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں آگئے اور حضرت کے روبرو شہید ہوئے

عمارہ بن صلخب[3] ازدی

یہ اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے جناب مسلم کے ہاتھ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور

---

[1] راسبی نسبت ہے راسب کیطرف اور راسب ایک قبیلہ ہے ازد کا۔ [2] حلاس حا حطی کو پیش ہے غراب کے وزن پر ہے اور بعضوں نے خاء معجمہ سے لکھا ہے اور خاء معجمہ پر زیر دیا ہے۔ [3] صلخب پہلے صاد بے نقطہ ہے اس کے بعد لام ہے اُس کے بعد خاء نقطہ دار اور اوس کے بعد باء ابجد اور جعفر کے وزن پر ہے۔

جب جناب مسلمؑ نے کوفہ میں قلعہ پر چڑھائی کی تھی یہ بھی جناب مسلمؑ کے ہمراہ تھے جب جناب مسلمؑ قید ہوکر شہید کئے گئے یہ بھی ابن زیاد کے سامنے لائے گئے اُس نے دریافت کیا تم کس قبیلہ سے ہو انھوں نے کہا میں ازدی ہوں ابن زیاد نے کہا انکو انکے قبیلہ میں لے جاؤ اور وہیں ان کو قتل کرو چنانچہ وہیں انکی گردن ماری گئی اور شہید ہوئے۔

گیارہواں مقصد

اس میں عبدین کا بیان ہے

یزید بن ثبیط العبدی البصری

اور اُن کے دو بیٹے

عبد اللہ بن یزید بن ثبیط

اور

عبید اللہ بن یزید بن ثبیط

یزید شیعہ آل محمد تھے اور اپنے قوم کے شریف تھے۔

علامۂ طبری نے لکھا ہے کہ ماریہ منقذ عبدی کی بیٹی شیعہ تھی اور ماریہ کا مکان شیعوں کا نشتگاہ تھا وہاں لوگ جمع ہوا کرتے تھے اور ہر طرح کی صلاح ومشورہ وہیں ہوتے تھے انھوں نے یعنی یزید بن ثبیط نے یہ ارادہ کرلیا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہونچکر حضرت کی اطاعت وجان نثاری میں رہیں اور اُنکے دس بیٹے تھے اُن میں سے عبد اللہ اور عبید اللہ نے اپنے والد کے ہمراہی منظور کی اُسکے بعد ماریہ کے گھر میں جلسہ میں انھوں نے اپنا یہ ارادہ بیان کیا اور کہا تم لوگوں سے کون کون میرے ساتھ حضرت

کی خدمت میں چلنے کو تیار ہے سب نے کہا ہم تو ابن زیاد کے خوف سے یہ ارادہ نہیں کر سکتے یزید نے جواب میں کہا کہ میں تو ضرور جاؤنگا چاہے کتنی ہی مشکلیں اور سختیاں پیش آویں اسکے بعد یزید مع اپنے دونوں بیٹوں کے مکہ کو روانہ ہوئے اور عامر اور عامر کا غلام اور سیف بن مالک اور ادہم بن اُمیہ یہ چار شخص اور اُنکے ہمراہ ہوئے اور شاہ راہ چھوڑ کر جنگلو کی راہ اختیار کی کیونکہ ابن زیاد نے تمام راہیں بند کردی تھیں اور دور دور منزلوں پر فوج بھیجدی تھی کہ کوئی آنے جانے نہ پائے بعد قطع منازل یہ سب مکہ معظمہ میں اُسوقت پہونچے جب تک حضرت امام حسین علیہ السّلام مکہ ہی میں تھے۔ یہ اپنے مقام پر اُترے اور آرام لینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں روانہ ہوئے جہاں حضرت مقیم تھے وہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ حضرت خود اُنکے آنیکی خبر سُنکر وہاں تشریف لے گئے جہاں یہ فروکش ہوئے تھے یہ سُنکر فوراً یہ وہاں سے پھرے اور اپنے قیام گاہ کو آے تو دیکھا کہ حضرت اُنکے انتظار میں وہاں تشریف فرما ہیں حضرت کو دیکھکر اُنھوں نے کہا خدا کا فضل اور خدا کی رحمت مجھپر ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے یہ کہکر اس طرح سے آداب بجالائے کہ سلام ہو آپ پر یا ابن رسول اللہؐ حضرت نے جواب سلام دیا یہ سامنے مودب بیٹھ گئے اور اپنا ارادہ اور اپنے آنے کی وجہ بیان کی حضرت نے دعائے خیر دی پھر حضرت اپنی جگہ چلے گئے یہ سب اُسی وقت مع سب اپنے ہمراہیوں کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور برابر حضرت کے ہمرکاب رہے اور عاشورے کے دن میدان جنگ میں آئے اور لڑ بھڑ کر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے سامنے شہید ہوئے۔

علامہ سروی نے لکھا ہے کہ انکے دونوں فرزند عبداللہ و عبیداللہ جو انکے ساتھ آئے تھے وہ دونوں پہلے حملہ میں شہید ہوئے ہیں عامر نے اپنے والد اور بھائیوں کا مرثیہ

کہاہے جس کو ابو العباس حمیری اور دوسرے مورخین نے نقل کیاہے۔ وہ یہ ہے۔

یا فروۃ قومی فاندبی ۔ خیر البریۃ فی القبور
وابکی الشہید بعبرۃ ۔ من فیض دمع ذی درور
وارث الحسین مع التفجع ۔ والتاوہ والزفیر
قتلوا الحرام من الائمۃ ۔ فی الحرام من الشہور
وابکی یزید مجدلا ۔ وابنیہ فی حر الھجیر
متزملین دماؤھم ۔ تجری علی لبب النحور
یالھف نفسی لو تفز ۔ معھم بجنات وحور

عامر بن مسلم العبدی المطری

اور انکا غلام

سالم مولی عامر بن مسلم العبدی

عامر شیعیان حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے بصرہ کے رہنے والے تھے مع اپنے غلام کے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ ہمراہی شبیط حاضر ہوئے تھے اور برابر حضرت کے ہمراہ کربلا تک رہے اور دونوں شہید ہوئے اور صاحب حدایق کا قول ہے کہ یہ دونوں بھی پہلے حملہ میں شہید ہوئے ہیں۔

سیف بن مالک العبدی البصری

سیف ازجملہ شیعیان حضرت علی بن طالب علیہ السّلام کے ہے اور ماریہ کے مکان میں بغرض

صلاح و مشورت نصرت حضرت امام حسین علیہ السلام یہ بھی شریک ہوا کرتے تھے اور یزید کے ہمراہ یہ بھی حضرت کی خدمت میں مکہ میں حاضر ہوئے اور برابر ساتھ رہے اور روز عاشورا بعد نماز ظہر لڑ بھڑ کے شہید ہوئے

ادہم بن امیّۃ العبدی البصری

یہ صاحب بھی بصرہ کے رہنے والے اور شیعہ تھے اور کوفہ میں ماریہ کے مکان میں جہاں شیعہ جمع ہوا کرتے تھے اس جلسہ میں یہ بھی جاتے تھے اور اسی جلسہ میں یزید بن ثبیط نے جب اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں امام حسین علیہ السّلام کی نصرت کو جاؤنگا یہ بھی موجود تھے اور وہیں سے انکا بھی یہی ارادہ ہوا اور یزید بن ثبیط کے ہمراہ مکہ معظمہ میں یہ بھی حاضر خدمت باسعادت حضرت امام حسین علیہ السّلام ہوئے کربلا میں روز عاشورا شہید ہوئے صاحب حدائق وردیہ نے تو تصریح نہیں لکھی ہے کہ کس حملہ میں شہید ہوئے مگر اور ارباب مقاتل نے لکھا ہے کہ پہلے حملہ میں یہ بھی شہید ہوئے ۔

بارہواں مقصد

اس مقصد میں قبیلہ تیم کے جو لوگ حضرت کے ساتھ شہید ہوئے انکا ذکر ہے ۔

جابر بن الحجاج مولیٰ عامر بن نہشل تیمی تیم اللہ ابن ثعلبہ

جابر شہسوار تھے اور بڑے بہادر تھے صاحب حدائق وردیہ نے لکھا ہے کہ یہ صاحب کربلا میں آکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے شریک ہوئے تھے اور روز عاشورا نماز ظہر سے جو پہلا حملہ لشکر ابن سعد نے حضرت کے لشکر پر کیا تھا اوسی حملہ میں یہ بھی شہید ہوئے ۔

مسعود بن الحجاج التیمی تیم اللہ بن ثعلبہ اور انکے فرزند

عبد الرحمٰن بن مسعود بن الحجاج

یہ دونوں باپ بیٹے بڑے بہادر اور شجاع تھے اور شیعیان جناب امیر علیہ السلام سے تھے ابن سعد کے کربلا پہونچنے کے بعد نویں تاریخ محرم تک جو زمانہ مہلت تھا اس مدت میں کسی دن ابن سعد کے لشکر سے نکل کر حضرت کے لشکر میں حاضر ہو گئے اور پہلے ہی حملہ میں یہ دونو باپ بیٹے شہید ہوئے علامہ سروی نے یہی لکھا ہے۔

بکر بن حی بن تیم اللہ بن ثعلبۃ التیمی

بکر بھی ابن سعد کے لشکر میں کوفہ سے آئے تھے روز عاشورا جب لڑائی شروع ہوئی تو یہ حضرت کی طرف آکر مل گئے اور حضرت کے سامنے پہلے ہی حملہ میں شہید ہوئے۔ صاحب حدائق وردیہ اور دوسرے مورخوں نے باتفاق یہی لکھا ہے۔

جوین بن مالک بن قیس بن ثعلبۃ التیمی

یہ بھی لشکر ابن سعد میں آئے تھے جب امام حسین علیہ السلام کو صلح کا جواب ہوا اور لڑائی ٹھن گئی تو یہ ابن سعد کے لشکر سے مع اور تیمی قبیلہ والوں کے شب عاشورا علیحدہ ہو کر حضرت کی خدمت میں آگئے اور روز عاشورا پہلے حملہ میں بھی شہید ہوئے۔ علامہ سروی نے یہی لکھا ہے۔ اور بعض مقاتل میں انکا نام سیف نمری لکھا ہے وہ غلط ہے۔

عمر بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبۃ الضبیعی

یہ نامی شجاع و شہسوار تھے لشکر ابن سعد میں کربلا کو آئے تھے بعد میں اوس لشکر سے نکلکر حضرت کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور روز عاشورا پہلے حملہ میں شہید ہوئے

جناب بن عامر بن کعب بن تیم اللہ بن ثعلبہ تیمی

اُنھوں نے جناب مسلمؑ کے ہاتھ پر کوفہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی بیعت کی تھی جب جناب مسلمؑ کو لوگوں نے چھوڑ دیا اور وہ شہید ہو گئے تو یہ جناب کوفہ سے امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں روانہ ہوئے اور کربلا کے پہونچنے سے پہلے حضرت کی خدمت میں پہونچ گئے۔ اور عاشورے کے دن حملۂ اولیٰ میں یہ بھی حسب روایت سروی شہید ہوئے۔

تیرہواں مقصد

طائی قبیلہ کے جو لوگ حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوئے اُنکا ذکر اس مقصد میں ہے

عمّار بن حسّان الطائی

عمار بن حسّان بن شریح بن سعد بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ظریف بن عمرو بن ثمامہ بن ذہل بن جذعان بن سعد بن طی الطائیؑ یہ صاحب عرب کے شجاعوں میں بڑے نامی گرامی مشہور تھے اور اہل بیت اطہار کے خاص مطیع و منقاد جان نثاروں میں تھے انکے باپ حسّان حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب خاص میں تھے اور جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت امیر المومنینؑ کی طرف سے لڑکے صفین میں شہید ہوئے خود عمار حضرت امام حسین علیہ السّلام کی رفاقت میں مکہ معظمہ سے حاضر ہوئے اور بقول علامہ سَروی روز عاشورا پہلے حملہ میں شہید ہوئے انھیں عمار کے پوتوں میں ساتویں پشت میں ایک صاحب عبد اللہ بن احمد بن عامر بن سلیمان

بن صالح بن وہب بن عمار ہیں جو ہمارے مذہب کے عالم اور راویان حدیث سے ہیں منجملہ انکے تصانیف کے کتاب قضایائے امیرالمومنین علیہ السّلام ہے اس کتاب میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے جو جو فیصلہ مقدمات کئے ہیں وہ سب مذکور ہیں ۔

یہ عبداللہ بواسطہ اپنے والد ماجد حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں

امیہ بن سعد طائی

یہ بھی حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے اصحاب سے تھے تابعی تھے کوفہ میں آکر رہ گئے تھے جب انھوں نے سنا کہ حضرت امام حسین ع کربلا میں آگئے ہیں تو کوفہ سے روانہ ہوکر کربلا میں نویں محرم سے پہلے حضرت کی خدمت یہ حاضر ہوگئے بقول سروی عاشورے کو پہلے حملے میں یہ بھی شہید ہوئے ۔

چودہواں مقصد

اس مقصد میں قبیلۂ تغلب کے جو لوگ شہید ہوئے اُنکا بیان ہے

ضرعامہ بن مالک تغلبی

جیسا انکا نام ہے جس کے معنی شیر نر کے ہیں ویسے ہی یہ صاحب شجاع بہادر دلیر تھے اور شیعہ تھے جناب مسلم ؑ کے ہاتھ پر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی بیعت کوفہ میں اُنھوں نے کی تھی جب جناب مسلم ؑ قتل ہوگئے اور ابن سعد کا لشکر کربلا کو چلا یہ بھی اسکے لشکر میں کربلا آئے اور آخر کو حضرت امام حسین علیہ السّلام سے آکر مل گئے اور روز عاشورا بعد نماز ظہر میدان میں آئے اور بعد قتال وجدال شہید ہوئے ۔

کنانہ بن عتیق التغلبی

یہ صاحب کوفہ کے پہلوانوں اور عابدوں اور قاریوں میں ایک نامور شخص تھے کربلا میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شہید ہوئے۔ سروی کا تو یہ قول ہے کہ پہلے ہی حملہ میں شہید ہوئے مگر اور مورخین کہتے ہیں کہ پہلے حملہ کے بعد اور نماز ظہر سے پہلے میدان میں آئے اور بعد جنگ شہید ہوئے

قاسط ابن زہیر بن حرث تغلبی

اور اُن کے بھائی

کردوس بن زہیر بن حرث تغلبی

اور تیسرے بھائی اُن کے

مقسط بن زہیر بن حرث تغلبی

یہ تینوں بھائی حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب سے تھے اور تینوں لڑائیاں جمل صفین نہروان سب میں حضرت کی طرف سے لڑے تھے اُس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے خدمت میں رہے اُسکے بعد کوفہ میں آکر مقیم ہوگئے اور انکے لڑائیوں کے کارنامے مشہور ہیں خصوصاً جنگ صفین میں انھوں نے بڑا معرکہ کیا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام کا کربلا میں تشریف لانا انکو معلوم ہوا تو یہ تینوں بھائی کوفہ سے چلے اور رات کے وقت کربلا میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ سروی کا قول ہے کہ پہلے ہی حملہ میں یہ تینوں صاحب شہید ہوئے ہیں۔

پندرہواں مقصد

اس میں قبیلۂ جہنی کے جو لوگ شہید ہوئے اُن کا بیان ہے

مُجمع بن زیاد بن عمرو الجہنی

یہ صاحب مدینہ کے گرد جو منازل جہنیہ ایک مقام کا نام ہے وہاں کے رہنے والے تھے جب حضرت امام حسین علیہ السّلام سفر عراق کو تشریف لے چلے بہت سے عرب حضرت کے ساتھ ہوتے جاتے تھے یہ بھی حضرت کے ساتھ ہو لئے جب جناب مسلم وغیرہ کی خبر شہادت آئی اور حضرت نے خطبہ پڑھ کر ہمراہیوں کو اجازت دی کہ جس کا جی چاہے وہ چلا جاوئے اور لوگ تو چلے گئے مگر اُنھوں نے حضرت کا ساتھ نہیں چھوڑا اور روز عاشورا کربلا میں شہید ہوئے جیسا کہ صاحب حدایق وردیہ نے لکھا ہے۔

عباد بن المہاجر بن ابی المہاجر الجہنی

یہ بھی منازل جہنیہ سے حضرت کے ساتھ ہوئے تھے اور اُنہوں نے بھی ساتھ نہیں چھوڑا اور بقول صاحب حدایق وردیہ یہ بھی روز عاشورا شہید ہوئے۔

عقبہ بن الصلت الجہنی

یہ بھی منازل جہنیہ سے ہمراہ رکاب حضرت ہوئے تھے اور اُنہوں نے بھی وعدہ وفا کیا بیعت پر قایم رہے حسب روایت صاحب حدایق وردیہ یہ بھی روز عاشورا کربلا میں شہید ہوئے

سولھواں مقصد

تمیمی قبیلہ کے جو لوگ شہید ہوئے اُن کے بیان میں

حر بن یزید الریاحی

حر بن یزید بن ناجیہ بن قعنب بن عتاب بن ہرمی بن ریاح بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم البیر بوعی الریاحی۔

حُر اپنے قوم کے بڑے شریف تھے اسلام سے پہلے اور اسلام کے دونوں زمانوں میں انکی شرافت مانی ہوئی ہے حُر کے دادا کے دادا جنکا عتاب نام تھا وہ نعمان کے ہم نشین اور جلیس تھے عتاب کے دو بیٹے ہوئے قیس اور قعنب عتاب کے مرنے کے بعد نعمان کے جلیس قعنب ہوئے جو حر کے پر دادا تھے انھیں قعنب سے اور قبیلۂ شیبان سے آپس میں نزاع ہوئی اور یوم طخفہ کی مشہور جنگ اسی نزاع کی وجہ سے قایم ہوئی اور حُر چچازاد بھائی اخوص کے ہیں جو صحابی تھے اور شاعر بھی تھے اور اخوص کا نام زید بن عمرو بن قیس بن عتاب تھا خود حر کوفہ کے رئیس تھے ابن زیاد نے انکو حضرت امام حسین علیہ السّلام سے جنگ کے لئے بلایا ایک ہزار سوار لیکر حُر حضرت کے مقابلہ کو نکلے تھے جناب شیخ ابن نما نے روایت کی ہے کہ جب حر کربلا جانے کو ابن زیاد سے رخصت ہوئے اور قلعہ سے باہر نکلے تو انکے پیچھے سے ایک آواز آئی کہ اے حُر تجھے بہشت کی بشارت ہو حُر نے مڑکر ادہر اُدہر دیکھا کوئی کہنے والا دکھائی نہیں دیا اُس وقت حُر نے اپنے دل میں کہا میں تو امام حسینؑ سے لڑنے جاتا ہوں یہ بہشت کی بشارت مجھے کیسی ہو سکتی ہے اور حر کے دل میں یہ بات برابر کھٹکتی رہی جب حر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے حضرت سے اس آواز کا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا در اصل یہ بشارت تھی اب تو بہشتی ہو گیا۔ ابو مخنف نے عبد اللہ بن سلیم اور مذری

حاشیہ صفحہ ۱۸۳ پر دیکھئے۔

بن مشمعل اسدیوں سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لشکر کے ساتھ جارہے تھے کہ شراف میں پہونچے اور وہاں رات کو قیام فرمایا اور آپ نے حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے پانی یہاں سے بھر لیا جائے صبح کو حضرت وہاں سے روانہ ہوئے حضرت چلے جارہے تھے کہ دوپہر ہوئی چلتے چلتے آپکے لشکر کے اک شخص نے اللہ اکبر باآواز بلند کہا حضرت نے اُسکی تکبیر سنکر فرمایا اللہ اکبر اس وقت تو نے تکبیر کیوں کہی اُس نے عرض کی خورمہ کے درخت دکھائی دے رہے ہیں ان دونوں اسدیوں نے کہا کہ ہم نے تو اس مقام پر کبھی درخت نہیں دیکھے حضرت نے فرمایا پھر تم کو کیا دکھائی دیتا ہے ہم نے عرض کی گھوڑے دکھائی دیتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہے پھر حضرت نے فرمایا اس جگہ کوئی ایسا مقام ہے جس کو ہم جائے پناہ قرار دیں اور لشکر جو آ رہا ہے اُس سے مقابلہ باطمینان کر سکیں ہم نے عرض کی اے مولیٰ یہاں سے بائیں طرف اک پہاڑی ہے اُدھر کو آپ تشریف لے چلیں اگر اس لشکر کے آنے سے پہلے وہاں آپ پہونچ گئے تو وہ ویسا مقام ہے جیسا آپ چاہتے ہیں اتنے میں لشکر کے اور آثار نمودار ہوئے اور حضرت پہاڑی کیطرف چلے ہم کو پہاڑی کیطرف جاتے دیکھکر لشکر بھی اُسی طرف چلا لشکر سے پہلے ہم سب پہاڑی کے پاس پہونچ گئے اور حضرت کے خیمے وہاں نصب ہونے لگے اتنے میں حر مع ہزار سواروں کے رسالہ کے آ پہونچے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے سامنے ٹھیک دوپہر کے وقت آکر سب کھڑے ہو گئے اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت کا سب لشکر عمامے باندھے تلواریں لئے ہوئے کھڑے تھے حضرت نے لشکر حر کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے آدمی اور جانور سب

حوالہ صفحہ (۱۸۴)

۱؎ یہ دونوں شخص وہی ہیں جنہوں نے حضرت مسلمؑ اور ہانی کی خبر شہادت ایک سوار سے جو کوفہ سے آرہا تھا سنکر ثعلبیہ کے منزل پر حضرت امام حسین علیہ السّلام سے بیان کی تھی جیسا کہ جناب مسلمؑ کے حالات میں مذکور۔

بے تاب ہیں آپ نے حکم دیا کہ سارے لشکر کو پانی پلادو اور سب گھوڑوں کو بھی سیراب کرو آپ کے حسب ارشاد فوراً سارے لشکر کو مع گھوڑوں وغیرہ کے پانی پلا دیا گیا پانی پلانے سے فراغت ہوئی تھی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا حضرت نے حجاج بن مسروق سے کہا اذان کہو اذان دی گئی اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السّلام اپنے خیمہ سے برآمد ہوئے آپ ردا اوڑھے تھے اور پائے مبارک میں نعلین پہنے ہوئے تھے پہلے حضرت نے خطبہ پڑھا بعد حمد وثنا و درود کے لشکر حُر کو مخاطب کر کے فرمایا اے قوم میں خود سے ادھر نہیں آیا ہوں بلکہ تمہاری عرضیاں پہونچیں تم نے میرے آنے پر اصرار کیا جب میں آیا ہوں یہ سُنکر سب خاموش رہے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا پھر حضرت نے موذن سے فرمایا اقامت کہو اور حُر سے آپ نے فرمایا تم اپنے لشکر کے ساتھ چاہے علیحدہ نماز پڑھو حُر نے عرض کی نہیں اے مولیٰ میں اور لشکر سب آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے چنانچہ دونوں لشکر نے ایک ساتھ نماز ادا کی نماز کے بعد حضرت اپنے خیمہ میں چلے گئے اور حُر اپنے خیمہ میں گئے اور حُر کی لشکری اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے ہوئے اُنکے سایہ میں میدان میں بیٹھے جب نماز عصر کا وقت ہوا حضرت نے کوچ کا حکم دیا اور عصر کی اذان کہی گئی بعد نماز عصر حضرت نے بعد حمد و نعت کے لشکر حُر کو مخاطب کر کے وہی ارشاد کیا کہ میں آپ سے نہیں آیا ہوں تمہارے بلانے سے آیا ہوں حُر نے جواب میں عرض کی اے مولیٰ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ کس نے آپ کو عرضیاں لکھیں کس نے آپکو بلایا ہے حضرت نے عقبہ بن سمعان کو حکم دیا انھوں نے دو خورجیاں عرضیوں سے بھری ہوئی حُر کے سامنے رکھدیں اور عرضیاں کھولکر پھیلا دیں حُر نے عرض کی میں نے تو کوئی عرضی نہیں لکھی نہ میری کوئی عرضی اس میں ہوگی مجھے ابن زیاد کا یہ حکم ہے کہ جہاں آپ سے مجھ سے ملاقات ہو میں آپ سے جدا نہ ہوں اور آپکو ابن زیاد کے پاس پہونچادوں حضرت نے فرمایا کہ یہ ممکن نہیں بلکہ تیری موت آئی ہے یہ کہکر آپنے

لشکر سے فرمایا سوار ہو سب سوار ہوئے اور اہل بیت کے سوار ہو جانے کے انتظار میں ٹھیرے رہے جب اہل بیت بھی سوار ہو گئے تو سب نے مکہ کی طرف جدہر سے آئے تھے پھرنے کا قصد کیا حُر کا رسالہ پھرنے سے مانع ہوا حضرت نے حُر سے فرمایا تیری ماں تجھے روئے تیرا کیا ارادہ ہے حُر نے عرض کی اے مولیٰ کوئی شخص بھی جو آپ کی ایسی شان و شوکت میں مع فوج کے ہوتا اور میری ماں کا نام اس طرح سے لیتا تو میں اُسکی ماں کا نام اسی طرح لیتا مگر مجبوری ہے آپکی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک بے تعظیم و تکریم و درود و سلام نہیں لے سکتا ہوں حضرت نے فرمایا اچھا پھر تو کیا کہتا ہے حُر نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ابن زیاد کے پاس آپکو پہونچا دوں حضرت نے فرمایا میں ہرگز نہیں جاؤنگا حُر نے کہا پھر میں آپکو نہ چھوڑونگا تین بار یہ تکرار ہوئی پھر حُر نے عرض کی اے مولیٰ مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں ہے بس یہی حکم ہے کہ آپ کے ساتھ رہوں اور آپکو کوفہ پہنچا دوں جب آپ کوفہ جانا نہیں چاہتے ہیں تو ایسے رستہ پر چلیئے جو نہ کوفہ جاتا ہو اور نہ مدینہ جاتا ہو اور میں ابن زیاد کو یہ حال لکھوں اُسکا جو جواب آوے اُس پر عمل کروں اور آپ بھی چاہے یزید کو خط لکھیں اور چاہے ابن زیاد کو لکھیں عجب نہیں کہ خدا مجھے آپکے لڑنے سے بچالے۔ یہ سنکر حضرت جس راستہ کو جانا چاہتے تھے اُسکے بائیں جانب پھرے جو رستہ عذیب و قادسیہ کو جاتا تھا اور جس مقام سے آپ نے رستہ بدلا وہاں سے منزل عذیب اڑتیس میل تھے آپکے ساتھ ساتھ حُر کا لشکر بھی چلا جب آپ بیضہ کے مقام پر پہونچے پھر آپ نے خطبہ پڑہا جسکا جواب جو جان نثاروں نے دیا وہ سب ہر ایک کے حال میں بیان کیا گیا ہے پھر مقام بیضہ سے آپ سوار ہوئے اور لشکر حُر بھی ساتھ ہوا راہ میں حُر نے عرض کی اے مولیٰ آپ کو خدا کا واسطہ دلا کر عرض کرتا ہوں کہ آپ یزید سے لڑینگے تو ضرور قتل ہو جاوینگے۔ یہ سُنکر آپ نے فرمایا اے حُر تو مجھے موت سے ڈراتا ہے اسکا

جواب میں تجھے کیا دوں مگر ہاں جو اخوالاوس نے اپنے چچازاد بھائی ہانی سے کہا جب اخوالاوس حضرت رسالتمآب کی مدد کرنے چلا تھا کہ اخوالاوس تو کہاں جاتا ہے کہ اگر انکی مدد کرنے کو جاویگا تو ضرور قتل ہوگا۔ اخوالاوس نے جواب میں یہ اشعار کہے۔

سامضی فما بالموت عار علی الفتی ٭ اذا ما نوی حقا و جاھد مسلما

واسی الرجال الصالحین بنفسہ ٭ و فارق مثبورا و باعد مجرما

فان عشت لم اندم و ان مت لم الم ٭ کفی بک عارا ان تذل و ترغما

حاصل ترجمہ اشعار یہ ہے کہ اخوالاوس کہتا ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کو جاتا ہوں اور مرنے میں کوئی عار و ننگ نہیں ہے جب مرنے والا حق پر ہو اور اپنے دین کے لئے لڑے اور نیکوں کی مدد کرے اور بدوں کو چھوڑے جب یہ حال ہے تو اگر میں لڑائی میں بچ گیا اور مارا نہ گیا تو کوئی ندامت مجھے نہ ہوگی اور اگر مارا گیا تو کچھ پروا نہیں ہے عار و ننگ اُس کام میں ہے جس میں اپنے آپ کو ندامت ہو اور دوسرے لوگ ملامت کریں۔ یہ اشعار حضرت سے سُنکر حُر وہاں سے ہٹ گئے اُسکے بعد حضرت مقام عذیب ہجانات میں پہونچے وہاں چار شخص کوفہ سے نافع بن ہلال کا گھوڑا لئے ہوئے آئے اور طرماح بن عدی اُنکے رہبر تھے یہ لوگ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آداب بجالائے فوراً حُر بھی آگئے اور کہا یہ لوگ کوفہ سے آرہے ہیں آپکے ہمراہی نہیں ہیں انکو یا تو کوفہ پھیردونگا یا انکو قید رکھونگا حضرت نے فرمایا اے حُر یہ لوگ میرے خاص اصحاب ہیں اور گویا میرے ساتھ ہی آئے ہیں یہ میرے اعوان و انصار ہیں اور تم سے تو نے وعدہ کیا ہے جب تک ابن زیاد کا جواب نہ آئے تو ہم سے تعرض نہ کریگا اگر تو اپنے وعدہ پر قائم نہیں ہے تو پھر ہم تجھ سے لڑینگے یہ سُنکر حُر خاموش ہوگئے اور حضرت کے فرمانے کو مان لیا پھر وہاں سے حضرت قصر بنی مقاتل کو روانہ ہوئے اور

تھوڑا تھوڑا بائیں طرف کے رستہ پر وہ جناب ہٹے جاتے تھے اور حُر حضرت کو داہنی طرف چلنے کو کہتے تھے کہ دفعتہً کوفہ کیطرف سے ایک شتر سوار آتا ہوا دکھائی دیا جو ہتیار لگائے ہوئے کاندھے پر کمان لٹکائے چلا آتا تھا جب دونوں لشکروں نے اُسے دیکھا اُسکے انتظار میں ٹھیر گئے اور وہ آپہونچا اور حُر کو اُس نے سلام کیا اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کو سلام نہیں کیا دیکھا گیا تو وہ مالک بن نسر البدی قبیلۂ کندہ سے ہے اُس نے حُر کو ایک خط ابن زیاد کا نکالکر دیا اس میں اُس نے حُر کو لکھا تھا کہ اے حُر جہاں اور جس مقام پر میرا یہ خط تجھے پہونچے اور یہ شتر سوار تجھ سے ملے بس وہیں حسین علیؑ کو ٹھہرا دینا اور آگے نہ بڑھنے دینا اور آپ کو ایسی جگہ ٹھہرانا جہاں آدمیوں کے لئے پانی نہو اور جانوروں کے واسطے گھاس نہو اور میں نے اپنے اس جوان کو حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے علیحدہ نہو جب تک تو میرے حکم پر پورا عمل نہ کرلے حُر یہ خط پڑھکر مع اُس شتر سوار کے خط لئے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابن زیاد کے خط کا مضمون سب بیان کیا حضرت نے فرمایا اے حُر اتنا اور ہم کو چلنے دے کہ یہ گانوں نینوا یا غاضریہ یا شفیہ جو سامنے دکھائی دیتے ہیں ہم وہاں چلکر اتریں حُر نے کہا میں اب مجبور ہوں یہ شخص ناظر و نگراں مجھپر مقرر ہو کر آیا ہے بس حضرت وہیں ٹھیر گئے اور وہیں اُترے۔

ابو مخنف نے لکھا ہے کہ جب روز عاشورا لڑنے کے لئے لشکر شام جمع ہوا تو ابن سعد نے قبیلۂ مدینہ پر عبداللہ بن زہیر سلیم ازدی کو افسر مقرر کیا اور قبیلۂ مذحج اور بنی اسد کو عبدالرحمٰن بن ابی سبرالجعفی کی ماتحتی میں دیا اور قبیلۂ تمیم اور ہمدان کو حُر کی نگرانی اور ماتحتی میں دیا اور لشکر کے داہنے طرف پر عمرو بن حجاج اور بائیں طرف شمر بن ذی الجوشن کو مقرر کیا اور سواروں کی افسری عزرہ بن قیس کو اور پیادوں کی شبث بن ربعی کو افسری دی اور کل فوج کا علم اپنے غلام درید کو دیا بس یہ سب کے سب حضرت امام حسینؑ سے لڑے تھے سوائے حُر ریاحی کے وہ تو اس لشکر سے نکل گئے اور حضرت امام حسین کی خدمت

میں حاضر ہوکر اپنی جان حضرت پر قربان کی۔ پھر ابومخنف کہتے ہیں کہ جب شب طے صبح سے ابن سعد جنگ پر تیار ہو گیا اور لشکر کی ترتیب کر چکا اُس وقت حُر اُس کے پاس آئے اور کہا اے ابن سعد کیا امام حسینؑ سے لڑائی ضرور ہوگی ابن سعد نے کہا قسم بخدا ضرور ہوگی اور اس میدان میں آدمیوں کے سر لوٹتے ہوںگے اور ہاتھ تلواروں سے اوڑتے ہونگے حرؑ نے کہا اے ابن سعد جو شرائط امام حسین علیہ السلام صلح کے کرتے ہیں کیا۔ اُن میں سے کوئی شرط بھی منظور نہیں ہو سکتی ابن سعد نے کہا خدا کی قسم اگر میرا اختیار ہوتا تو میں ضرور صلح کر لیتا مگر تیرا حاکم ابن زیاد تو کسی طرح صلح پر راضی نہیں ہے یہ سنکر حُر وہاں سے آکر ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور قرہ بن قیس ریاحی بھی حرؑ کے پاس کھڑا تھا حُر نے قرہ سے کہا اے قرہ تو نے اپنے گھوڑے کو آج پانی پلایا ہے قرہ نے کہا ابھی تو نہیں پلایا ہے پھر حُر نے کہا اے قرہ کیا پانی پلانے کا ارادہ تیرا نہیں ہے قرہ کہتا ہے کہ میں ان باتوں سے حُر کی یہ سمجھا کہ حُر کو لڑائی میں شریک ہونا نہیں منظور ہے اور چاہتا ہے کہ اس لشکر سے جدا ہو جائے مگر یہ چاہتا ہے کہ میں اُسکو جاتے ہوئے نہ دیکھوں یہ خیال کر کے میں وہاں سے یہ کہکر ہٹ گیا کہ میں پانی گھوڑے کو پلانا ہوں قسم بخدا اگر حُر مجھ سے یہ کہتے کہ میں امام حسینؑ کی خدمت میں جاتا ہوں تو میں بھی اُنکے ہمراہ ضرور جاتا قرہ کہتا ہے کہ پھر حُر نے تھوڑا تھوڑا حضرت امام حسینؑ کے لشکر کی طرف ہٹنا شروع کیا مہاجر بن اوس ریاحی نے پوچھا اے حُر کیا لشکر پر حسین علیہ السلام کے حملہ کرنا چاہتے ہو جو آہستہ آہستہ ادھر بڑھ رہے ہو حُر نے کچھ جواب نہ دیا مگر میں نے دیکھا کہ حُر کا سارا بدن کانپ رہا ہے میں نے کہا اے حُر تم کو کیا ہو گیا ہے کیا تم لڑائی کے خوف سے تھرا رہے ہو یہ حالت تمہاری تو میں نے کسی معرکہ میں نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھتا ہوں اور مجھ سے اگر کوئی پوچھتا کہ کوفہ میں سب سے زیادہ کون شجاع اور بہادر ہے تو تمہارے سوا میں اور کسی کا نام نہ لیتا ارے اس وقت تم کو یہ کیا ہو گیا ہے حُر نے جواب دیا اے مہاجر خدا کی قسم اس وقت بہشت اور جہنم

دونو میرے سامنے ہیں اور میں سوچتا ہوں کہ کسے اختیار کروں قسم بخدا بہشت کے سوا میں
کوئی چیز اختیار نہ کروں گا چاہے میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور پھر اسکے بعد آگ میں جلایا
جاوئے یہ کہکر پس حُر نے گھوڑے کو کوڑا مارا اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لشکر کے طرف چلے گئے
جب حضرت کے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنی سپر کو اولٹا کر کے دونوں ہاتھوں پر رکھا یہ حال دیکھکر
امام حسینؑ کے لشکر والوں نے کہا کوئی شخص پناہ مانگنے آرہا ہے اور سب نے پہچانا کہ یہ حر ہیں اب حر
نے حضرت امام حسین علیہ السّلام پر سلام کیا اور کہا یا بن رسول اللہؐ آپ پر میں تصدق ہو جاؤں میں
وہی گنہگار ہوں جس نے آپکو مدینہ کیطرف جانے نہیں دیا اور آپکے ساتھ ساتھ رہا اور اس جگہ آپکو
اوتارا اے مولی قسم بخدا مجھے ہرگز ہرگز خیال نہ تھا کہ یہ اشقیا آپکا کہنا نہ مانیں گے اور جو شرائط آپ
فرماتے ہیں اُن کو منظور نہ کریں گے اور آخر کو آپ سے لڑینگے اے مولی قسم بخدا اگر میں یہ جانتا تو آپ کو
کبھی نہ روکتا اور آپکو پلٹ جانے دیتا اے مولی اب میں درگاہ باری تعالےٰ میں توبہ کرتا ہوا آپکے
پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپکی مدد کروں اور آپ پر اپنی جان نثار کروں اے مولی کیا میری توبہ قبول
ہو سکتی ہے یا نہیں حضرت نے فرمایا تیری توبہ قبول ہے خدا قبول کرے لے آ گھوڑے سے اتر حر نے
عرض کی اے مولی مجھے سوار ہی رہنے دیجئے اور اجازت دیجئے کہ میں میدان میں جا کر آپکی طرف
سے ان اشقیا سے جنگ کروں حضرت نے فرمایا اچھا جیسا تیرا دل چاہے وہ کر پس حضرت کا
یہ ارشاد سُنکر حُر میدان میں آئے اور لشکر ابن سعد سے اُنہوں نے کہا اے گروہ کوفہ و شام
حضرت امام حسین علیہ السّلام جو باتیں فرماتے ہیں اُنکو تم کیوں نہیں قبول کرتے ہو اگر وہ باتیں اِن لو
تو اُن کے خون میں شرکت سے بچ جاؤ گے سب نے جواب دیا کہ سردار لشکر عمر بن سعد سے کہو حر نے
عمر سعد سے یہی کہا عمر سعد نے جواب دیا مجھے خود اسکی کوشش تھی مگر کوئی بات ہو سکتی ہوتی تو
میں ضرور لڑائی نہونے دیتا یہ سُنکر حُر نے اب مخصوص اہل کوفہ کو پکارا اور کہا تمہارا برا ہو تم نے

اپنے نبی کے نواسہ کو باصرار و الحاح بلایا اور یہ وعدے کئے کہ انکی مدد کروگے اور انکی حفاظت میں
اپنی جانیں دوگے جب وہ حضرت تشریف لائے تو تمنے انکو ہر طرف سے گھیر لیا اور کسی طرف جانے
نہیں دیتے ہو کہ وہ عرب سے باہر کہیں چلے جاویں اور مع اپنے اہل بیت کے زندگی بسر کریں گویا تم
انکو قید کر لیا ہے کہ وہ اپنے نفع نقصان کی کوئی بات نہیں کر سکتے اور اُن پر اور اُنکے بچوں اور
اصحاب پر دریا جو بہہ رہا ہے وہ بند کر دیا ہے یہود و نصاریٰ وہ پانی پی رہے ہیں سور اور کتے
اس میں لوٹتے ہیں اور پیاس کی شدت سے وہ سب جان بلب ہیں تم نے اپنے نبی کی اولاد سے تم
کیسا برا سلوک کیا ہے اگر تم توبہ نکروگے اور اپنے ان اعمال قبیحہ سے باز نہ آؤ گے تو قیامت میں
بخشے نہ جاؤ گے تم کو وہاں پانی نہ ملیگا حُر کا یہ کلام ختم ہوا کہ اُن لوگوں نے حُر پر تیر برسانے شروع
کر دئے اور حُر میدان سے پلٹ کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ ابومخنف
نے لکھا ہے کہ یزید بن سفیان ثعزی تمیمی نے کہا کہ قسم بخدا اگر میں حُر کو امام حسینؑ کی طرف جاتے ہوئے
دیکھتا تو ضرور اُن کو نیزہ مارتا جب حُر سے لڑائی ہوئی تو حُر برابر حملے کرتے تھے اور رجز پڑھتے
تھے حُر کے گھوڑے پر ایسی تلواریں پڑیں کہ اُس کے دونوں کان اور بھویں زخمی ہوگئیں اور
اُن سے مسلسل خون جاری تھا حصین بن تمیم تمیمی نے یزید بن سفیان تمیمی سے کہا تجھے حُر سے لڑنے
اور مارنے کی آرزو تھی لے اب حُر لڑ رہا ہے تو اُن کے مقابلہ میں جا اور نکل یہ سنکر یزید بن سفیان
پرے سے نکلا اور حُر سے اُس نے کہا لو اے حُر مجھ سے لڑو حُر اُس کے مقابلہ کو بڑھے حصین کا
بیان ہے کہ میں کھڑا دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا آن واحد میں حر نے اُسکا کام تمام کر دیا۔

ابومخنف نے ایوب بن مشرحی کی زبانی لکھتا ہے کہ حُر گھوڑا میدان میں دوڑا رہے تھے
اور لشکر پر حملہ کر رہے تھے کہ میں نے اُنکے گھوڑے کو تیر سے مارا وہ تیر گھوڑے کی انتلیوں میں لگا کہ
گھوڑا تھرا کر مع حُر کے زمین پر گر پڑا اور حُر اُس سے کود کر الگ ہو گئے اور ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے

مثل شیر بھر لڑتے رہے اور حبیب بن مظاہر کے قتل ہونے کے بعد حُر اور زہیر بن قین دونوں ایک ساتھ ملکر لڑ رہے تھے اور ایک پر جب کوئی حملہ کرتا تھا دوسرا اُسکو بچاتا تھا تھوڑی دیر اسطرح سے جنگ رہی کہ بہت سے لوگوں نے ملکر حُر پر حملہ کیا اور حُر کو شہید کیا جب حُر میدان میں گرے اور شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین علیہ السّلام اُنکی لاش پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا جیسا تمہارا نام حُر تھا ویسے ہی تم دین و دنیا دونوں میں حُر ہو آزاد ہو۔

الحجاج بن بدر التمیمی السعدی

حجاج بصرہ کے رہنے والے قبیلۂ بنی سعد بنی تمیم سے تھے مسعود بن عمر رئیس بصرہ کا خطہ لیکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں آئے تھے پھر حضرت کی خدمت سے جدا نہیں ہوئے۔ سید داؤدی نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے منذر بن جارود عبدی اور یزید بن مسعود نہشلی اور احنف بن قیس وغیرہ روساء اہل بصرہ کے نام خطوط لکھے تھے اُس کے جواب میں احنف نے تو حضرت کو مدد دینے کی اُمید دلائی تھی۔ اور منذر نے حضرت کے قاصد کو لیجا کر ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا اور ابن زیاد نے اُس قاصد کو قتل کرا دیا مسعود بن عمر نے اپنی قوم بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد و بنی عامر کو جمع کر کے ایک خطبہ پڑھا بعد حمد و نعت مسعود نے کہا اے میرے عزیزو تم مجھے کیسا جانتے ہو سب نے کہا تم ہمارے پشت پناہ مایۂ فخر ہو سب طرح کا شرف اور فخر تم کو حاصل ہے۔ مسعود نے کہا میں نے تم سب کو ایک امر کے مشورہ کرنے کو جمع کیا ہے اور تم سے اُس کام میں مدد کا طالب ہوں سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم عمدہ مشورہ دینے کو موجود ہیں جو ہر طرح سے بہتر ہو جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ بیان کیجئے تب مسعود نے کہا معاویہ کا انتقال ہو گیا اور ظلم اور جور اور گناہ کا دروازہ اس عہد میں جو کھلا ہوا تھا وہ اب ٹوٹ گیا اور

ظلم کے ارکان سب ہل گئے اور یزید کے لئے بیعت لیکر معاویہ نے اپنے خیال میں پھر اُسی ظلم وجور و فسق و فجور کے دروازہ کو مضبوط کر دیا ہے مگر اب یہ نہیں ہو سکتا یزید جو شرابی اور فاسق اور فاجر ہے وہ بجائے معاویہ قائم ہوا ہے اور خلافت کا مدعی ہے اور مسلمانوں پر حکم رانی کی خواہش کرتا ہے حالانکہ نہ اسکو کچھ علم ہے نہ تحمل و بردباری ہے حق کے باتیں کچھ بھی نہیں جانتا لہذا میں سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یزید سے جہاد کرنیکا ثواب مشرکین کے جہاد کرنے سے بہت زیادہ ہے۔ اور حضرت امام حسینؑ بن امیر المومنین علیؑ اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنکا شرف اور رائے جیسی نیک اور بہتر ہے علم و فضل جس درجہ کا ہے وہ حضرت ہر طرح سے قابل خلافت اور لایق حکومت ہیں کیونکہ سن انکا زیادہ ہے نبیؐ کے نواسہ ہیں چھوٹوں پر رحم کرنیوالے بڑوں کی قدر و منزلت بڑھانے والے رعیت کے نگہبان مسلمانوں کے سردار خدا کی حجت ہیں بس دیکھو خبردار باطل کے گڑھے میں نہ گرنا۔ یزید کی حکومت نہ مانو اور حق کو نہ چھوڑو اور جنگ جمل میں جو تم کو صخر بن قیس احنف کی وجہ سے ذلت اور رسوائی دینی حاصل ہوئی ہے اُس دھبہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد کر کے اپنے سے دھو ڈالو اور دیکھو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد نکریگا اور اُنکی حمایت و نصرت میں کوتاہی اور کمی کریگا خدا اُس کو ہمیشہ ذلیل اور خوار رکھیگا اور اُسکی اولاد اور اُسکی قوم اُسکا قبیلہ ہمیشہ ذلیل رہیگا اور سُن لو میں تو پوری طرح سے اُن حضرت کی مدد کے لئے تیار ہو گیا ہوں اور لڑائی کا لباس خود زرہ بکتر گویا سب پہن چکا ہوں اور سب ہتھیار لگا چکا ہوں خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے میری بات کا عمدہ جواب دو بنو حنظلہ نے تو کہا اے ابو خالد ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں جس سے آپ لڑیں ہم اُس سے لڑینگے جس مشکل اور آسان کام میں آپ ہاتھ ڈالیں اُس میں ہم بھی شریک رہیں گے بنی اسد نے کہا اے ابو خالد آپکی مخالفت سے زیادہ کوئی بات ہمارے نزدیک بُری نہیں ہے

اور آپکی رائے کے خلاف کرنا ہر گز ہم کبھی گوارا نہیں کر سکتے اور صعصعہ بن قیس نے تو ہم کو لڑائی سے ممانعت کی تھی مگر اب آپ ہم کو اتنی مہلت دیں کہ ہم اس امر میں آپسمیں مشورہ کر کے آپ سے جواب عرض کریں بنی عامر نے کہا ہم آپکے اصل عزیز ہیں آپ کے والد کی اولاد میں آپ کے حلیف ہیں جس سے آپ خفا ہوں ہم کبھی اُس سے خوش نہیں ہو سکتے جب آپ سفر کریں تو پھر ہم رہ نہیں سکتے جو فرمائیے ہم کو قبول ہے جو حکم ہو اُسے بجالائیں آپ کو ہم پر پورا اختیار ہے یہ سنکر مسعود نے پھر دوبارہ بنی سعد سے متوجہ ہو کر کہا اے بنی سعد اگر تم جو میں کہتا ہوں وہ مانو گے تو ہمیشہ خوش رہو گے۔ اُسکے بعد مسعود نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں عرضی لکھی جسکا خلاصہ یہ ہے حضرت کا فرمان میرے نام پہونچا اور جو کچھ اُس میں ارشاد ہوا ہے کہ میں آپکی مدد کروں اور ثواب ابدی و خدا رسول کی خوشنودی حاصل کروں بیشک آپ وہ حجت خدا ہیں جس سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہ سکتا آپ درخت نبوت اور رسالت کی شاخ ہیں بسم اللہ حضرت اس طرف تشریف لائیں ہم سب قبیلہ بنی تمیم و بنی سعد آپکی نصرت و حمایت کو جان و مال سے بکمال خوشی تیار اور موجود ہیں اور یہ عرضی مسعود نے انھیں حجاج کے ہاتھ جو پہلے سے مع چند اور بنی عبید کے لوگوں کے حضرت کی خدمت میں جانے کو تیار تھے روانہ کی۔ حجاج مع اپنے ہمراہیوں کے کربلا میں حضرت کی خدمت میں پہونچے تھے حضرت نے عرضی پڑھی حجاج کو دعا دی خدا تم کو خوف سے بے خوف کرے اور تم کو عزت دے اور قیامت کے دن پیاس کی شدت میں تم کو سیراب کرے بس حجاج اُس وقت سے حضرت کے ہمراہ رہے اور روز عاشورا شہید ہوئے۔

صاحب حدائق وردیہ تو کہتے ہیں کہ بعد نماز ظہر حجاج میدان میں آئے اور لڑ بھڑ کے شہید ہوئے اور اہل مقاتل نے لکھا ہے کہ پہلے ہی حملہ میں جو ظہر سے قبل ہوا تھا یہ بزرگ شہید ہوئے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اہل سیر نے تو لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے مسعود بن عمرو

ازدی کو خط لکھا تھا اور اس روایت سے جو ہم نے ابھی اوپر بیان کی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط بنام یزید بن مسعود تمیمی نہشلی گیا تھا مگر مجھے اسکا پتہ نہیں چلا تعجب نہیں کہ یہ یزید بن مسعود تمیمی نہشلی احنف کے بعد شریف بصرہ ہوا ہوگا۔

سترہواں مقصد

اُن شہدا، کے بیان میں جو افراد تھے

جبلہ بن علی شیبانی

کوفے کے نامی گرامی شجاعوں اور بہادروں میں تھے جب جناب مسلمؑ کوفہ میں آئے تو اُن کے ساتھ رہے بعد شہادت حضرت مسلم رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سب اہل سیر نے یہی لکھا ہے اور حدایق وردیہ میں ہے کہ روز عاشورا کربلا میں شہید ہوے اور سروی نے وقت شہادت اُنکا پہلا حملہ جو ظہر سے پہلے ہوا تھا لکھا ہے

قعنب بن عمر نمری

یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے از جملہ شیعان حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھے اور حجاج کے ہمراہ خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام حاضر ہوئے اور روز عاشورا لڑ بھڑ کے شہید ہوئے۔ حضرت صاحب الزماں خلیفۃ الرحمان عجل اللہ فرجہ وسہل مخرجہ نے زیارت ناحیہ میں انکا نام لیکر ان پر سلام کیا ہے۔

سعید بن عبد اللہ الحنفی

سعید کوفہ کے نامدار گرامی شیعوں میں تھے اور بڑے شجاع اور بڑے عابد تھے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب معاویہ کے انتقال کی خبر کوفہ میں پہونچی تو اُس وقت کوفہ کے روسا نے جمع ہو کر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں عرضیاں بلانے کے لئے لکھیں پہلی عرضی تو عبد اللہ بن وال اور عبد اللہ بن مسمع کے ہاتھ روانہ کی۔ اور دوسری عرضی قیس بن مسہر اور عبد الرحمٰن بن عبد اللہ کی ہاتھ روانہ ہوئی۔ اور تیسری عرضی انھیں سعید بن عبد اللہ حنفی اور ہانی بن ہانی کے ہاتھ روانہ کی گئی اور اس تیسری عرضی کے لکھنے والے شبث بن ربعی و حجاز بن ابجر و یزید بن الحرث و یزید بن رویم و عزرہ بن قیس و عمر بن الحجاج و محمد بن عمیر تھے اور عرضی کا خلاصہ یہی تھا کہ سب سامان تیار ہے اور لشکر کے لشکر آپکی اطاعت اور جان نثاری کو حاضر ہیں آپ جب چاہیں یہاں تشریف لائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السّلام نے اسکے جواب میں لکھا تھا کہ سعید اور ہانی تمہارے بھیجے ہوئے میرے پاس پہونچے اور یہ سب قاصدوں کے بعد اور کسی کا قاصد میرے پاس نہیں آیا اور تم سب نے جو اپنی عرضیوں میں لکھا ہے اسکو میں خوب اچھی طرح سے سمجھا تو سب کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تم بے امام کے ہو اور چاہتے ہو کہ میں وہاں آؤں اور تم کو ہدایت کروں اور احکام الٰہی تم کو بتاؤں لہذا میں اس وقت تو اپنے چچازاد بھائی اور اپنے مخصوص عزیز اور خاص معتمد علیہ مسلم بن عقیل کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں اور میں نے اُن سے کہدیا کہ وہ تمہارے پاس پہونچکر تمہارے رُسا و اشراف و سرارقوم کا مفصل حال مجھے لکھیں اور یہ لکھیں کہ جو کچھ عرضیوں میں تم نے لکھا ہے وہی در اصل تمہارا ارادہ ہے تو میں عنقریب تمہارے یہاں آؤنگا اور تم کو یہ خوب معلوم ہے کہ در حقیقت وہی شخص امام ہوتا ہے جو قرآن پر عمل کرے دین حق کا پابند ہو اور سوا خدا کے کسی پر اس کو بھروسہ نہو والسّلام یہ خط لکھ کر آپ نے جناب مسلم کی روانگی سے پہلے انھیں سعید کو مع ہانی کے

روانہ فرمایا تھا جیسا کہ پہلے ہم لکھ آئے ہیں۔

علامۂ ابوجعفر طبری کہتے ہیں کہ جناب مسلمؑ جب کوفہ میں پہونچے اور مختار کے گھر میں فروکش ہوئے اور لوگوں نے خطبے پڑھنا شروع کئے تو سب سے پہلے عابس نے خطبہ پڑھا تھا پھر حبیب بن مظاہر نے جیسا کہ ان دونوں کے حال میں مذکور ہوا۔

تیسرا خطبہ انہیں سعید کا تھا اور انہوں نے اُس خطبہ میں کہدیا تھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنی جان حضرت امام حسینؑ کی مدد میں نثار کرونگا اُس کے بعد جناب مسلمؑ نے انکو خط دیکر حضرت کی خدمت میں روانہ کیا تھا حضرت کی خدمت میں پہونچکر پھر یہ حضرت کی خدمت سے جدا نہیں ہوئے اور کربلا میں شہید ہوئے۔

ابومخنف نے لکھا ہے کہ روز عاشورا جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے ظہر کی نماز اُس طرح پڑھ رہے تھے جیسی حالت خوف[1] میں جنگ میں پڑھی جاتی ہے۔ تو اُس وقت یہ سعید بن عبداللہ حنفی فوج کے اُس حصہ میں تھے جو لشکر ابن سعد سے لڑ رہا تھا اور ابن سعد کا لشکر حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھکر اور قریب حضرت کے لشکر کے آگیا اور گھمسان لڑائی ہو رہی تھی اور حضرت کے بہت قریب دشمن آگئے سعید نے جب یہ دیکھا تو وہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے آگے آکر کھڑے ہو گئے اور جو تیر حضرت کی طرف آتا تھا یہ بزرگ کبھی اُسکو اپنے منہ پر کبھی سینہ پر کبھی ہاتھوں پر کبھی پہلو پر روک لیتے تھے اور حضرت تک وہ تیر نہیں جانے دیتے تھے اس قدر سعید نے انکی

---

[1] خوف کی حالت میں نماز پڑھنے کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے مختصراً یہ ہے کہ فوج کے دو حصے کر دئے جاتے ہیں آدھی فوج امام کے ساتھ پہلے نماز پڑھتی ہے اور آدھی فوج دشمن کی فوج سے لڑاتی رہتی ہے جب آدھی فوج نماز ختم کر کے لڑنے کو آجاتی ہے تو دوسرا حصہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو آتا ہے

اوپر تیر رو کے آخر کو زمین پر گر پڑے اور اُس وقت یہ دعا کرتے تھے بار الہٰا ان لوگوں پر ایسی لعنت فرما جیسی تونے قوم عاد اور ثمود پر کی تھی خدایا جناب رسالتماب پر میرا سلام پہونچے اور زخموں سے جو ایذا و تکلیف مجھے ہو رہی ہے اُسکی اُن حضرت کو خبر ہو جائے یہ سب تکلیف اس واسطے میں نے اُٹھائی کہ آنحضرت کے اہل بیت کی مدد کرنے کا ثواب تو عنایت فرمائے یہ دعا درگاہ الہٰی میں عرض کر کے پھر سعید نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسول اللہ ارشاد ہو میں نے آپ کا حق پورا ادا کر دیا یا نہیں حضرت نے ارشاد فرمایا بیشک تم نے جو تم پر ہمارا حق تھا وہ تم نے ادا کر دیا اور اے سعید بہشت میں جاتے ہوئے تم میرے آگے ہو گے یہ سنکر بس سعید کی روح پرواز کر گئی ۔

خاتمہ

خاتمہ میں چند فائدے ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے انصار سے متعلق ہیں اور اس کتاب کی دو فہرستیں ہیں ۔ پہلے فہرست میں امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ جو لوگ شہید ہوئے انکے اسماء شریفہ حروف تہجی پر مرتب کر کے لکھے ہیں دوسری فہرست میں کتاب کے مقاصد اور خاتمہ کی تفصیل ہے ۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب ارشاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ لشکر ابن سعد اہل بیت اطہار کو قید کر کے اور سب شہیدوں کے سر لیکر کربلا سے کوفہ کو روانہ ہو گیا اور اُنکے اجسام کو بلا غسل و کفن و دفن زمین پر چھوڑ گیا تو اُس وقت قبیلۂ بنی اسد کے لوگ جو موضع غاضریہ میں رہتے تھے اپنے گھروں سے نکلے اور قتل گاہ میں آئے اور سب شہیدوں پر نماز پڑھی اور سب کو دفن کیا ۔ جہاں اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر موجود ہے اسی مقام پر اُنہوں نے حضرت کو دفن کیا تھا اور حضرت کے پائے مبارک کے پاس جناب علی اکبر کو دفن کیا اور ایک

بہت بڑا گڑھا حضرت کے پا ہائے مبارک سے ملا ہوا کھود کر سب شہیدوں کو اُسی گڑھے میں دفن کیا جناب عباسؑ کو جہاں اُنکی لاش تھی وہیں دفن کیا جہاں اس وقت آپکی قبر منور موجود ہے۔ اور ابو مخنف کے علاوہ اور اہل مقاتل نے لکھا ہے کہ جناب عباسؑ کے علیحدہ دفن کرنیکی یہ وجہ ہوئی کہ آپکی لاش پارہ پارہ ہونے سے اُٹھ نہیں سکتی تھی اور اسی وجہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام بھی جناب عباسؑ کی لاش اُس مقام پر نہیں لاسکے جہاں آپ نے اپنے خیمہ کے روبرو سب شہیدونکی لاشیں لاکر جمع کر دی تھیں اور حبیب بن مظاہر کو نبی اسد نے حضرت کے سرہانے جہاں اب انکی قبر ہے علیحدہ قبر میں دفن کیا تاکہ انکی قبر نمایاں رہے۔ اور بنو تمیم نے حُر کی لاش کو حضرت کی قبر منور سے ایک میل کے فاصلہ پر اُس جگہ دفن کیا جہاں اُنکی قبر اس وقت موجود ہے۔ جناب مصنف علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے تذکرۃً سنا ہے کہ بعضے شیعہ بادشاہوں میں ایک بادشاہ کو اسکا نہایت تعجب تھا کہ شہداء وغیرہ کی اجسام شریفہ قبر میں مُسلّم باقی رہتے ہیں چنانچہ اُس بادشاہ نے اپنے اطمینان کی غرض سے حبیب بن مظاہر اور حُر کی قبروں کو کھدوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ جس طرح سے حبیب کی شکل وشمائل کتب میں مذکور ہے اُسی طرح سے قبر میں وہی شکل وشمائل موجود تھی اور حُر کی قبر جو کھودی گئی انکا بھی یہی حال دیکھا اور یہ دیکھا کہ حُر کا سر کاٹا نہیں گیا بلکہ قبر میں جسم پر موجود ہے اور اُن کے سر پر ایک رومال بطور عصابہ بندھا ہوا ہے بادشاہ نے رومال کھولا اور چاہا کہ بطور تبرک اُس میں سے ٹکڑا پھاڑ لے رومال کھولنا تھا کہ خون تازہ حُر کی لاش کی پیشانی سے بہنا شروع ہوا بس فوراً بادشاہ نے وہ رومال اوسی طرح باندھ دیا اور دونوں قبروں پر ضریحیں بنا کر رکھوا دیں مصنف علامہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو حُر کے جسم پر سر موجود ہونے کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی تمیم جو حُر کے رسالہ میں تھے اُنہوں نے حُر کا سر کاٹنے نہ دیا ہوگا

دوسرا فائدہ

تمام شہدائے کربلا کے سرہائے مبارک کاٹ لئے گئے مگر دو سر نہیں کاٹے گئے ایک سر جناب علی اصغرؑ شیرخوار کا کیونکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شاہزادۂ شیرخوار کی لاش قبر کھود کر دفن فرمادی تھی دوسرا سر حرؑ کا نہیں کاٹا گیا ظاہرا بنی تمیم اُن کے رسالہ والوں نے کاٹنے نہ دیا ہوگا بلکہ اُنکی لاش کو بھی وہی لوگ اور سب لاشوں سے ایک میل کے فاصلہ پر اُٹھا لے گئے ہوں گے۔

کربلا سے باہر دو سر اور امام حسین علیہ السّلام کے انصار کے کاٹے گئے جناب مسلمؑ اور ہانی بن عروہ کے سر کوفہ میں کاٹے گئے اور شام کو یزید کے پاس بھیجے گئے۔

(تیسرا فائدہ)

علاوہ آل ابوطالب اور جتنے لوگ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ تھے کسی کے ساتھ اُنکے عیال نہ تھے کیونکہ جو لوگ مدینہ سے حضرت کے ساتھ چلے تھے وہ خوف و بیم کی حالت میں نکلے تھے عیال کیوں لاتے۔ اور جو مکہ اور کربلا کی راہ میں یا کربلا میں حاضر ہوئے وہ سب تن تنہا چھپ چھپ کر آئے تھے عیال کیسے لاتے ہاں مگر تین شخص کے ہمراہ عیال تھے ایک تو جنادہ بن الحرث السلمانی یہ مع عیال کربلا میں آئے تھے اور اپنے عیال کو اہل بیت اطہار کی خدمت میں داخل کردیا تھا جب یہ جنادہ شہید ہوئے تو اُنکی زوجہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا اب تو جاکر امام حسینؑ پر اپنی جان نثار کر عمر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اجازت میدان چاہی حضرت نے فرمایا شاید تمہاری والدہ کو تمہارا مارا جانا ناگوار ہو عمر نے عرض کی اے مولیٰ والدہ نے خود بتاکید مجھے شہید ہونے کو بھیجا ہے۔

دوسرے عبداللہ بن عمیر کلبی ہیں جب یہ مقام چاہ جعد سے حضرت کی ہمراہی و جان نثاری کو چلے تھے تو اُنکی زوجہ نے اُنکو قسمیں دلائیں کہ اے عبداللہ کلبی مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو

چنانچہ عبداللہ کلبی اپنی والدہ اور زوجہ کو ہمراہ لائے اور خدمت میں اہل بیت اطہار داخل کر دیا روز عاشورا جب عبداللہ جنگ کر رہے تھے تو ان کی والدہ ماجدہ خیمہ کے دروازہ سے ان کو شجاعت دلاتی تھیں۔

اور جب یہ شہید ہوئے تو انکی زوجہ میدان میں چلی آئیں اور انکا سر گود میں لیکر بیٹھی تھیں کہ شمر شقی نے اپنے غلام رستم سے کہا گرز اس بی بی کے سر پر مارا اور وہ مومنہ شہید ہوئی

تیسرے مسلم بن عوسجہ ہیں جن کے عیال ساتھ آئے تھے اور اہل بیت اطہار کی خدمت میں حاضر تھے چنانچہ بعد شہادت مسلم ابن عوسجہ انکی کنیز میدان میں نوحہ و فریاد کرتی ہوئی آئی تھی جیساکہ انکے حالات میں مفصل ہم لکھ آئے ہیں۔

چوتھا فائدہ

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا و کوفہ میں شہید ہوئے وہ پانچ صاحب ہیں (۱) انس بن حرث کاہلی جملہ مورخین کا انکی شہادت پر اتفاق ہے کہ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے (۲) حبیب بن مظاہر اسدی انکو اصحاب میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنے کتاب اصابہ میں ذکر کیا ہے (۳) مسلم بن عوسجہ الاسدی علامہ ابن سعد نے اپنی طبقات میں انکو لکھا ہے اور کوفہ میں جو اصحاب حضرت کی حمایت میں شہید ہوئے وہ ہانی بن عروہ ہیں جنکی عمر اسی سال سے چار پانچ سال زائد تھی اور عبداللہ بن یقطر حمیری یہ کوفہ میں شہید ہوئے اور حضرت امام حسینؑ کے ہم سن تھے انکو بھی علامہ ابن حجر نے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

پانچواں فائدہ

پندرہ غلام حضرت کی رفاقت میں کربلا میں شہید ہوئے۔ نصر و سعد دونوں حضرت

علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے غلام حضرت امام حسین علیہ السّلام کا ایک غلام جنکا نام منجح تھا
حضرت امام حسین علیہ السّلام کے غلام اسلم اور قارب حضرت حمزہ کا ایک غلام جن کا نام حرث
تھا۔ جناب ابوذر غفاری کا ایک غلام جون مسلم ازدی کا ایک غلام انکا نام رافع تھا۔ سعد
عمر صیداوی کا غلام سالم نبی مدینہ کا غلام۔ عامر عبدی کا غلام۔ شوذب عابس کا غلام
شبیب حارث جابری کا غلام۔ واضح حرث سلمانی کا غلام۔ اور ایک غلام امام حسین
علیہ السّلام کے بصرہ میں شہید ہوئے انکا نام سلیمان تھا انکو حضرت نے خط لیکر اہل بصرہ کے
پاس بھیجا تھا۔

چھٹا فائدہ

چار بزرگ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ آپ کے ہمراہیوں اور رفیقوں میں شہید ہوئے
ایک تو سوید بن ابی المطاع ہیں کہ وہ لشکر ابن سعد سے لڑتے لڑتے میدان میں گر پڑے
تھے اور بیہوش بہت دیر تک پڑے رہے۔ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام کے قتل
کی آوازیں لشکر ابن سعد میں اور نوحہ و فریاد کی آوازیں حضرت کے خیموں سے بلند ہوئیں یہ
آوازیں سنکر سوید غش سے ہوش میں آئے اور اُنکے موزے میں ایک چھری مخفی تھی اُسے نکالکر انھوں
نے لشکر ابن سعد سے لڑنا شروع کیا اور شہید ہو گئے۔ دوسرے اور تیسرے سعد بن حرث
اور اُنکے بھائی ابوالحتوف ہیں کہ یہ دونوں شخص حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شہادت تک تو
ابن سعد کے لشکر میں تھے اور حضرت کی شہادت کے بعد جب ان دونوں بھائیوں نے
اہل بیت اطہار کی رونے اور فریاد کی آوازیں سنی اُسی وقت ابن سعد کے لشکر سے جس کے
شریک خود تھے حضرت امام حسینؑ کی طرف سے لڑنا شروع کیا اور شہید ہوئے۔ چوتھے وہ
جناب عقیل کے پوتے محمد بن ابی سعید بن عقیل ہیں جو بعد شہادت امام حسین علیہ السّلام خیمہ سے

گھبرائے ہوئے خوف زدہ چوب خیمہ لئے ہوئے میدان کو آئے اور ابھی ایسے کم عمر تھے کہ کانوں میں گوشوارے پہنے تھے اور وہ گوشوارے ہلتے تھے ان صاحبزادے کو لقیط یا ہانی نے شہید کیا۔ انھیں صاحبزادے پر جناب عقیل کی اولاد کا خاتمہ ہو گیا عقیلی نسل تمام ہو گئی اولادِ نرینہ دنیا میں کوئی باقی نہیں رہا جس سے اُن کی پھر نسل چلتی۔

ساتواں فائدہ

دو شخص حضرت کے رفقا میں چند روز حضرت کی شہادت کے بعد انھیں زخموں کے وجہ سے تمام ہوئے جو کربلا میں روزِ عاشورا ان کو لگے تھے ایک تو سوار بن منعم نہمی رہے جو لڑائی میں زخمی ہو کر زندہ پکڑ لے گئے اور چھ ماہ تک قید رہے اور زخم اچھے نہ ہوئے اور اسی حال میں انکا انتقال ہوا۔

دوسرے موقع بن ثمامہ صیداوی ہیں یہ صاحب زخمی ہونے کے بعد زندہ میدان میں گرے اُس وقت اُنکے قوم قبیلہ کے لوگ جو لشکر ابن سعد میں تھے ان کو اوروں سے چھوڑا کر میدان سے اُٹھا لے گئے اور کوفہ میں لائے۔ اور انکو چھپائے رہے ابن زیاد کو یہ خبر ہو گئی اُس نے حکم دیا کہ انکو قتل کر ڈالو بنی سعد نے بہت سفارش کی تب حکم ہوا کہ انکو بیڑیاں طوق پہنا کر قیدی بنا کر مقام زارہ میں نکالدو۔ خارج البلد کرو اُسی زخموں کی حالت میں بیڑیاں طوق پہنکر زارہ گئے اور زخم اچھے نہ ہوئے اور ایک سال کے بعد وہیں زارہ میں انتقال کیا۔

آٹھواں فائدہ

شہدائے کربلا میں سات شہید ایسے ہیں جن کے والد بھی کربلا میں شہید ہوئے جناب علی اکبر اور جناب شیرخوار علی اصغر۔ عمر بن جنادہ۔ عبداللہ بن یزید۔ عبیداللہ بن یزید

مجمع بن عائذ ۔عبدالرحمٰن بن مسعود اور دو شہید ایسے تھے جن کے والد کوفہ میں شہید ہوئے وہ عبداللہ و محمد پسران جناب مسلمؑ۔ اور ایک ایسے شہید ہیں جن کے باپ حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے ہمراہ جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے وہ عمار بن حسّان طائی ہیں۔ کہ عمار تو کربلا میں شہید ہوئے اور حسان حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے ہمراہ جنگ صفین میں۔

نواں فائدہ

شہدائے کربلا میں جو لوگ بھائی بھائی تھے اُنکے اسماء شریفہ یہ ہیں۔

پانچ بیٹے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے علاوہ حضرت امام حسین علیہ السّلام اور حضرت کو ملا کر چھ فرزند آپکے ۔حضرت امام حسین ۔علیہ السّلام ۔عباس ۔عثمان بن علی جعفر بن علی ۔عبداللہ بن علی یہ چاروں بھائی حقیقی عینی تھے ۔جناب ام البنین کے بطن مبارک سے ۔اور ابوبکر بن علی جنکا نام محمد اصغر یا عبداللہ تھا اور اُنکی والدہ ماجدہ کا نام لیلی بنت مسعود ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السّلام کے تین صاحبزادے ابوبکر اور قاسم اور عبداللہ جناب عقیل کے تین بیٹے مسلم ۔عبدالرحمٰن ۔جعفر۔

امام حسین علیہ السّلام کے دو صاحبزادے۔ جناب علی اکبر و علی اصغر۔

جناب مسلم کے دو فرزند ۔ عبداللہ و محمد۔

جناب عبداللہ بن جعفر طیار کے دو بیٹے ۔عون اور محمد یہ سب بنی فاطمہ یعنی فاطمہ بنت اسد کی اولاد ہے۔

اور غیروں میں جو کئی کئی بھائی تھے وہ یہ ہیں عبداللہ و عبیداللہ فرزند یزید جعبدی قاسط ۔کردوس ۔مقسط اولاد زہیر تغلبی اور عبداللہ و عبدالرحمٰن پسران عروہ غفاری۔

نعمان و حلاس عمر راسبی کے بیٹے۔ سعد و ابوالحتوف حرث انصاری کے فرزند اور دو بھائی ماں کی طرف کے سوتیلے شہید ہوئے وہ مالک اور سیف جابری ہیں۔

دسواں فائدہ

شہداء کربلا میں نو بزرگ ایسے ہیں جنکی مائیں خیموں میں موجود تھیں اور جن کی ماؤں نے اپنی آنکھوں سے اپنے بیٹوں کی شہادت دیکھی۔

شیر خوار علی اصغرؑ انکی والدہ ماجدہ جناب ربابؑ خیمہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئی دیکھتی تھیں۔ عون بن عبداللہ بن جعفر طیار انکی والدہ ماجدہ حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام خیمہ کے دروازہ سے دیکھ رہی تھیں اور عون لڑ کر شہید ہوئے۔

قاسم بن الحسنؑ انکی والدہ جنکا نام رملہ تھا وہ بھی خیمہ کے دروازہ پر کھڑی تھیں جب قاسم شہید ہوئے عبداللہ بن الحسنؑ انکی ماں بنت شلیل بجلی بھی در خیمہ پر کھڑی تھیں جب یہ صاحبزادہ شہید ہوئے عبداللہ بن مسلم انکی مادر گرامی جناب رقیہ بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی خیمہ سے دیکھ رہی تھیں۔ محمد بن ابی سعید بن عقیل انکی والدہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ وہ صاحبزادہ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ چوب خیمہ ہاتھ میں لئے ہوئے کانوں میں بندے ہلتے ہوئے گھبرائے ہوئے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے میدان کو نکل گئے اور شہید ہوئے۔

عمر بن جنادہ انکی والدہ بھی در خیمہ سے بیٹے کی شجاعت و دلاوری دیکھ رہی تھیں عبداللہ کلبی کی والدہ وہ بھی عبداللہ کو شجاعت دلاتی تھیں۔

جناب علی اکبر انکی والدہ جناب ام لیلیٰ پہلے تو علی اکبرؑ کے لئے دعا کرتی تھیں اس کے بعد در خیمہ سے صاحبزادہ کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا۔

گیارھواں فائدہ

پانچ صاحبزادے نابالغ حضرت کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

(۱) جناب علی اصغر شیر خوار خود حضرت امام حسین علیہ السلام کے فرزند جن کو حرملہ نے تیر مارا

(۲) اور عبد اللہ بن حسن علیہ السلام جو خیمہ سے نکلکر میدان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آکر کھڑے ہو گئے تھے جب حضرت گھوڑے سے نیچے آکر زمین پر بیٹھے تھے۔ اور بحر بن کلب نے حضرت پر تلوار اُٹھالی صاحبزادے نے اُس سے کہا اے خبیثہ کے بیٹے میرے چچا کو تلوار لگاتا ہے اُس شقی نے اُس صاحبزادہ کو قتل کیا۔

محمد بن ابی سعید بن عقیل یہ صاحبزادے بھی بعد شہادت امام حسینؑ جب لشکر میں قتل الحسین علیہ السلام کے شور ہوا اور اہل بیت اطہار میں رونے پیٹنے کا غل ہوا یہ صاحبزادے گھبرا کے خیمہ سے چوب خیمہ لئے ہوئے نکلے اور میدان کو آرہے تھے کہ لقیط یا ہانی نے اُن کو قتل کیا

اور قاسمؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے یہ بھی نابالغ تھے۔ عمرو بن جنادہ باوجود صغر سنی ان کی والدہ نے بعد شہادت ان کے والد ماجد جنادہ تاکید کر کے انکو شہید ہونے بھیجا

بارھواں فائدہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے خاص طور سے دس شہیدوں کیلئے بآواز بلند اظہار رنج وملال فرمایا۔ اُن کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔

(۱) جناب علی اکبرؑ کے قتل کے بعد جب آپ میدان میں لاشۂ علی اکبر پر تشریف اُس وقت آپ نے فرمایا اے علی اکبرؑ خدا قتل کرے اُن کو جنہوں نے تمہیں مارا اور کیسی بڑی جراءت کی کہ رسولؐ خدا کی کوئی حرمت نہیں کی۔

(۲) جناب عباسؑ کے لاشہ پر حضرت نے بآواز بلند فرمایا اب میری کمر ٹوٹ گئی اور تدبیر کی راہیں بند ہو گئیں۔

(۳) جناب قاسمؑ کے لاشہ پر آکر یہ کہا کہ اے بیٹے جنہوں نے تجھے قتل کیا خدا اُن کو قتل کرے اور اپنی رحمت اُن سے اُٹھا لے۔ اور جناب رسول خداؐ اور اُن کے دشمن رہیں اے بیٹے مجھے اسکا بڑا صدمہ ہے کہ تم نے مجھے پکارا اور میں وقت پر نہ پہونچا اور پہونچا تو ایسے وقت کہ جب کوئی فائدہ میرے آنے سے تم کو نہ ہوا۔

(۴) عبد اللہ بن الحسنؑ جو خیمہ سے حضرت کے پاس میدان میں اُس وقت آئے تھے جب حضرت گھوڑے سے زمین پر گر پڑے تھے اور بحر بن کعب نے حضرت پر تلوار لگانے کو اٹھائی اور صاحب زادے نے اُسے ڈانٹا اُس شقی نے نہ مانا تلوار حضرت پر چلائی صاحبزادے نے دونوں ہاتھوں سے تلوار کو روکا اور ہاتھ کٹ گئے صاحبزادے نے آواز بلند کی اُس وقت حضرت نے عبد اللہ کو اپنے سینۂ مبارک سے لپٹا لیا اور یہ فرمایا اے بیٹے صبر کرو خدا تم کو تمہارے بزرگوں کی خدمت میں پہونچا دے یہ فرما کر آپ نے آسمان کیطرف دونو ہاتھ بلند کئے اور قاتلوں کے لئے بددعا کی وہ الفاظ عبد اللہ کے حال میں ہم نے لکھے ہیں۔

(۵) علی اصغرؑ شیر خوار کے قتل کے بعد بھی آپ نے خون صاحبزادہ کا چلّو میں لیکر آسمان کی طرف پھینکا اور عرض کی بار الٰہا صالح پیغمبرؑ کے ناقہ کا بچہ جو انکی اُمت نے قتل کیا تھا اس سے تو اس میرے بچہ کا قتل کرنا تیرے نزدیک کسی طرح سے کم نہو گا۔

(۶) مسلم بن عوسجہ کی لاش پر آپنے فرمایا فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدّلوا تبديلا۔

(۷) حبیب بن مظاہر کی لاش پر جب آپ تشریف لائے اُس وقت فرمایا میں اپنے اصحاب کا عوض سب خدا سے لوں گا۔

(۸) حر کے لاشہ پر ارشاد ہوا اے حرؑ جیسا تمہارا نام تھا ویسے ہی تم جہنم سے آزاد ہوئے

(۹) زہیر بن قین کے لاشہ پر آپنے یہ کلمات فرمائے ۔ اے زہیر خدا تم کو اپنی رحمت سے علیحدہ نہ کرے اور تمہارے قاتلوں پر لعنت بھیجے جو بندروں اور سوروں کیطرح مسخ ہو گئے ہیں ۔

(۱۰) ابوذر غفاری کے غلام جن کا نام جون تھا اور وہ حبشی تھے رنگ اُن کا کالا تھا اُن کے لاشہ پر حضرت نے فرمایا بار الٰہا جون کا چہرہ تو سفید کر دے اور اُن کے پسینہ میں خوشبو ہو جاوئے ۔ اور محمد و آل محمدؐ کے یہ ساتھ رہیں ۔

۱۰ اور دو شہید جناب مسلمؑ اور ہانی جو کربلا سے باہر شہید ہوئے انکی خبر سُنکر حضرت نے یہ فرمایا خدا اُن دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور بار بار حضرت یہی کہتے تھے ۔

تیرھواں فائدہ

جن شہیدوں کے لاشہ پر حضرت میدان میں تشریف لائے وہ سات صاحب ہیں جناب[۱] علی اکبرؑ ۔ جناب[۲] عباسؑ ۔ جناب[۳] قاسم ۔ مسلم[۴] بن عوسجہ ۔ حر[۵] بن یزید ریاحی ۔ جون[۶] غلام ابوذر غفاری ۔ اسلم[۷] غلام ترکی ۔

چودھواں فائدہ

جن لوگوں کے اعضا عین لڑائی میں دشمنوں نے کاٹے وہ تین صاحب ہیں ۔

ایک تو جناب عباسؑ ہیں کہ اُنکا داہنا ہاتھ پہلے کٹا پھر بائیاں ہاتھ اُس کے بعد سر مبارک کاٹا گیا ۔

دوسرے جناب علی اکبرؑ اُن کے سر مبارک پر گرز لگا اور پھر تلواروں سے اُس شاہزادہ کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ۔

تیسرے عبدالرحمن بن عمیر ہیں ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا گیا اور اُس کے بعد اُنکا سر کاٹ کر حضرت کے لشکر کی طرف پھینکا گیا۔

پندرھواں فائدہ

جن شہیدوں کے سر کاٹ کے حضرت کی طرف اشقیا نے پھینکے وہ تین سر ہیں عبداللہ بن عمیر کلبی کا سر پھینکا اور اُن کے ماں نے وہ سر اُٹھالیا۔

عمر بن جنادہ کا سر کاٹ کر حضرت کی طرف پھینکا گیا اور انکی والدہ نے وہ سر اُٹھاکر ایک شخص پر مارا جس سے وہ مر گیا اُس کے بعد وہ مومنہ خیمہ کی چوب لیکر میدان کو لڑنے چلیں حضرت امام حسین علیہ السّلام نے انکو روک لیا۔

عابس شاکری کا سر بھی کاٹ کر حضرت کی طرف اشقیا نے پھینکا تھا۔

سولھواں فائدہ

دو عورتیں کربلا میں حضرت کی طرف سے لڑنے کو نکلی تھیں۔ ایک تو عبداللہ بن عمیر کلبی کی والدہ ہیں جو عبداللہ کے قتل ہو جانے کے بعد چوب خیمہ لیکر میدان کو لڑنے آئیں حضرت امام حسین علیہ السّلام یہ فرماکر عورتوں پر سے خدا نے جہاد اُٹھالیا ہے اُنکو پھیر لائے دوسری عمر بن جنادہ کی والدہ ہیں جب جنادہ کا سر حضرت کے لشکر کی طرف اشقیا نے پھینکا اُس مومنہ نے وہ سر اُٹھاکر ایک شقی پر اس زور سے مارا کہ وہ شخص مر گیا اُس کے بعد وہ مومنہ تلوار لیکر میدان میں یہ رجز پڑھتی ہوئی آئیں۔

انا عجوز فی النسا ضعیفۃ — بالیۃ خاویۃ نحیفۃ

اضربکم بضربۃ عنیفۃ — دون بنی فاطمۃ الشریفۃ

میں ایک ضعیف و ناتوان بوڑھی عورت ہوں عوض میں حمایت میں اولاد جنابِ سیدہ

فاطمہ زہرا علیہا السّلام کے بڑے زور سے تم کو تلوار ماروں گی ۔ مومنہ تلوار لئے ہوئے

میدان میں رجز پڑھ رہی تھیں کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام میدان میں تشریف لائے

اور مومنہ کو خیمہ میں پھیر لے گئے ۔

سترھواں فائدہ

پانچ عورتیں حضرت کے خیمہ سے وقت جنگ باہر نکلی ہیں ۔

مسلم بن عوسجہ کی لونڈی اُن کی لاش پر روتی ہوئی نوحہ کرتی آئی تھی ۔

عبد اللہ کلبی کی زوجہ جب عبد اللہ لڑ رہے تھے اُس وقت میدان میں لڑنے کو

نکل آئی تھیں ۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام خود تشریف لائے اور اُس مومنہ کو میدان سے

خیمہ میں یہ سمجھا کر پھیر لے گئے کہ چل کر اہل بیت کے پاس بیٹھو عورتوں پر جہاد نہیں ہے بعد

شہادت اپنے شوہر عبد اللہ کے یہ بی بی پھر اُنکی لاش پر آئیں اور اُن کا سر گود میں لئے بیٹھی

تھیں اُن کے چہرہ کی گرد جھاڑ رہی تھیں کہ شمر کے غلام رستم نے اُس مومنہ کے سر پر گرز

مارا اور وہ اسی جگہ شہید ہو گئیں ۔

انھیں عبد اللہ کلبی کی والدہ بھی بعد قتل عبد اللہ چوب خیمہ لیکر میدان میں لڑنے

آئی تھیں حضرت اُن کو پھیر لے گئے ۔

عمر بن جنادہ کی والدہ بھی عمر کی شہادت کے بعد میدان میں لڑنے کو نکل آئی تھیں

حضرت اُن کو بھی پھیر لے گئے ۔

جناب زینب کبریٰ ؑ خیمہ سے باہر تشریف لائیں جب جناب علی اکبر ؑ گھوڑے سے

گر گئے تھے حضرت امام حسین علیہ السّلام انکو بھی پھیر لائے اور خیمہ میں بٹھا گئے ۔

اٹھارھواں فائدہ

سوائے اہل بیت اطہار کے اور جو شہدائے کربلا کے بی بیاں قید ہوئی تھیں
کوفہ والوں نے ابن زیاد کے پاس سفارش کر کے چھوڑ الیا سب کوفہ میں رہ گئیں فقط
اطہار اور انکی کنیزیں دمشق تک قید میں دربار یزید میں لائی گئیں ۔

انیسواں فائدہ

بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام دو صاجزادے کوفہ میں شہید کئے گئے
ابراہیم اور محمد اولاد جناب عقیل سے تھے یا جعفر طیار کی اولاد میں سے تھے ۔ جناب
صدوق علیہ الرحمہ نے امالی میں تحریر فرمایا ہے کہ جب خاندان رسالت کا قافلہ قید
میں کوفہ میں پہونچا تو خوف اور دہشت کے مارے یہ دونوں صاجزادے ابراہیم
اہل بیت اطہار سے جدا ہو گئے ۔ اور ایک شخص کے گھر میں جو قبیلۂ بنی طے سے تھا جا
انھوں نے پناہ لی اُس شقی نے دونوں کا حال اور نام و نسب دریافت کیا صاجزادوں
سب بیان کر دیا اور کہا اے شخص ہم آل رسولؐ ہیں قید سے ڈر کر بھاگے ہیں اور تیری
میں آئے ہیں اُس شقی بدبخت نے یہ خیال کیا کہ ان کو قتل کر کے اگر انکے سر ابن زیاد کے
لیجاؤں گا تو بہت کچھ وہ انعام دیگا دونوں صاجزادوں کو شہید کیا اور دونوں کے
ابن زیاد کے پاس لے گیا اور سب قصہ بیان کیا ۔ ابن زیاد نے کہا تو نے بہت بڑا کیا
بچے جو تیری پناہ میں آئے تھے انکو تو نے قتل کیا ۔ اور پھر ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس شقی کو
قتل کرو ۔

پہلی فہرست اس کتاب کی جس میں شہدائے کربلا کے نام بہ ترتیب حروف
تہجی مذکور ہیں یہ ہے ۔ یعنے جتنے نام الف سے شروع ہیں ایک جا پہلے وہ لکھے گئے
بعد جو نام (ب) سے شروع ہیں وہ یک جا لکھے گئے اسیطرح سے حرف (ی)

سب نام مرتب لکھے ہیں۔ پس اگر جناب عباسؑ کا نام دیکھنا ہو تو حرف عین میں دیکھو وہاں انکا نام ملیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ اُس جناب کا نام اس کتاب کے صفحہ پر مذکور ہے۔ اگر جناب قاسم کا نام دیکھنا ہو تو حرف قاف میں دیکھو۔

ان دونوں فہرستوں کے بعد جناب مصنف علامہ فرماتے ہیں کہ یہ سب شہدائے کربلا علاوہ خود حضرت امام حسین علیہ السلام ایک سو بارہ شہید ہیں جن کے حالات میں نے اس کتاب میں جسکا نام ابصار العین ہے لکھے ہیں اور حالات بڑی محنت اور کوشش اور تلاش سے مجھے ملے ہیں اور ان حالات کا دستیاب ہونا محض اس وجہ سے مجھے نصیب ہوا کہ میں نے یہ کتاب محض حضرت امام حسین علیہ السلام کی خوشنودی کے لئے لکھی ہے اور

امید کامل ہے کہ وہ حضرت میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں گے بس اب کتاب بائیس شعبان سنہ تیرہ سو اکتالیس ہجری میں بمقام نجف اشرف تمام ہوئی ۔

خاتمہ مترجم

بندۂ عاصی تصدق حسین کاظمی نیساپوری کنتوری ابن علامہ سید غلام حسنین معروف بہ علامۂ کنتوری نے یہ اردو ترجمہ ابصار العین کا بمقام حیدر آباد دکن کتبخانہ آصفیہ میں یوم پنجشنبہ بست چہارم جمادی الآخر سے سال یکہزار و سہ صد و چہل و پنج ہجری ۱۳۴۵ھ وقت صبح تمام کیا امید ہے کہ حضرت خامسؑ آل عبا اس ہدیہ کو قبول فرمائیں گے۔ اور جملہ مومنین اس کے ذریعہ سے ثواب ابدی حاصل کریں اور اس حقیر کو دعائے خیر و مغفرت سے یاد کریں۔

آمید کہ ؛۔ مومنین دعاگو شیخ ابو القاسم مدیر مطبع و کتب خانہ حیدری کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔

مختصر حالات مرحوم جناب علامہ مولانا سید تصدق حسین صاحب طاب ثراہ

آپ کا نسب چند واسطہ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ آپکے جد اعلیٰ ابو طالب سید اشرف بعد واقعہ ہلاکو خان نیشاپور واقع ملک ایران سے ہندوستان آئے اور قصبہ کنتور میں جو لکھنؤ سے دو منزل پر واقع ہے مقیم ہوئے سلطنت دہلی سے بزمانہ محمد تغلق شاہ بطلائے جاگیر سات سو چوراسی مواضع دیہات متعلقہ کنتور سے اون کی امداد ہوئی۔ چنانچہ اس وقت بھی اونکی اولاد میں چالیس پچاس مواضع موجود ہیں اور باقی زمانہ کے انقلاب سے تلف ہوتے چلے گئے۔

ولادت و ابتدائی حالات

آپکی ولادت ۷، ۱۰ ربیع الآخر ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۸۴۶ء کو بمقام لکھنؤ اپنے جد مادری جناب مفتی سید محمد قلی خانصاحب طاب ثراہ صاحب تشئید المطاعن و تقلیب المکائد وغیرہ واقع رزیڈنسی ہیلی گارڈ ہوئی اور غدر ۱۸۵۷ء تک یہیں قیام رہا

اس زمانہ میں متعدد طلبہ علوم سے متعدد کتب صرف پڑھے غدر ۱۸۵۷ء میں کنتور جانا ہوا اور دو سال تک وہاں بوجہ اغتشاش زمانہ قیام رہا۔ بعد رفع غدر جب اون کے والد ماجد نیپال سے واپس آئے اور کنتور میں قیام کیا تو علوم ریاضی حساب ولوگارثم جبر و مقابلہ کی تعلیم حاصل کی۔

۱۸۵۹ء میں پھر لکھنؤ میں قیام ہوا اور وہاں پھر درس شروع ہوا تا اینکہ ایک عرصہ دراز تک اپنے والد ماجد جناب حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید غلام حسنین صاحب اعلی اللہ مقامہ مشہور بہ علامہ کنتوری سے تمام درسیات نحو منطق فلسفہ ریاضیات اور اقلیدس تمام و کمال و متوسطات مجسطی و شفا و شیخ سب پڑھے۔

اسی زمانہ میں لکھنؤ میں کیننگ کالج میں مشرقی شاخ قائم ہوئی اس میں بھی شریک ہوئے اور مولوی سید علی نقی صاحب بن مفتی سید دلدار حسین صاحب ائی پوری طاب ثراہ سے جو کالج مذکور میں عربی وغیرہ کے مدرس اعلی تھے شمس بازغہ پڑھ کر شریک امتحان سرکاری ہوئے اور ۱۸۶۹ء میں سند فاضل حاصل کی۔

تکمیل علوم دینیہ کے لئے حضرت خال علامہ استاد المحدثین علاو المجتہدین فردوس مآب مولانا سید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ کی خدمت میں قیام کر کے تحصیل شروع کی اور جناب موصوف اور جناب مفتی سید محمد عباس صاحب شوشتری کے درس میں شریک رہے اور جناب عمدۃ العلماء الاعلام زبدۃ الفقہاء الکرام مولانا سید احمد علی صاحب محمد آبادی تلمیذ جناب غفران مآب کی خدمت میں درس شرح لمعہ میں دو سال تک شریک رہے اس درس میں دیگر شرکاء حسب ذیل حضرات تھے۔

مولوی سید جعفر حسین صاحب مرحوم فرزند مولانائے ممدوح

مولوی سید حسن مرحوم ساکن کھجوہ ضلع سارن۔

مولوی سید محمد نقی صاحب مرحوم ساکن کھجوہ ضلع سارن

مولوی سید محمد صادق صاحب مرحوم ساکن کھجوہ ضلع سارن

مولوی حکیم سید مہدی حسین صاحب مرحوم ساکن بڈولی سادات پانی پت

مولوی حاجی سید کرامت حسن صاحب مرحوم کنتوری (جو بعد میں جج ہائیکورٹ ہوئے اور جن کے متعدد تصانیف ہیں)

مولوی خواجہ عابد حسین صاحب مرحوم انصاری سہارنپوری۔

مولوی سید رضا حسین صاحب مرحوم ساکن نونہرہ۔

یہ درس سہ پہر میں ہوتا تھا۔

اوسی زمانہ میں جناب ممتاز العلماء والمجتہدین جناب سید تقی صاحب بن سید العلماء سید حسین صاحب (عرف جناب میرن صاحب) بن جناب سید دلدار علی صاحب غفرانمآب کے یہاں شرح کبیر و مسالک کا درس بطور درس خارجی ہوتا تھا اس میں بھی آپ برابر شریک رہتے تھے اور دیگر جو حضرات اس درس میں شریک تھے اون کے اسامی حسب ذیل ہیں۔

جناب سید محمد ابراہیم صاحب طاب ثراہ
فرزند جناب سید تقی صاحب طاب ثراہ
جناب نواب والاجاہ بہادر مرحوم و مغفور۔
جناب مولوی سید مصطفےٰ صاحب عرف میر آغا صاحب مرحوم و مغفور
جناب مولوی سید محمد تقی صاحب مرحوم۔
جناب مولوی خواجہ عابد حسین صاحب سہارنپوری۔
جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب مرحوم کنتوری
جناب مولوی سید حیدر صاحب مرحوم لکھنوی
جناب مولوی سید علی حسین صاحب مرحوم والد مولوی محمد حسین صاحب محقق ہندی اور دیگر چند حضرات

بعد فراغ تحصیل علم آپ لکھنؤ کی مستقل اقامت اختیار کی اور خدمت میں اپنے خال علامہ جناب فردوس مآب مصنف استقصاء الافحام و عبقات الانوار کی خدمت گذاری و طبع حدیث غدیر جلد اول مطبوعہ لدھیانہ و حدیث غدیر جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ و حدیث منزلت وغیرہ میں حاضر رہے۔ زمانہ قیام لکھنؤ میں برابر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ جو حضرات آپکے تلامذہ میں سے تھے اون میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) مولوی سید غلام عباس صاحب مرحوم مدرس مدرسہ دار العلوم حیدرآباد دکن
(۲) حکیم سید محمد رسول خاں صاحب عرف حکیم چھوٹے صاحب مرحوم ابن حکیم سید ہاشم علیخاں صاحب مرحوم موہانی طبیب خاص مہاراجہ صاحب گائکواڑ ریاست بڑودہ۔
(۳) مولوی سید احمد سعید صاحب موہانی خلف مولوی سید آل حسن صاحب موہانی رکن مرافعہ حیدرآباد۔
(۴) مولوی سید مصطفےٰ حسین صاحب مرحوم کنتوری
(۵) مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم (برادر حقیقی جناب مولانا
(۶) سید محمد ذکی صاحب مرحوم برادر خالہ زاد مولانا۔
(۷) سید بندہ حسن صاحب مرحوم کنتوری
(۸) قاری محمد علی خان حدیث خوان لکھنوی
(۹) ولایت حسین خان مرحوم برجیس لکھنوی ملازم حیدرآباد دکن
(۱۰) قاری مولوی ملک ہادی حسین صاحب مرحوم ساکن اکبرپور ضلع فیض آباد مدرس سررشتہ تعلیم حیدرآباد دکن۔
(۱۱) مولوی سید محمد حسین صاحب مرحوم سادات نوگانواں
(۱۲) مولوی سید محمد مہدی صاحب ساکن کھجوہ ضلع سارن مولف لواعج الاحزان۔
(۱۳) مولوی سید محمد جواد صاحب

(۱۴) حکیم سید محمد محسن صاحب ساکن جھیک پور کھجوہ
(۱۵) مولوی سید گلزار حسین صاحب متوطن متصل ضلع بانس بریلی
(۱۶) مولوی سید قاسم علی صاحب مرحوم -
(۱۷) مولوی سید زاہد حسین صاحب ساکن رائے بریلی
(۱۸) مولوی سید علی صاحب ساکن موضع عشرتی قصبہ چھپو جو بعد میں عراق گئے وہاں تکمیل دینیات کر کے فائز بدرجہ اجتہاد ہوئے -
(۱۹) سید ابو الحسن صاحب - برادر مولوی سید علی صاحب موصوف
(۲۰) حکیم سید اکبر حسن خان صاحب موہانی عرف حکیم پیارے صاحب
(۲۱) حکیم سید تصدق حسین صاحب مرحوم موہانی -
(۲۲) حکیم میرزا محمد مہدی صاحب مرحوم خلف مولوی مرزا محمد علی صاحب مرحوم صاحب نجوم السماء
(۲۳) مولوی سید محمد رضا صاحب رئیس سرسی -
(۲۴) حافظ مولوی سید عبد الجلیل صاحب مرحوم ساکن مارہرہ بلگرام -
(۲۵) حکیم میرزا محمد کاظم صاحب لکھنوی -

سنہ ۱۳۰۶ھ تک لکھنؤ میں قیام رہا
بعد وفات اپنے خال علامہ جناب مولانا سید حامد حسین مرحوم وہاں سے سنہ ۱۳۰۹ھ میں حیدر آباد آئے -

اوائل ماہ صفر سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں آپ مع اپنے فرزند اکبر سید عباس حسین صاحب کے حیدر آباد دکن میں وارد ہوئے اور جناب مولوی سید غلام عباس صاحب مرحوم عرف سید محمد عباس صاحب رسولپوری مدرس مدرسہ دار العلوم کے یہاں مقیم ہوئے جو آپ کے تلامذہ میں سے تھے - چند روز مولوی صاحب مرحوم کے مہمان رہنے کے بعد بتوسط حکیم سید عنایت حسین صاحب مرحوم برادر زادہ مولوی امداد علی صاحب مرحوم کیرانوی مصنف بحر المصائب میرزا نواب بہادر صاحب مرحوم خیرآبادی معتمد جناب نواب بہرام الدولہ بہادر کے یہاں جو اوس زمانہ میں نواب صاحب موصوف کے مکان واقع محلہ یاقوت پورہ میں منتقل ہو گئے اور نواب بہادر کے فرزندان مرزا خورشید بہادر مرحوم اور امراؤ بہادر علی بہادر کو پڑھاتے تھے -

چند روز کے بعد جب آپ کے حیدر آباد آنے کی خبر جناب نواب تہور جنگ اشرف الدولہ رکن الملک خان دوران خان مرحوم کو ہوئی تو محلہ یاقوت پورہ میں مکان نواب بہرام الدولہ بہادر میں جس میں آپ مقیم تھے تشریف لائے اور بہت شکایت فرمائی کہ آپ میرے یہاں کیوں نہیں ٹھیرے - نواب صاحب مرحوم کے قدیم تعلقات جناب فردوس مآب سے تھے اور سفر حج میں جو تقریباً سنہ ۱۲۸۶ ہجری تھا - جناب فردوس مآب اور جناب نواب تہور جنگ مرحوم کی معیت رہی تھی -

اوس زمانہ میں مولوی چراغ علی صاحب المخاطب بہ نواب اعظم یار جنگ صوبہ دار گلبرگہ تھے اون سے بھی ملاقات ہوئی اور بوجہ اس کے کہ لکھنؤ اور میرٹھ کے قدیم تعلقات تھے نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے -

اوس زمانہ میں حیدر آباد میں جو علماء کرام مثل جناب حجۃ الاسلام آقا حاجی شیخ محمد علی صاحب خراسانی مجتہد طاب ثراہ و سلطان العلماء آقا سید علی شوشتری منشا الملک مرحوم

اور جناب حسینی میاں صاحب مرحوم و جناب مولوی سید کاظم
علی صاحب مرحوم ساکن برست و جناب مولوی احمد حسین صاحب
مرحوم ساکن برست برادر خورد و جناب مولانا نیاز حسن صاحب
مرحوم جناب مولوی میر حیدر علی صاحب مرحوم و جناب
مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ مرحوم و جناب صدر العلماءؒ
مولوی سید غلام حسین صاحب مرحوم بلدہ حیدرآباد میں تشریف
رکھتے تھے جب انکو آپ کے حیدرآباد وارد ہونیکی
خبر معلوم ہوئی تو وقتاً فوقتاً آپ سے ملاقات فرماتے
رہے اور نہایت محبت و احترام و خصوصیت کا اظہار فرمایا
چند ماہ کے بعد جناب مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کے بیحد
اصرار پر آپ گلبرگہ تشریف لے گئے جن کے یہاں ایک
اچھا کتب خانہ تھا مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ
جب تک کوئی سرکاری تعلق مدرسی وغیرہ کا ہو آپ میرے
مہمان رہیں اور میرے مشاغل علمی میں میرے معین
رہیں۔ اوس زمانہ میں نواب صاحب موصوف
ایک رسالہ علوم جدیدہ و اسلام تالیف کر رہے
تھے جو بعد میں تہذیب الاخلاق میں شائع بھی ہوا تھا
اوسکی اور دیگر تالیفات میں آپ نے مدد دی تقریباً
چار برس مولوی صاحب مرحوم کے وہاں مہمان رہے اسی اثنا
میں یعنے ۷ ماہ شوال ۱۳۱۲ھ میں آپکے حقیقی برادر خورد
مولوی سید محمد علی مرحوم نے بمقام پونہ انتقال کیا مرحوم
ایک جید عالم اور طبیب کامل تھے اصول و فروع کافی
آپ ہی کی تصحیح و اہتمام سے طبع ہوئی ہے۔
شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی و نواب
عماد الملک مرحوم جن سے لکھنو کے قدیم تعلقات تھے
ان سے بھی وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہی اور بالآخر ۲۰ محرم
۱۳۰۵ف م ۲۴ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ میں جناب نواب
عماد الملک مرحوم نے آپ کو مہتمم کتبخانہ آصفیہ کے خدمت
کے لئے انتخاب فرمایا اور بوقت تقرر تحتہ تقرر میں الفاظ
تحریر فرمائے۔

جو حضرات مولوی صاحب موصوف سے واقف ہیں
وہ یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل ملک میں تو کیا بلکہ تمام ہندوستان
میں اس کام کے لئے ایسا موزوں و بہتر شخص نہیں مل سکتا
چنانچہ کتب خانہ آصفیہ کا انتظام آپ کے زمانہ میں
اعلیٰ درجہ پر پہونچا۔

تقریباً بیس سال آپ اس عہدہ پر رہے۔ اور ۱۳۳۷ھ
مطابق ۱۳۲۸ف وظیفہ لیکر کنارہ کش ہوئے۔
اگرچہ آپ نے وظیفہ لے لیا تھا لیکن سرکار نے آپکے
خدمات علمیہ کی قدردانی کے لحاظ سے آپ کو کتب خانہ
آصفیہ کی مجلس انتظامی کا رکن و شریک معتمد مقرر فرمایا
اور اس خدمت کو آپ آخر زمانہ تک انجام دیتے رہے
۱۳۴۲ھ میں آپ زیارات کربلائے معلیٰ و نجف اشرف
وغیرہ سے مشرف ہوئے۔ آپ اخلاق محمدی کا ایک
بہترین نمونہ تھے اور لوگوں کی سعی و سفارش
کے لئے وقف تھے اور ہمیشہ دو چار مہمان آپکے یہاں
رہتے تھے جو شخص آپ سے ایک دفعہ بھی ملاقات کرتا
تھا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ قحط الرجال
میں ان صفات کے بزرگ بہت ہی کم ہوں گے۔
چند سال قبل جب جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں طلبہ
شیعہ کو عقاید شیعہ کی تعلیم دینا قرار پایا تھا تو جامعہ کی

فرمایش سے شرح باب حادی عشر کا اردو میں ترجمہ فرمایا جو تاحال طبع نہیں ہوا ہے جامع الاحکام کا بھی ترجمہ فرمایا۔ ابصار العین فی انصار الحسین علیہ السلام مولفہ جناب آقا شیخ طاہر سماوی کا بھی ترجمہ کیا ۲۵ شوال ۱۳۴۸ھ روز پنجشنبہ وقت گیارہ بجے دن کے قریب آپ کی وفات ہوئی۔ اور ایک مجمع کثیر نے جس میں بلا تفریق مذہب وملت لوگ شریک تھے جنازہ میں شرکت کی۔ اور مدفن فرمان باڑی زمانہ قطبیہ واقع ترب بازار میں آپکی تدفین عمل میں آئی جہاں جہاں آپ کے انتقال کی خبر ہوی وہاں احباب نے قرآن خوانی مجالس عزا، بغرض ایصال ثواب مقرر کیے۔

عراق میں نجف اشرف کربلائے معلے کاظمین شریفین میں بھی ایصال ثواب کے مجالس ہوئے۔ اکثر احباب نے نظمیں کہیں جو آیندہ مفصل حالات میں درج ہونگی آپ دو فرزند چھوڑے ہیں بڑے مولوی سید عباس حسین صاحب آپکی جگہ مہتمم کتب خانہ آصفیہ ہیں اور واقعی والد بزرگوار کے بہترین جانشین اور ایک جید عربی فارسی کے عالم نہایت خوش اخلاق بزرگ ہیں خدا ان کو تا صد وشتی سال خوش وخرم رکھے بالنبی وآلہ۔

اور دوسرے مولوی سید علی محمد صاحب صدر محاسبی میں منتظم تھے اور ۲ رجب ۱۳۵۵ھ میں انتقال کیا خداوند عالم غریق رحمت کرے۔
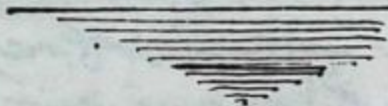
یہ ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا ہے مگر وہی انسان جو نیک و بد میں امتیاز کرکے
راہ نیک اختیار کرے اور راہ ضلالت و گمراہی کو ترک کردے یہ حالت اوسوقت تک حاصل نہیں ہوتی
جبتک علم اخلاق سے واقف نہو ورنہ وہ زمرہ حیوان میں منسوب ہوگا۔ پس ہر ایک انسان پر اخلاق کا
جاننا لازم ہوا لیکن اس زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر انسان صحرائے جہل و نادانی میں سرگردان و حیران
ہیں اور دائرہ اخلاق سے کوسوں دور رہ کر ظلمت کو نور سے تعبیر کر رہے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ ظاہر اکسی
سے خندہ پیشانی سے پیش آنا اور چکنی چپڑی باتیں کرنا اخلاق میں داخل ہے حالانکہ یہ طریقہ منافقانہ ہے لہذا اسکی
ضرورت ہے کہ اخلاق کسکو کہتے ہیں ظاہر کیا جائے اور اسکی بزرگی بتلائی جائے جو تمام علوم سے افضل مانی گئی ہے کیونکہ
جب انسان زیور اخلاق سے آراستہ ہوتا ہے تو درجہ حیوانیت سے مرتبہ ملائکہ پر فائز ہوتا ہے اور ایسا انسان ہی اشرف المخلوقات
کہلاتا ہے جسکی ترک میں ہلاکت اور جسکی حصول و تہذیب میں نجات آخرت متصور ہے بلکہ ہمارے پیغمبر صلعم کے
بعثت کی غرض کلی اس کے سیکھنے پر مبنی ہے اور اس کا حصول ہر شخص پر بقدر استطاعت واجب عینی۔ لہذا
اس علم میں منجملہ مؤلفات علامہ علما حاجی ملا احمد نراقی طاب مضجعہ الشریف کی وہ مشہور و معروف کتاب مستطاب
معراج السعادت جو زبان فارسی میں ہے۔ اور جو شہر ایران کے مدارس کے نصاب میں بھی شریک تھی اس کا
ترجمہ عالیجناب مولوی میر محمود علی صاحب لائق نے عام فہم اردو میں کر کے اس کا نام **عروج السعادت** رکھا اور
بلحاظ کثرت حجم تین حصوں پر تقسیم کیا جس کا پہلا اور دوسرا حصہ چھپکر تیار ہے اور حصہ اول و دوم کی بہت
سی جلدیں فروخت ہوگئیں پس آپ خریدنے میں جلدی کیجئے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔
جس کا کاغذ عمدہ اور چکنا ہے اور صفحہ ۲۲۴ حجم اور صرف لاگت کے لحاظ سے قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم
حجم صفحہ ۱۶۶ قیمت صرف عہ۔

مثنوی لقمہ شیریں یعنے مفاد آخرت مصنف عالیجناب ادیب کامل مولانا مولوی میر محمود علی صاحب لائق دام ظلہ یہ مثنوی
اخلاق و نصائح میں ایک بےمثل و نظیر کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ مومنین اپنے اطفال و نسوان کو پڑھائیں یا
سنائیں کاغذ چکنا حجم ۵۸ صفحات قیمت ۲ر مگر خاص رعایت ۴ر مومنین لینے میں جلدی کریں چونکہ بہت کم نسخے رہ گئے ہیں۔

کتب خانہ حیدری حیدرآباد دکن سے طلب کیجیے

چند بے مثل تعویذیں

دعائے ہفت عہد ام الصبیان
حفاظت بلیات اطفال و نسواں و بانجھ عورتوں
کے لئے بیحد مفید ہے ہدیہ ۲/
بر پوست آہو کربلائے معلے کا لکھا ہوا ۸/ لے
دعائے ام الصبیان از منہاج ۱/
دعائے دافع طاعون و ہیضہ وبائی ۲/
دعائے گنج العرش دافع بلیات ۲/
دعائے قلعہ یٰسین جو حاملہ عورتوں کی حفاظت حمل
کے لئے بیحد مفید ہے اور اطفال متولد شدہ کو اکے
اندر سے نکالنا اور ان کے پاس رکھنا باعث دفع
بلیات و حوادث روزگار اور قیام صحت و ازدیاد
عمر ہے ہدیہ ۲/
بر پارچہ قلمی لکھا ہوا ۳/
دعائے سوسن برجانہ۔ برائے محبت شوہر نہایت
مجرب ہے ۲/ بر پوست آہو کربلائے معلی کا لکھا ہوا ۸/ لے
دعائے خطبہ آدم۔ محبت و زبان بندی کے لئے
مشہور و معروف تعویذ ۲/
بر پوست آہو کربلائے معلے کا لکھا ہوا ۸/
دعائے جوشن کبیر دافع بلیات ارضی و سماوی ۲/
بر پوست آہو کربلائے معلے کا لکھا ہوا عہ
دعائے حرز ابو دجانہ کبیر دافع اجنہ و شیاطین ۲/
بر پوست آہو لے۔
دعائے سیفی مغربی برائے محبت و زبان بندی و کشائش کار ۲/
بر پوست آہو لے۔

حرز چہاردہ معصوم مع حرز جواد ۲/ بر پوست آہو عہ

مرثیوں کی کتابیں

مطبوعہ مطبع حیدری

ہلال محرم حصہ اول چھپنا ۸/ کھرہ عہ
" حصہ دوم ۴۰ صفحہ چکنا ۸/ کھرہ عہ
" حصہ سوم ۳۲۰ " " ۸/ کھرہ عہ
" حصہ چہارم ۵۲۰ " " ۸/ کھرہ ۸/
" حصہ پنجم ۴۶۰ " " ۸/ کھرہ عہ
" حصہ ششم ۵۱۶ " " ۸/ کھرہ ۸/
ہلال ماتم ۱۸۰ صفحہ چکنا عہ کھرہ عہ
ریاض برجیس عہ فغان برجیس عہ
سبع مثانی دبیر مرحوم کے ۱۲ مشتمل بست
کے مراثی ۹۲ صفحہ قیمت عہ
سفیر ماتم ۵۲ صفحہ چکنا عہ کھرہ ۱۲/
ہلال غم چکنا ۸/ کھرہ عہ

علمائے شیعہ کے حالات میں بہترین کتاب

قصص العلماء

نصف اول چھپکر تیار ہے

حجم (۲۳۲) صفحہ

قیمت صرف عہ

حصہ دوم زیر طبع ہے قیمت عہ

علماء کے حالات پڑھکر سبق حاصل کیجئے

نوحے

فغان محرم حصہ اول

اساتذہ کے چنے ہوئے رقت آور نوحوں کا مجموعہ حجم (۶۴۰) صفحہ کاغذ چکنا ۸/ کھرہ عہ
ایضاً حصہ دوم ۶۲۰ صفحہ چکنا ختم کھرہ عہ
ایضاً ہر دو حصہ کھرہ ہے –
فغان زہرا نوحہ جات مسرور ۲۳۶ صفحہ حجم چکنا ۸/ کھرہ عہ –
عزائے ماہ محرم ۱۰ صفحہ کھرہ ۸/ –
نوحہ جات ناجی مرحوم حجم (۲۹۶) صفحہ چکنا عہ کھرہ ۱۲/ –
جام شہادت نوحہ جات شوکت مرحوم حصہ اول دوم سوم فی حصہ چکنا عہ کھرہ ۱۲/
ہر سہ حصہ یکجائی چکنا ۸/ کھرہ ۸/
نوحہ جات نامی مرحوم کھرہ ۱۲/
ساغر آل نبی نوحہ جات مداح آل نبی حکیم حلمی حیدر آبادی ۴۳ صفحہ چکنا عہ کھرہ عہ
بیاض اہل ماتم نوحہ جات لائق ۲۵۲ صفحہ چکنا عہ حصہ دوم چکنا ۶/ کھرہ ۴/
فرط غم نوحہ جات ضامن ۳۷ صفحہ عہ
وسیلہ بخشایش نوحہ جات غیور ۴۰ صفحہ چکنا ۶/ کھرہ ۴/ –
معرکہ غم نوحہ جات عابد کاغذ چکنا ۶/ کھرہ ۴/
دافع الطاعون نوحہ جات دفع طاعون چکنا ۳/ کھرہ ۲/ افکار جعفری ۲/
نوحہ جات صمصام ۲/ نوحہ جات نیساں ۲/
اسناد آخرت نوحہ جات فکر ۸/

تقلید مجتہد اعلم ہر مومن پر واجب ہے بغیر تقلید کے کوئی عمل درست نہیں مقلدین کیلئے بہترین کتاب

مختار المسائل

یعنی رسالہ عملیہ سرکار آیۃ اللہ آقا سید ابو الحسن اصفہانی طاب ثراہ مجتہد اعلم نجف اشرف و سرکار ناصر الملۃ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ و سرکار نجم الملۃ مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہدین لکھنؤ حجم ۲۷۶ صفحہ کاغذ چکنا طباعت نفیس قیمت عہ جلد خرید کیجئے۔

شہدائے کربلا کے حالات میں بہترین کتاب

نور العین

ترجمہ ابصار العین فی انصار الحسین

یہ نادر کتاب بزبان عربی من تصانیف علامہ شیخ محمد بن شیخ طاہر سماوی نجف اشرف میں طبع ہوکر بیحد مقبول ہوئی کتاب مذکور کا ترجمہ مولانا سید تصدق حسین قبلہ مرحوم ابن علامہ غلام حسنین کنتوری نے اردو میں کیا ہے اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور تمام شہدائے کربلا کے مفصل اور صحیح حالات درج ہیں یہ کتاب مطبع ہذا میں چھپکر تیار ہے حجم صفحہ ۲۲۰ قیمت کاغذ چکنا ۸/ کھرہ عہ